# بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

جمیع حمد سزاوار هي اُس خالق کو کہ جسنی اولادِ آدم
کو جہل کي تاریکي سے نِکال کر روشني عقل کي بخشا
اوٗر سِلسلہ بنيِ آدم میں پیغمبر آخرِ زمان کو پیداکر کے
درمیانِ نیکت و بد کے فرق ظاهرِ کیا صلوات و سلام اُس
نبي مُختار اوٗر اُس کے ال عظام و اصحاب کِرام پر صاحبانِ
فِطرت پر ظاهرِ هووے کہ میں سیّاح جہان گرد و آوارہ ملکٗ
نور دیعنی شیخ اِعتصامُ الدّین بیٹا تاجُ الدین کا باشندہ
پاچهنور کا از بسکہ آنجور کي کِشش سے وِلایت کا سفر کیا
اوٗر کُچھ عجایب و غرایب صُنعتان و اشیا ولایت کے
جو دیکها اُس کا مُفصّل بیان کرنا نِهایت طول داستان
تهي اِسواسطے جو دیکهنے والون کو اِس کِتاب کیے فایدہ
کُلّي حاصل هو بطورِ اختِصار کے لکها اور کتاب خابِ دُنیا
میں اس کِتاب کو اپني یادگاري کا نقش چهوریا

# ۱

## پهلا احوال مُصنّف کا و سبب ولایت کو جانے کا — جهاز پر فرانسیس کیه سوار هوا — کیفیت قبله‌نما کیے و بادان کیه

میں عمل میں جعفر علیخان مرحوم که رفاقت و صُحبت سیے شیخ سلیم‌الله مُنشي و مرزا مُحمد قاسم میرمُنشي نوّاب مرحوم کیے نوشتخواند میں فارسي کي قُدرت بهم پهنچاکر حکومت میں قاسم علیخان کي میجر پارک صاحب کي سرکار میں نوکر هوا اور اسد زمان خان اور راجه بیر بهوم کیے جنگ میں حاضر تها اوس جنگ کیے بعداز حضرت شاهِ عالم بادشاه کي مُلازمت حاصل کرکر همراه میجر صاحِب کیے کلکتیے کو آیا اوس وقت میں سب صاحِبان انگریز کیے سرکار میں آٹھ مُنشي نوکر تهے

میجر پارک ولایت کو جانیہ کہ بعداز اُن کیچھ سِفارش سے ستریچی صاحب کیے پاس نوکر ہوا اور چندی قُطب پور کی تحصیلداری کیا اِس پیچھیہ دوسریہ صاحبان کی نوکری مین داخل ہوا

القِصّہ جَوانی کی دِنان سب صاحبان کی نوکری مین گذریہ اب جو بوڈھا ہیہ کیے وقت ہرایک قِسم کی تصدیعہ پاتا ہون یہہ بھی میری بدبختی ہی ۔

سَن ایک ہزار ایک سو اَسّی ہِجری مین نواب شجاعُالدّولہ الہاباد مین لارڈ کلیف صاحب کی معرفت درمیانِ اپنہ اور کمپنی کہ عہدنامہ لِکھایا اور شاہِ عالم سے رُخصت ہوا لارڈ کلیف صوبہ بنگالہ اور بہار اور اُڈیسہ کی دیوانی کی سند کمپنی کیہ نام پر اور اوس ملک کی حُکومت کی سند نام سے نجمُالدّولہ جو بیٹا میر محمد جعفر علیخان کا تھا بادشاہ کہ حُضور سے لِکھوا لیکر رُخصت ہونا چیاھا اوس وقت شاہِ عالم نے آنسو آنکھہ مین لاکر کھہ کہ تُم کمپنی کا کام اپنی خاطر خواہ

بندوبست کیے اور بالکُل هماري دولت کي مضبوطي کے
لیٔے کُچھ دھیان نکیٔے انگریزي فوج دهلي کا تخت قایم
رهي تک هماري حُضوري مین نهین رکهه اور مُجهه کو
چو طرف کیے دُشمنون کے بیچ مین چهورکر چلے جاتیے
هو لارد کلیف اور جنرل کارناک اِس بات سے بهت
غمگین اور تهورا شرمندہ هوکر جواب دیٔے کہ انگریزي
فوج آپ کے حُضور مین رکهنے کے واسطے سِواے حُکم
بادشاہ ولایت کیے اور بیے دریافت کرنے مرضي صاحبان
کُمپني کے هم حُکم نهین کر سکتے هین لیکن اب هم
بادشاہ ولایت وغیرہ کو عرض کرینگے جب حُکم ولایت
سے پهُچیگا البتہ وہ بندوبست هوجایگا مگر جواب با صواب
وهان سے آنے تک مصلحت اور مُناسب یہ هي کہ
آپ الهاباد مین رهین اور اِن دِنون مین جنرل اِسمت
انگریزي فوج کے سِپہسالار مُقرّر هوئے هین اور وہ ایک
پلٹن اپنے ساتهہ لیکر آپ کے حُضور مین رهینگے اور سب
طرح کي نوکري اور خیر خواهي بجالاوینگے اِسکے سِواے

انگریزي فوج کي چھاوني اب جون‌پور مین مقرّر هوي
هي جون‌پور الهاباد سیه نزدیک هي ضرور کیه وقت
تمام سپاه آپ کی حضور مین حاضر هونگه اوٗر آپ سب
طور سه خاطر جمع رهو بعداز اتفاق سه نوّاب منیرالدّوله اوٗر
راجه شتاب رای که اوٗر مطابق مرضي شاه عالم کیه لارد
صاحب خط لکھه اوٗر بھیجه مین بادشاه ولایت کیه
طرف مشغول هویه اوٗر مطلب خط کا یه تھا جو مدد
اور کمک فوج انگریزي کی سپه‌سالاري سی سرداران انگریز
کی مجھ کو چاهیه سو آپ کي مهرباني سی هونا ضرور هي
اوٗر همارے تمھارے درمیان دوستي و محبّت روز بروز
ترقي پاوے اوٗر مین تمھاري دوستي پر نظر کر کیه صوبه
بنگالا و غیره کي دیواني کي سند کمپني کے نام پر لکھکر دیا
هون اوٗر سرداران تمھاره سرکار کیه میرے ساتھ نیکي اوٗر
خیرخواهي بجالاٖیه اس مضمون کا خط ایک لاکھ روپیه
کے تحفون کي ساتھ روانه کرنا مقرّر کیه

چنانچه نوّاب منیرالدّوله اوٗر راجه شتاب راٖیه لارد

کلیف کیے ساتھ کلکتہ کو آئے اور لارڈ کلیف مصلحت سے
جنرل کارناک و کپتان س و جارج وانسٹارت صاحب و
نوّاب مُنیرالدّولہ اور راجہ شتاب راہ کہ بغیر اطلاع دوسرے
صاحبان کونسل کے باغمیں دمدمہ کہ جاکر خط لکھاکر شاہِ
عالم بادشاہ کی مُہر خط پر کرکے خریطہ اُسکا کپتان س کہ
حوالے کیے کیونکر کپتان س بطور ایلچی کی طرف سے
بادشاہِ ہندوستان کیے شاہِ وِلایت کی حُضور میں جاویے
اور تحفہ ایک لاکھ روپیہ کیے حُضور میں شاہ ولایت کی
گذرانیے اور اپنا مطلب و مقصد حاصل کرکر پھرآویے اُس
وقت کوئی مُنشی شاہ عالم بادشاہ کیے طرف سے همراہ
کپتان س کی جانا ضرور هوا القِصہ سب صاحبان مجھہ
کو بھیجنا مُقرر کیے اور چار هزار روپیہ خرچ کیے واسطے
بادشاہ کی سرکار سے مُنیرالدّولہ کي معرفت میرہ تیئن دلویے
آیندہ بادشاهي عنایات کا مُجھہ کو اُمیدوار کیے الغرض
مُجھہ کو بھي جوانی کہ سبب وِلایت کہ سیر کي خواهش
هوي اور کپتان س کہ ساتھ جہاز میں سوار هوا

جب ایک هفتے کی راه چلے کپتان صاحب مجهه کو
کهه شاه عالم بادشاه کا خط لارد کایف صاحب میرے سے
لیکر قرار کیے که اب تک تحایف بادشاهِ ولایت کو بهیجنے
کے واسطے بنارس سے نهین بهیجے صرف نامه لیجانا مناسب
نهین بهتر یهی سال آینده مین نامه معه تحایف مجهه
کو پهنچیگا اور ولایت مین پهنچکر تمکو دیونگا نامه اور
تحایف شاه ولایت کے حضور مین گذراننا تمهارا علاقه
هی یهه بات سنکر هوش میرے جاتے رهے اور یقین سمجها
که حیله اسبات کا یهه سبب نهین آخر اپنی محنت کا
سفر کچهه فایده ندیویگا اگر آگے مین یهه بات جانتا تو یهه
کام نکرتا جبکه کار از دست رفته وتیر از شست جسته کا
علاج نهین هی لاچار هوکر خواهش خدا پر راضی هوا جهاز
کی سفر کی محنت و سختی اپنے پر آسان کیا
گیارهوین تاریخ شعبان کی سن گیاره سو اسی کو ماکهه
کے مهینے مین فضل الهی پر نظر کرکر هجلی کے گانون سے
جهاز پر سوار هوا قاضی شیخ علیم الله جو میرے تین پهنچا نے

آئی تھیں اُن کو رُخصت کیا فرقت سے وطن اور خدائی سے بیکون کی جو غم میرے دل پر گذرا سو خدا کو ظاہر ہی القصہ جب ناخدا نے جہاز کی لنگر اُٹھایا چہار روز کے عرصہ مین سرحد مین دریاء شور کے پہنچا جسکی موج سے بربوری رات کے وقت جیرامان کے سریکا چمکتے تھے مین غسل اب شور سے کرتا تھا اور طبیب فرنگ کے دریا کی آب و ہوا کو تندرستی اور بیمار کے حقمین نفع دینے والے سمجھتے ہین چنانچہ میرے تجربے مین آیا کہ کوئی بیماری مین مبتلا نہین ہوا مگر عارضہ پیچش کا جو تھا وہ بھی اسپغول کے کھانے سے دفع ہوگیا

خاصیت قبلہ نما کے لوہے مانند کاربا کے ہی جیسا وہ گھانس کو کھینچتا ہی یہ ایک قسم کا لوہا ہی جو لوہے کو کھیچتا ہے قبلہ نما کا کانٹا ہمیشہ شمال کی طرف جھکتا ہی اور قبلہ نما کے سبب سے جہاز چلانے کے کام مین صاحبانِ فرنگ بہوت قدرت رکھتے ہین اور جہاز

چلانیکا علم اور دوسریه عُلوم کو ایسا آسان کیۓ هین که
وِلایت کیے لوگ کو علم سِیکهنیه مین کُچهه محنت نهین
هوتی هي محنت و بهادُري که جسمین بهت قوّت رکهتے
هین ایسي ایسي مُشکل کام کرنیه کو اپنے پر آسان کیۓ
هین یِه کام اِسي قوم کا کام هي نهین تو دوسره کا مقدور
نهین چنانچه طوفان که وقت دوسره اور تیسره تمام پر
جهاز کیۓ چرهتیه هین اگرچه بارا سخت چلتیه اور کبهي
گدلون کیے سریکا جهاز کیه رسیون سے لتکتے هین اُن کیه
دِلون مین ذره بهي در نهین هي جیسا ک مین پِهرالیه کے
وقت دیکها ک کوئي رات بهوت طوفان تها تینون تمام
اوپر کیه توت گیۓ اور ایک گوره آدمي جو تیسریه
بادبان پر تها بادبان سمیت پاني مین گِرگیا اور پهریه
والا جهاز کا جو کناریه پر جهاز کیه کهرا تها اُسي وقت رسّي
پهینکا اور پکارکر بولا ک رسّي کو پکرلیه وُه گوره رسي کو هاتهه
پر لپیت لیا پهره والا اُسکو کهینچکر جهاز که اوپر لایا اور

وہ کوئی چوٹ نہیں کھایا اور تھوڑے وقت کے بعداز اپنے
کام میں مشغول ہوا

بادِ شرطہ اُس کو بولتے ہیں کہ طوفان جاتے رہے بعداز
جو بارا آہستہ آہستہ اور خوش مانند صُبح کے بارے کبھی
بھاگی اور اِس بارے سے جہاز کے لوگ کو طوفان کی
تصدیع پانے کے بعداز آرام ملتی ہی بعضے وقت ایسا
ہوتا ہی کہ کُچھہ ہَوا نہیں چلتی ہی جہاز کھڑا رہتا ہی
اور تمام اِس طرف اُس طرف جھوکے کھاتے ہیں اُسوقت
دریا کا میدان شیشے کے سریکا صاف اور نیلہ نظرآتا ہی
اُسوقت میں جہاز چلنیے سے موقوف رہکر کوئی جگہہ
ہفتہ اور کھیں دو اٹھوارہ رہنا ہوتا ہی اور خلاصیان
گانیے بجانے میں مشغول ہوتیے اور صاحبان اپنے بی‌بیان
سے ناچ اور خوشی کرتے ہیں مُجھہ کو تعجب معلوم ہوا
اور میرے دِلمیں ناامیدی کے باعث یہہ بات آئی اگر
جہاز تھوڑیے مہینے یہاں رہیے تو جِینا مُشکِل ہوگا اور میں
اپنے وطن کو کب پہُنچوں‌گا

۳

یہ کیفیت میرے پہنچنے کی مورس
کے جزیرہ میں اور دوسرا احوال
وہان کا

ساتوین تاریخ شوال کو مورس کو پہنچا ایک شخص
سارنگ یعنی جو سردار خلاصیان کا اور سات آدمی
مسلمان رہنے والے ہوگلی بلوار انیوہ کے جو عید کی نماز
کے لیے آئے تھے اُن سے مین ملاقات کیا دیکھا کہ ہرایک
آدمی جورو اور بچہ رکھتا ہے اور وہان رہکر وطن کو جانے
کی کچھ پروا نہین اور فرانسیس کی باندیان کو شادی کرکے
اُن کی غلامون مین داخل ہوے ہین اور فرانسیس اُن کو
نہین چھوڑتے ہین جو وطن کو جاوین مجھہ کو اپنے ملک
کے لوگون کے دیکھنے سے خوشی حاصل ہوی اور اُن کے
وسیلہ سے سولا روز رہنے کو اچھی جگہہ ملی

موریس کا جزیرہ ستر پر پانچ کوس کا چورا هي اُس
کیے بیچ مین پہار جنگل اور ویران جگہہ بهي هي مگر
مشرق کے طرف دو تین هزار بیگھہ زمین کا زراعت
کے لایق هي کہ اُس مین ایک چهوٹا شهر آباد کیے هین
فراسیس کوٹهیے اور قلعہ پهتر سہ بنایے هین اور اُس کیے
آس پاس باغان لگایے اور هر ایک عمدہ فراسیس پاو
کوس زمین کو اپنیے علاقہ مین لیکر اُس کیے اطراف بار
لگاکر اُسمین کهیت باري کرتي هي پچاس یا ایک سو
غُلام اور باندیان زراعت کے کام پر مُقرّر کیے هین غلام اور
باندیان کو جوائي اور چهنیں مین مادہ گاس کار اور ملبوار
کیے مُلک سیے جہاز کیے لوگ سیے جو بردہ فروش هین
بهاري قیمت سیے یعنے پچاس روپیہ ساٹه روپیہ کو مول
لیکر زراعت کہ کام مین مُقرّر کیا هي

وهان سِوایے بهُت رالہ دهان گیهون اور جواري کیے دوسرا
اناج نهین هوتا هي دولتمندان گیهون اور چاول بنگالا اور
دوسریے مُلک سیے لاکر کهاتیے هین غریبان اور غلام اور

باندیان کتنین بھٹ وغیرہ اناج پکاکر کھلاتی ھین دوسرا ایک
قسم جھار کی جر کا مولی کی سریکا وھان پیدا ھوتا ھی
اُس کا آٹا بناکر روٹی پکاکر کھاتیے اور مین ایک روز
تھوری کھایا اور مزا اُس کا نہ کھٹا نہ میٹھا نہ نمکین معلوم
ھوا آم تربوز کھیرا خربوزہ وغیرہ میوےی بنگالی کی جیٹ
کی مھینی مین خلاصیان کی معرفت وھان کی بازار سیے میلی
آم وزنمین پاؤ سیر اور بعض آدھا سیر کا تھا اور بیہ
ریشہ اور خوش مزا کھانیے مین آیا بعضی آم کا رنگت باھر
ھرا اور اندر نیلا تھا بنگالی مین اسطرح کیی آم کم نظر آئیہ
کاغذی لیمو اور لال مرچ وھان کی پھارون مین آپ سیے
آپ ھوتی ھین غریب لوگ جنگل سی لاکر بازار مین
بیچھتی اوس جزیریمین تانبیے کے پیسیے اور کوریان کا
رواج نھین مگر نوٹ کا کاغذ ایک سو روپیہ دو سو روپیہ
سیے لیکر آٹھ آنیہ اور چار آنیہ تک کا ھی وھی نوٹ
کا کاغذ خرید و فروخت مین مُتّرر ھی وھان کی جگھہ
بُھت سرد ھی اور مٹی وھان کی بالو سے میلی ھوی ھی

اسواسطی مٹی اور اینٹ کی دیوار نہیں ٹھہرتی ہی گھران
لکری سیی بناتی ہین گھر کی سائبان مین بھی تختیی بندی
کرتیی ہین لاکن زمین سی ایک دو ہاتھ بلند سندوقی کی
طرح بناکر اسکی نیچی چاک لگاتی ہین اچھا گھاس وہان
نہین ہی اسواسطی گھر کی چھت کو تختی کیی ٹکرون سی
کھپریل کیی سریکا ایک کی اوپر دوسرا ٹکرا رکھکر لوھیی
کیی میخون سیی بند کرتیی ہین تھورا بھی پانی اسمین
نہین گھس سکتا ہی ایک گھر کو پچاس ایک سو برس
تک مرمت کرنا ضرور نہین بنیاد گھر کی پایون پر الگ
رہتی ہی اسواسطیی جس جگہہ چھتی ہین گاری کی
سریکا دور یا نزدیک ہو ایک دو کوس گھر کو کھینچکر
لیجا سکتیی ہین

اس جزیریکیی اطراف مین بسبب خرابی کیی جگہہ
جہاز لنگر کرنیی کی نہین مگر شہر کیی نزدیک ایکہی
جگہہ ہی اس راستہ مین بھی تین کوس تلک خراب
جگہہ کا در بہت ہی اور بہت محنت سیی جہاز

کنارےکو پہنچتا هي اور جهاز کےنوےلوگ کتین وهان چلنا پهرنا مشکل هي اِس لئے پهلے فراسیس اور انگریز کے درمیان بهت برس تک جنگ تها اور انگریزان سب فراسیس کے جزیرون کو فتح کئے مگر یهِ جزیره فتح نهین کئے

بولتے هین که یهِ جزیره اول پرتکیس آباد کیا تها جب که اژدها اور سانپ بچهو اسمین نهایت سے تهے اِس سبب سے لوگ نهین رهسکے اُسوقت فراسیس کو دیا اور پادریان فراسیس کے قوم کے جادومنتر سے سانپ بچهو وغیره کو قید کرکے اور کشتیانمین چرهاکر وهان سے دو تین کوس کے پیلیور لیجاکر پاني مین چهور دئے جیساکه اُس تاریخ سے سانپ بچهو وغیره کا اوس جزیریمین نام نهین رها اِس بات کو خدا بهتر جانتا هي

مچهلي بهت هي لوگ گل اور جالے سے پکرتے هین لیکن کوئي مچهي بنگالے کي مچهلي سریکا نظر نهین آئي اگرچه بعضے مچهي کوي کے سریکا اور بعضے رنگ

مین سرن پوتّھا کیے سریکا ھي مگر مُنھہ کھُلا ھوا اور چورا
نھیدہ اور بھگت مچھّي کیے مانِند تھیے اور سب مچھیون
مین سیے پونٹھا مچھّي کہ جِس کا رنگٹ اوجلا اور ھر
ایکٹ جگھہ لال نُقطیے بھوت پسند اور خوش رنگٹ اور
مزہدار ھي اور دوسریے مچھیان بھي مانِند بوالي اور
موي کیے کھپلا رکھنیے والیے اور بیے کھپلا دیکنھیے مین آئیے
اور مزہ مین بھي خوش مزہ تھیے

جِس روز کہ اوس جزیریمین مینْ داخِل ھُوا اوسکیے
دوسریے دِن مِیھون اور بارا شروح ھوا تین چار دِن تلکٹ
بھُت طوفان چلتا تھا میھونِ زیادتي سیے پرتا تھا دو
جھاز فراسیس کیے جنس سے بھریے ھوییے دو دو لنگر کیے
بوجھہ سیے کھر یے تھے طوفان کے چھپکٹ سیے دو نو جھاز
لنگر سمِیت کسیے خرابي مین پھُنچکر ٹوٹ گییٔ اور
ھم لوگٹ کي سواري کا جھاز بھي خرابي اور اسپان کي
جنگي جھاز کیے نزدیکٹ پھُنچکر اور چوٹ کھاکر فضلِ
الٰھي اور محنت سیے بھادرون کي خیریت سیے پھِرایا

جهاز کیے باهر کے تختیے کو مار لگنیے سیے تهوڑا پاني اندر آیا اور دو کِشتي جو جهاز کے اوپر تهے ٹوٹ گیٔے اور تختیے ٹکڑیے ٹکڑیے هوگٔیے سولا دِن وهان جهاز کي مرمّت کے واسطیے رهنا هوا اِس طوفان مین بهوت جهازان ٹوٹ گیٔے اور خراب هویے اور اُس کیے بعداز کوئي طوفان ویسا برا وِلایت تگ دیکهنے مین نهین آیا اور کوي آفت نهین هوي کپتان س اور مستر پیکاک فراخ اور هنسي سے میریے تین بولیے کہ تُمهاریے قدم کي برکت اور بهتري سیے کوئي در ظاهِر نهین هوا مین جواب دیا کہ مُجهہ ناپاک اور غریب کیے قدم سي کیا خوبي هوگي لیکِن خُدا نیے مِهرباني سے اپنے بندون کي خبرداري کیا اپنے بندون کي اُمید کے کهیت کو تازہ اور سرسبز رکها

۳

یہ کیفیت کیپ گذ ہوپ اور
آیس سینشن کیے حزیری کا

جب کہ لنگر اُٹھایا منہہ جہاز کا جنوب و مغرب
کیے طرف تھا بعداز جہاز کیپ کیے نزدیک پہنچا اور
تب بہ سبب باد مخا لف کیے جہاز وہان سیے
پیلیور نہیں جاسکا پانچ سو کوس پیچھے ہٹ گیا پچیس
دن تلک بارا ایک طور پر چلتا تھا جب کہ بادِ مُخالِف
تھورا کم ہوا اور بہت محنت سیے کیپ کیے کونیے
سیے جہاز باہر نکلا
کیپ میں جہاز دو ہفتیے لنگر کیا
کیپ ایک کونہ حبش کیے ملک کا ہي کیپ کا
ملک قوم ولاند کي حکومت میں ہي ولندیز دریا
کیے کناریے پر بہت خوب صورت شہر بنایا اور طرح

طرح کیے وِلایتی جہار اور ہِندوستانی کیے لگایا جیسا کہ
انگور سیب ناشپاتی اور بہی اور امرود اور بِہ دانہ اور
آم اور کیلا وہان کیے لوگ سرد اور شمشاد وغیرہ کیے
درخت باغون و راستی مین لگاتیے ہین اور باغون کو
خوب دُرست بناتیے ہین آباد ہونیے کیے آگے کیپ
سب ویرانہ تہا اور کالے رنگ کیے لوگ اور جنگلی اِس
مُلک کیئے بازیگران کیے سریکا گہران اُٹہا لیکر قریب
سات آٹہ ہزار آدمی کیے عورت اور بچی اور گہوریے
بکریے گاۓ بیل کیے ساتہ دوسریے مُلک سیے کیپ مین
پُہنچکر تین چار برس تلک وہان رہکر پہر دوسریے
طرف جاتیے تہیے اُن کا لِباس کچے چمریے کا اور اُن
کی غِذا کچا گوشت اور دودھ بکری میویے جنگلی
ہی لوگ لمبیے قد کیے اور بدن موٹا اور دور مین ایسا
جلد اور چالاک تہیے کہ جنگلی سوٌر اور ہرنون کہتن
آسانی سیے پکرتیے

ہاتیونکیے چراگاہ کیے پاس دونگیے گریے کہودتیے جس

وقت ہاتیان پہاڑون اور جنگلون سے مندیے کیے مندیے
آکر چرانے مین مشغول ہوتے وہ لوگ بندوق کیے
آواز کرتیے اور اُن کو اوسطرف لیجاتیے گرون مین گرپرتیے
اور چند روز کیے بعداز دانیے پانی کیے نہونیے سیے مرجاتیے
یہہ لوگ ہاتی کیے دانت کو سوداگران کتین بیچتے

ولندیز بنگالیے کیے مرد اور عورت اور بچّون کو مول
لیتیے ہیے تہوڑیے غُلام اور باندیان سیے مین مُلاقات
کیا اگرچہ وہ لوگ ہندی اور بنگالی زبان کو بہول گیے
ہین لیکن اشاریے سیے کُچہہ کُچہہ بات کرتیے ہین اور
مچّہی شکار کرکر مُجہہ کو دیتے تہیے

جزیرہ اس سینتش کا کیپ کیے شمال و مغرب
طرب ہے ایک مہینیے کیے عرصیے مین وہان پُہنچیے وہ
ٹاپو ویران ہے مچّہی بہُت ہے اُن مچہیون مین ایک
چہوٹی مچّہی کوئی مچّہی کیے سریکا مُنہہ کُہلا ہوا
کہپلا بدن پر کالا رنگ بہُت مزہدار بیحساب ہے جہاز
کیے خلاصیان گل سیے پکرتیے ہین

دریا کي تانبیل بہُت بري وزنمین دو من کیے برابر
بلکہ اُس سے زیادہ هي چاندني راتمیں اندیے دینے
کیے واسطے کنِاریے پر جزیریکیے جو تمام بالو هي جاتیے
هین جہازیي لوگ چھپکر دور بیٹھے جب کہ تانبیل
پاني سیے نِکل کریے لوگ جَست کرکر پیچھے سیے تانبیل
کو پکڑلیتیے اور اُس کو اوندھا کردیتیے هین اِسیطرح ایک
راتمین چالیس پچاس تانبیل کتین پکڑکر جہاز کیے
لوگون کو گوشت اور اندیے کھلاتیے سیے خوش کرتیے هین
چنانچہ ایک روز کیے واسطیے ایک تانبیل جہاز کیے
آدمیون کیے کھانیے کیے لیٔے بس هوتي هي

پرندیے جانور مُرغابي اور کُلنگ کیے مانِند بہُت
هین لِکن گھونسلا نہین رکھتیے کیونکہ وهان جھار گھانس
کُچھ نہین اور هر ایک جوڑا جانور کا پھار کیے بُلَندي
پر نہین تو کوئي پھتر اور ٹیکریے کو اپنے رهنیے کیے واسطے
پسندکرکر وهان رهتیے آدمیون نہین درتیے هین جہاز
کیے گوریے جانور پکڑنیے کا قصد کیٔے اور شور اور آواز

کرکیے چونچ گورون کے هاتهہ پر مارییے لیکن پکڑیے گیے
مین دو جانور کوک سُرخاب کیے سري کیے تهیے گورون
سیے لیکر جهاز مین لایا اور محمد مُقیم جو میرا نوکر
تها جانورون کو دیکهکر بهُت خوش هوا ذبح کرکر پاک
و صاف کیا مصالہ گرم اور سرد دیکر گهي مین پکایا
لیکن اُن کا گوشت کُچهہ بهي نهین گلا اور بدبو نهین
دفع هوي آخر وهُ سب سالن دریا مین ڈال دیا لیکن
گوریے جانور کو انگار پر بهون کر کهاتیے هین سچ هي
کہ ولایت کیے گوریے خصوص فراسیس کي قوم بهوت
غلیظ خوار هین

عجایب اور غرایب دریا کیے بهوت هین اگر لکهنا
چاهون تو دوسرا دفتر چاهییے اِسواسطے تهوڑا احوال لِکهکر
بس کرتا هون پرندہ ماهي صورت مین اِس ملک
کیے دیوہ مچهي سي هي لیکن لمبائي مین تین انگل
هوتي هي اُس کیے گلیے کیے دونو طرف دو پر هوتیے
هین جو لمبائي مین چار اُنگل کیے مکهري کیے جالیے

سریکا اور حریر کاغذ سیے بھي زیادہ باریک هین جب
تک مچھي کا پر پاني مین بھیگا هي اُن کو اُرنیکا
قوت رهتا هي جب کہ آفتاب کي گرمي اور هَوا کیے
بھنیے سیے پر مچھي کا سوکھ جاتا هي اوسي وقت پاني
مین یا جهاز پر گر پرتیے هین جهاز کیے خلاصیان پرندہ
مچھي کو پیتھ مین تھوري افیون دال کر خیرداري سیے
رکھتیے هین اور هِند کیے وغیرہ مُلک مین بُهت قیمت
سیے بیچتے هین هِند کیے حکیمان بولتے هین کہ یهِ
مچھي قوت باہ کیے واسطے بُهت فایدہ دیتي هي کہ اُس
کیے کھانیے سیے نامرد مرد هوتا هي دوسرا یهِ کہ بالو
مچھي بھي ایسے جاصیت رکھتي هي

کیفیت دریا کي مگر کي اُس کو انگریزي زبان مین
وهییل بولتیے هین بدن اُس کا دو یتّرینے هاتي کیے
برابر بلکہ زیادہ هوگا اور کلہ مانِند هاتي کیے کلے کیے
چھید ناک کا سر کیے اوپر هي جب کہ دم کھینچتي
هي پاني اُس کیے حلق مین جاتا هي اور جب دم

کو باہر چھوڑتي هي پاني فوّاريکيي سريکا تارّ کيي جہاز
کيي بُلندي کيي برابر اُڑتا هي اور اُسکا آواز بہُت شور
سيي هوتا هي جيساکہ آدهيي کوس سے سُنے جاتا هي
کُچھہ کهانيے کي اُميد سيي اور جهاز کو ديکهنے کيي لئيے
ايک نزديک آکر اور کبهي غوطہ مارتي اور کبهي باهِر نِکلتي
تهي اگر باهِر نکلنے کيي وقت اُس کا تهوڑا دهکا بهي
جهاز کو پُہنچيے تو شايد جهاز ٹوٹ جاويگا اور همکو اُسکے
ديکهنے سيي کُچھہ خوف اور ڈر دِلمين پيدا هوا اِسبات
کا گمان تها کہ شايد وُہ جهاز طرف آويے

کيفيت جل منسي کي يهہ سِر سيتي کمر تک صورت
خوبصورت عورت کي رکهتي هي اور دو جهاتي پهول
سريکا مُنہہ سياه بال کاليے آنکهہ قد بهي اچّها اور
بهوان کمان سيي هي ديکهنے سے اُس صورت کيي
دِلان عاشِقون کيي زخمي هوتي هين اور جوانانِ عِشق
پشيہ اُن کي مُحبّت کے دام مين قيد کمر کيي نيچيے
سے آدهے اعضا نيچيے کے مچّهي کيي دُم کيي مانِند اور

دو شاخے کیاسریکا ہي جیسا کہ اُس کي شکل جہاز کے آگے پیچھے
بناتیے ہین جہازیان خرابون اور دریا کیے اطراف مین اِس
طرح کے نادِر نادِر صورتان دیکہتے ہین کہ وُہ صورت ایک
بلا ہي خُدا اپنے فضل سیے اُس کا مُنہہ کِسي کو نہ
دیکھاویے یِہہ خِلقت قسِم سیے جِنون کے ہي جب کہ
وُہ شکل کمر تک پاني پر کھڑیے رہکرِ چہرہ دیکھاتي ہي
جہازیان اُس کا چِہرہ دیکنے سي دیوانیے ہوکر بیہوش
ہوجاتیے ہین وُہ صورت جہازیون سے ایک آدمي کا
نام لیکر پکارتي ہي وُہ شخص اُس آواز کے سُنّے سیے
بیقرار ہوکر دوسریے آواز سیے چلنے کو تیّار ہوتا ہي اور
تیسرا آواز سُنکر ایکدم جَست مار کر پاني مین گِرپڑتا
ہي لوگون کي نظر سیے گُم ہوجاتا ہي کھتیے ہین اگر
اُس شخص کو لوھیے کي زنجیر سیے باند ہین تو بھي
وُہ نہین رہ‌سکتا ہي

۴

یہہ کیفیت پہنچنے مین نانتز کیے شہر
مین جو فراسیس کے مُلکٹ مین هي
نقل وهان کیے اور انگلند کیے مُلکٹ
مین پہنچنیے کیے

فراسیس کے عِلاقیے کا شہر جِس کا نام نانتز هي جب
جهاز اُس شہر سیے یکٹ دو کوس کے فاصلے اور کِناریے
پر دریا کے پہُنچکر لنگر دیا اور ایکٹ توپ چھوڑا
غراب ارکاتي جهاز کے پاس آیا کپتن راه دیکھایا جهاز
کو فراسیس کے کُمپني کیے گھاٹ پر کھڑا کیا
شہري لوگٹ غریبون کي قوم سیے هر ایکٹ چیز
بیچنے والے اقسام کیے میویے نان اور تازه مَسکہ بیچنے
لاتیے تھیے جهازیان چھے مهینے سیے روٹي اور تازیے
مسکے کا منُھ نهین دیکھے تھیے اُسکے کھانیے سیے خوش

هوئے اور وطن دیکھنے سے نہایت خوشي کرتے اور مُجھہ کو بھي چھہ مھینے سے سوائي پاني اور آسمان کے کُچھہ نظر نھین آتا تھا اور وحشي جانور کے سریکا جھاز کے پنجرے مین رھکر ھمیشہ جھاز کے تختے گنتا تھا اور سمجھتا کہ اِس دریا کو شاید کوئي کنارہ نھوگا حاصِلِ کلام زمین اور آبادي دیکھنے سے تازہ جان میرے بدن مین آیا ۔

نادر کیفیتِ یھہ کہ فراسیس کي قوم کے غریب لوگ جو کہ مقدور جوتي پھنے کا نھین رکھتے ھین لکرے کي جوتي پھنتے ھین بطور مسخري اور مزاخ کے راستہ چلتے ھین انگلند کے مُلک مین اگرچہ غریب لوگ ھین سِوائے موزہ اور جوتي کے نھین پِھرتے کپتن مس اور پیکاک صاحب یِھہ حالت دیکھنے سے ھسے اور کھے کہ یھہ لوگ بُھت غریب ھین اِس لیٔے کہ محنت و مشقت کرنے مین انگریز لوگون کے سریکا نھین بلکہ بُھت سُست ھین

جب کہ جہاز کوٹھي مین پہُنچا بادشاھي لوگ جہاز پر آئے اور چوکي بٹھائیے کیونکہ فراسیس کے بادشاہ کا یہہ حُکم ھي کہ کوئ شخص مال سوداگري کا نہ لاویے اور نہ بیچیے اگر لاویے تو وُہ مال کییے سرکار مین ضبط ھوگا اور اِس کییے سِوائیے جریمانہ دینا ھي اِس صورتمین کپتٔن کییے نایبان اور ایک حکیم اور ایک پادري بنگالے کے کپڑیے لائیے تھے اور چوران کے سریکا جیب اور گریبان اور کمر مین لپیٹ کر اپنے گھرون کو گئیے کپتٔن س اور پیکاک صاحب کرایے کي حویلي دھوندنیے جہاز سیے باھِر گئیے اور مُجھہ کو دو تین دِن جہاز پر رھنا ھوا

کپتٔن سن اور پیکاک صاحب کپڑیے وغیرہ جنِس بہُت اپنے ساتھہ لیے گئیے تھے جب کہ یہہ لوگ قومِ انگریز اور غیر مُلک کے رھنے والے تھیے فراسیس کے اھلِ کاران اِن سے کُچھہ نھین پوچھہ اور چھوردئیے

مین سولا روز نانتز مین رھا بعداز کپتٔن سن اور

پیکاک صاحب گاري کي سواري سے ٹپّال پر انگلند کو
روانہ هوبے اور مین دوسرے اسباب کے ساتھ غراب پر
سوار هوکر ایک هفتے کے بعداز کیلِس کے گانون مین
پہنچا

دو هفتے تک وهان رها اور سیر تماشا گانوان کا کرتا
رعیت لوگ گهر کي دیوار پهتّر سے بناکر اُس پر
گِلاوہ کرتے هین اور گهر کا چهت دُرُست کرکر متّي کي
کهپریل اُس پر چڑهاتے هین بانس وِلایت مین نهین
اسواسطے گهر کا چهت لکڑي سے تیّار کرتے

غریبان کا کهانا آش اور جو کي روٹي اور اُن کا
لِباس موٹا پشمینہ نهین تو کپڑا اجار کے پات سے کہ
جِس سے رسّي بناتي هین بعضے جوتي اور موزہ پهنتے
هین اور اکثر لوگ کتین میسر نهین

فراسیس کهتے هین کہ انگلند کے لوگ علِم موسقي کا
اور گهوڑے کي سواري فراسیس سے سیکهتے هین چنانچہ
اکثر دولتمندان انگلند کے اپنے لڑکے اور لڑکیان کتین

فراسیس کے مُلک کے تعلیم جانون کو بھیجتے ہین اور
اب انگریزان عِلم و ہنُر اور حُکمت جاننیے سیے
مشہور ہین نہین تو پہلے دِنون مین اِتنی لِیاقت اوٗر
قُدرت نہین رکھتے تھے اور اکثر ہِند کے لوگ سریکا
نادان تھے لِیکن کہتے کہ انگریز اچّھے سپاہی ہین اور
کمینہ قوم انگریز کی کُچھ کام کرنے اور نوکری پیدا
کرنیے کو دوسرییے مُلک کو نہین جاتے کیونکہ نادان ہین
اور عِلم و ہُنر جاننے سے سُست ہین اگر دوسرییے مُلک
کو جاوین تو بھی کوی اِن کو نہین پوچھتا ہی یہان
تک کہ سوایے کھانے پینے اور لِباس کیے عاجِز ہو جاتیے
لیکِن فراسیس کے قوم کہ ہر ایک عِلم و ہُنر جانتے ہین
جِس جگہہ جاتے ہین غیر لوگون کے دِلکو دوست ہوتے
ہین اور عِزّت و حُرمت دیکھتے الغرض فراسیس کا
قول محض اپنی شان نمود کرنیے کے واسطے مُجھکو
معلوم ہوا اور بیے سبب دوسری قوم کو بد نام
کرتے ہین

جب کہ کیلس کے گانوں سیے مین روانہ ہوا ایک دِن مین انگلند کے مُلک مین ایک چھوتا شہر دریا کے کِنارییے پر کہ جِس کا نام دوور ھي پُہنچا سایر کے لوگ غراب مین اسباب دیکھنے کو آییے پیکاک صاحب کي بي بي جو قوم سییے سیاہ پُرتکیس کے تھي اُس کییے صندوق مین دو تھان مشجر کے اور ایک تھان کمخواب کا پاییے اس واسطے اُس کو تقصیر کییے لایق سمجھہ کر

مین غراب پر سے اُترکر ایک سرا مین آیا اور ایک خط سب کیفیت کا لِکھکر تپال پر لندن کو کپتن س کے پاس روانہ کیا ●

اکثر وقت شہر کے سیر تماشے کو شہر اور اطراف شہر مین جاتا تھا جب کہ اہلِ ولایت ہندوستاني آدمي کو اِس لِباس سے کبھي نہین دیکھے تھے اور میرییے دیکھنے کو نادِر تماشا سمجھکر بھیر جمع ھوتي اور مُجھہ کو غیر مُلک کا آدمي جان‌کر دوست رکھتے تھے چھوتیے برییے اُس شہر کییے قدیم آشنا سریکا میرییے

ساتھہ دوستي اور مِہرباني کرتيے اِن کي مہرباني اور
آدميت ديکھنے سيے خاطِر جمع ہوئيے اور پريشاني ميريے
دِل سيے جاتي رہي ايک روز ناچ کے گھر مين کہ عُمدہ
عورت اور مرد ساز و سامان سيے مجلِس کئيے تھے اور
ميريے تين اپنے ساتھہ ليگئيے اور وہان پُہنچے بعداذ ناچنا
اور ساز بجانا موقوف کرکر ميريے طرف ديکھنے لگے جامہ
پگري شال لِباس کو ديکھکر سمجھے کہ يہہ بھي ناچ اور
سوانگ کا لِباس ہي بھتيرا مين اِنکار کيا لِيکن لوگ
سچ نہين جاني اُس مجِلس کے چھوٹے بريے ميريے لِباس
اور صورت کو ديکھتيے تھے اور مين اُن کے خوب صورتيکا
تماشا ديکھہ رہا تھا اور مين تماشے کو گيا تھا نادِر يہہ
ہي کہ مين اب دوسرون کا تماشا ہو گيا اُس مجلِس
خرد فريب کے پريان کو حوران ديکھنے سے شرم کا
پردہ اپنے منہہ پر کھينچے اور غِلمانِ آفتاب چہرہ
اُن کے ديکھنے سے شرمندِگي سے سِر جُھکا ديتا تھا مين
ہوش باختہ شمع کي روشني مين اور اُن نازنيان کي

جمال کي نور مين کُچهه فرق نه کرکر تصوير سريکا ايک
جگهه کهرا رهگيا اور جناب اِلهي کي قُدرت دريافت
کرکر تعريف خُدا کي کرتا تها اور يِهه بيت پرتا
تها نُمايش دهد پيکرِ خاک را زِنُطفه کند صورتِ
پاک را

کپتن س اور پيکاک صاحبِ اسباب و جِنس
چهورانيے کي تاکيد ليکر لندن سيے وهان پُهنچے اور مُجهه
کو مُحمد مُقيم سميت گاري مين بتهاکر لندن کو اکر
کاونت گياردن کيے محلّيے مين اپنے بهاي کے گهر کو
پُهنچکر سختيون سے سفر کے آرام پايے

مين لندن کے شهر کو ديکهنے سے نهايت خوش
هوا اور ولايت کے لوگ بهي ميرے ديکهنے سے خوشي
حاصل کيے باوجود بيے هنري اور نه هونيے لياقت کے
ميريے تين اهلِ وِلايت دوست رکهتے تهے سچ هي يِهه
تمام خوبي اور اخلاق اهلِ وِلايت کا هي که مين اُن
کي تعريف نهين بول سکتا هون که مُسافرِ اور غير مُلک

کے باشِندیے کو اپنی جان سے بھی زیادہ دوست جانتے
ہین اور بیگانے کی خاطِرداری اور غریب پروری مین
نِہایت کوشِش کرتیے ہین میریے جانیکے آگے اہلِ وِلایت
سِوایے چاٹگانُون اور جہانگیرنگر کے خلاصیان کییے کوئی
مُنشی کتین اِس لِباس سے نہین دیکھے تھے اور وہ
لوگ طور و وضع سبیے ہِند کے آدمی کے واقِف نہ تھے
اِس لیئے مُجھہ کو بنگالیے کییے عُمدہ لوگون بلکِہ نوآب
کے بھایون سییے سمجھتے تھے اور دور و نزدیک سییے میریے
مِلنے آتیے تھے اگر مین کبھی سیر تماشے کو جاتا تو
بہُت لوگ اور بھیر میریے ساتھہ چلتییے اور لوگ بازار
کییے راستے کے حویلیون پر دریچون سییے سِران نِکالکر
مُجھہ کو دیکھتے اور حیران ہوتی بچّے اور جوانان دیول
یعنے دیُو سیاہ سمجھ کر نِہایت در سیے نزدیک نہین
آتییے

جِسوقت مین لندن کو پہُنچا تب گرمی کا موسم تھا
بہُت وقت جامہ پہن‌کر اور پگری سرِ پر رکھہ اور

پٹکا کمر مین باندھ اور پیش‌قبض کمر مین لگاکر
بطورِ ہندوستان کی لوگ کی مین سیر کو جاتا تھا بعضے
لوگ اِس لِباس کو پسند کرتیے اور تھوڑیے زنانہ اور
نازنیون کا پوشاک سمجھتے جب کہ دو تین مھینے اس
طرح سیے گذریے تو ھر ایک شخص میریے سیے دوستي
کرنیے لگا جو خوف عام لوگون کے دِلون مین تھا سو
جاتا رھا تب نزدیک آتے تھے اور بازاري کنچنیان
مسخري سیے بولنے لگي اي میري جان آ اور بوسہ
دیے

## ۵

### یہہ کیفیت لنڈن کے شہر کي عمارتون کیے — سینت جیمزز پارک کیے — شہر کیے راستون و دوکانون کیے

لنڈن کي شہر کي تعریف مین کیا بیان کرون کہ تمام روئیے زمین پر ایسا کوئي شہر آباد و معمور نہین لیکن زبان مین اِتني قوّت نہین کہ کماینبغي اُس شہر کي خوبي کہون

شہر کے بیچ مین ایک ندّي جاري هي اور ندّي پر شہر کا قِلعہ هي جو کالے پہتّر سے بنا هي اور نہایت مضبوط اُس کو تور بولتے هین اُسمین سلاح خانیے بہُت هین اور چہوٹیے بریّے توپان پیتل اور پچرس کے سادیے اور نقشي بہُت دیکہنے مین آئیے ایک

توپ بُہت بری جو لمبائی مین سولا هاتھ کی هي
اور موتی اِتني هي اگر ایک آدمي اُس کی بازو مین
بیٹھی تو دوسرا شخص جو دوسری بازو پر بیٹھا ہوا هي
وُہ اُسں کو نہ دیکھیگا ٭ مُنہہ اُس کا ایسا چورا هي
اگر کوئی درزي میانی قد کا اُس کی بیچ مین بیٹھ کر
کپری سِیتا رهیگا کوئی عورت زانیہ حرام کا پیٹھ رکھکر
ایک برس تک اُس توپ مین رهي اور بچّہ جني
وُہ زناکار شخص رات کی وقت اُس عورت کی واسطی
کھانا پاني لاکر پُہنچاتا تھا کوئی دوسرا آدمي اِس کیفیت
کو نهین معلوم کیا

عِمارتان انیت کی بهوت هین لیکِن کلیسي نوبی اور
پُرانی اکثرِ پھتّر کی بھي دیکھنی مین آئی انُ سب سی
کلیسا سینت پالز کا بُلندي و خوبي مین مشهور هي
اور دیکھنی کی لایق هي کہ زبان سی اُس کي تعریف
نهین هوسکتي جب کہ گھرکیی برامدیی مین هم پُہنچی
اُس برامدي سی کپتن سں کها کہ مُنشي تُم کیا کرتی

هؤ اور مین چالیس هاتهہ کے فاصلے سے کهرا تها وهٔ آواز صاف میرے کان مین پُہنچا اور مین جواب دیا کہ تماشا دیکهتا هون اور میرا جواب بهي کپتن کو صاف سُنا گیا مین وهان سے عِمارت کے باهِر کي سِرِي پر چرهکر اوپر کي گُنبذ کے پهُنچا اور دس بارا کوس کے میدان پر میري نظر پري تو تمامي عِمارات پانچ درجے اور سات درجے کے میري آنکهہ مین چهوتي دِستے تهے اور گهورے لوگ بکریان بلکہ بِلّي کے سریکا نظر آتے سچ هي دِل کهولنے والي اور خوشي بخشنے والي جگهہ هي بهتّر کي عِمارت اِس مضبوطي اور بُلندي اور کلاني سے هِندوستان کے مُلک مین سِوائے تهوري گُنبذ بیجاپور کے نهین

کلیسا ویستمِنستر ابي کا بنایا هوا دانمارک کے بادشاه کا اور بهُت پُرانا هي لیکِن اب تگ نوا دِستا هي نقاشان جو اپنے فن مین پکّے تهے بُت اونکے هاتهہ کے اُس کلیسا مین بناي هوي هین ایک تصویر کسِي

خوبصورت عورت کي هي کہ سنگ مرمر سيے ساريے
تين هاتھ کي بُلنديي هي اُس کو سنگ سُفيد کے
تختے پر کھريے کرکے عِمارت کے بيچ مين رکھے هين دور
سے ايسا معلوم هوتا هي کہ کوئي عورت سُفيد چادر
اُوڑ کر کھري هي اور خطخال اور بالون کے شکن اور
چينِ مين دامن اور مقنعي کي بال برابر فرق نهين
تها جب کہ مين تهوڑا تفاوت سيے ديکها نهين معلوم
کيا کہ يِهہ جيتي صورت هي يا بيجان شکل هي ليکن
جب نزديک گيا اُس نادر تصوير کے ديکهنے سيے مُجهہ
کو حيرت زيادہ هوي اور اسيطرح کے تصويران اور
نادر شکلان بهُت ديکها کہ جِس کے ديکهنے سيے دِل
کوخوشي حاصِل هوي

بادشاہ کي حويلي باهِر سے خوب صورت اور
شان‌دار نهين بلکہ باهِر کي ديوار پر چونا بهي نهين
چرپا هي اور مهاجنان کے حويلي کے سا هي ليکن
حويلي بادشاہ بيگم کي بهُت خوب صورت اور خوش

نُما هي بولتے هين که بادشاه کے حويلي کے اندر اور
کوٹھرياں اور زنانے کے محلان بهُت تحُفه اور پاکيزه
بنائے هين اور رنگ زنگار کا دئيے هين

اکثر لندن کے عمارتان تين درجے اور پانچ درجے
کے هين اور اِس مُلک مين درجه بلند بناتيے اِس
لئيے که گرمي کے موسم مين هَوا آويے ليکن سبب سيے
سردي اور برف کے درجے وِلايت مين پست بناتے
هين اور درجيے مين تختے بندي کرتے هين سقف
کو سُفيد کرکر اور ديوار کو رنگين کاغذ لگاتے هين

طوفان چلنے کے وقت درچون کے ديواران هلتے هين
اور نويے لوگون کو اِس بات سيے گُمان هوتا هي که
شايد ديوار گِرپڑينگي ليکن کُچهه در نهين چُنانچه يهه
خطره ميريے دِلمين آيا تها

بادشاه بيگم کے حويلي کے نزديک ايک ميدان
هي که جِس مين اقسام کيے هرن چوريے هين اور
اکروٹ کے سايه دار جهاڑون کيے راستے کي دو طرف

قطار لگي هي ایتوار کیے دِن عورت مرد جوان اور
غریب اور غني مسافِر و مُقیم کي سیرگاه هي. اور
میدان دِل کو خوشي دینے والا غم دیکھے هویے لوگ
کو وهان کے سیر سیے بهشت کا تماشا حاصِل هوتا هي
اور غمگین دِلون کتین وُه سیرگاه دیکھنے کیے باعِث
بے اختیار خوشي ملتي هر طرف معشوقان روپیے کیے
بدن کیے مانِند طاؤسان کیے چلتے اور هر ایک کونے
مین دِلبران پري کي صورت کے هزاران ناز و انداز
سیے پھِرتے اور زمین کا میدان آفتاب کے پیشاني والون
سیے بهِشت هوگیا هي اور بهِشت ایسے معشوقان کا
حُسن دیکھنے سیے شرمندِگي سے سر جُھکا دیا هي وهان
عاشقان کو مُلاقات محبوبان پري تمثال کیے بغیر فکرِ
کوتوال و رقیب کیے میسّر هي اور مُشتاقون کے تین
دیدارِ گُل رخسارون کا بیے اٹکانیے کینے حاجب مین اِس
زمین بهِشت آئین کو جب دیکھا بیے اختیار یهه شعر

پڑھا اگر فردوس برروبے زمین است همین است و
همین است و همین است

شهر کیے راستے چوڑائی سیے دُرست کیٔے هین راستے
کے دو نو طرف عِمارتان تین درجیے اور پانچ درجیے
کے ایک وضع پر کلکتیے کیے بارکس کے عِمارات سریکا
هین اور کُچهہ بینگے تیرهیے نهین اِسواسطے اجنبي اور
نا واقفِ لوگون کو غلطي هوتي هي غلطي نہ هونے
کے لیٔے پیتل کیے تختے پر گهر کا مالِک اپنا نام لِکهہ کر
حویلي کے دروازیے کے اوپر لٹکایا هي هرایک هُنر اور
کسب والا بهي تصویران اپنے هُنر کے لِکهہکر دروازي پر
لگاتیے هین جیسا کہ اگر موچهي هي تو صورت جوتي
کي اگر روٹي بنانے والا هو تو تصویر روٹي کي میوہ فروش
تصویر طرح طرح کے میوہے کي بولتے هین یہی طور
کنچنیان کیے گهران بهي هي مین بعداز اس احوال کو
بیان کرون کا

حویلي کے دوسرے اور تیسرے درجے میں صاحِب

خانہ رهنے کي جگهہ هي اوٗر چوتهے مين نوکران رهنے کي جگهہ هي ليکِن نيچيکا درجہ خاص کِرايُے کے دوکان کے واسطے هي دوکانون کيتن سب شيشہ بندي کرتے هين اندر اقسام کے چيزان برابر چُنکر رکهتے

راستے مين پهتر بچهايُے هين اور راستے کي چورايُ اِتني هي کہ تين گاريے قطار سيے ايک کے بازو سے دوسريے چَلے جاوينگے اِس کے سِوايُے پيدل لوگ کيے واسطے راستے کے دو نو طرف دو گز چورايُ هي سواران چار پايان کو اُس پر چلنا نهو اور وُہ راستہ خاص پيدل مردان اور پيشوازِ پوش بي بيان چلنے واسطے هي

٦

یھ کیفیت ناچ خانا کیی — سرکس
کیی — شعبدہ بازي کیی — واکس‌ہال
کیی و عورت بلند قد کیی

ولایت مین سوانگ لانا ناچ کا دیکھنا اور ساز کا
سُنّا ہندوستان کی سریکا نھین کہ لوگ اُس مُلک کی
گانی بجانیی والون کتین گھر کو بُلاکر تماشا دیکھتی ھین
اور بُھت پیسہ ایک رات کو خرچ کرتیی لیکن ولایت
مین ایسا دستور ھي کہ تھوریی لوگ ایک دوسریی
کيّ شراکت سیی کہ اُس کو انگریزي مین کمپني بولتی
ھین کِسي گھر کو خوب دُرُست بناکر ناچنی والی عورتان
اور عِلم موسقي کی اُستادان اور گانی والون اور نقل کرنی
والون کو اُس گھر مین نوکر رکھتی ھین قریب تین
چار ہزار آدمي کی جمع ھوتا ھي اور غریب لوگ

جو سب سے اوپر بیٹھتے ہیں ایک شلن کہ آدھا روپیہ ہي دیتے ہیں اور اوسط درجے کے لوگ جو سب سے نیچے بیٹھتے ہیں دیر روپیہ عمدہ لوگ اور ارکانِ سلطنت جو مکان کے بیچ میں بیٹھتے ہیں ارائي روپیے دیتے اور اِن کے واسطے ایک ایک کوٹھري جُدا جُدا مُقرّر ہیں بادشاہ کي بیٹھنے کي جگہہ جو سامھنے ناچنے والون کے ہي اور بادشاہ آپ ایک دو شاہ زادیے کیے ساتھہ وہان بیٹھے ہیں اور یہي لوگ ایک ایک اشرفي دیتیے ہیں

دریافت کرنا ضرور ہي کہ غریب آدمي کو آٹھہ آنے کیے واسطیے اور عمدہ کو ارائي روپیے کے لیے ایسا تماشا جو بادشاہان کے لایق ہي اِس مُلک کے لوگ جو خواب میں کبھي نہیں دیکھتے ہیں سو نظر آتا ہي اور اربابِ نشاط کو ایک راتمیں پانچ یا چھہ ہزار روپیے مِلتے ہیں اور اس بات میں خرچ کي کِفایت ہي اور لوگ کو خوشي حاصِل ہي

اِس قوم کا اِرادہ یِہہ هي کہ هر ایک کام مین کم خرچ اور برا کام کرنا منظور هي هِندوستان کے جوانان جو کہ عیّاش هین ایک رات مین ناچ دیکھنے کے لیئے سو دو سو روپیے خرچ کرتے اور لاکھون روپیے باپ کي دولت سے جو اِن کو مِلے هین تھوریے وقت مین اُرا دیتے هین

تماشا ناچ کا اور آواز سرود و رباب و چنگ کا اور حِکایات نادِر کا سُنّا جو میریے دیکھنے مین آیا هي کہان تگ بیان کرون اور قلم کو اِتني مقدور نهین کہ تھورا بھي تعریف لِکھے

سب تماشے سیے تماشا سات رنگ کے پردیے کا نِہایت عجب هي کہ هر لحظہ ایک نوا نقش نظر آتي هي دوسرا یِہہ کہ لوگ فِرشتون اور پریون کي صورت بناکر تماشاگاہ سے ایک دفعہ آتے اور ناچتے هین اور پِھر ایک لحظے مین آنکھہ سیے گُم هوجاتے هین دوسرا یِہہ کہ کوئي آدمي سیاہ رو جو قِسم سیے شیطان

کے هي اُس کو هارلي کیون بولتے هین کبهي تطر آتا
هي اور کبهي چهپ جاتا هي اور کبهو مِلتا اور
کنچنیان کا هاتهه پکرکر ناچتا هي اور کبهو بهاگ جاتا
هي اور جَست مارکر دریچے سے باهرِ جاتا هي یِهه
تماشا دیکهنے سے بُهت هنسي آتي هي غرض نادِر
اور عجب تماشا هي

رسم هي کہ کوئي شخص ناچ کے گهر مین بات نهین
کرتا هي باوجودیکہ لوگ کي کثرت هي لیکِن شورو
غُل کُچهہ نهین اور جب کہ نادِر نقل و حِکایات سُنے
یا دیکهے جاوین اُس وقت تعریف کرنا ضرور هي تو
شاهباش واه واه بولنے کے عوض مین پانون تختیے پر
مار تیے نهین تو تالي بجاتیے هین کہ وه اِشاره شاباش
کا هي

بُهت نقلان تماشاگاه مین جو دیکهنیے مین آئے
اُن مین سے یِهه ایک نقل سوانگ کي صورت سے
میریے نظر پري نقل هي کہ کوئي کپتن شادي کي جورو

رکھتا تھا باوجود شادي کي پہلي عورت کو نہين معلوم
سريکا دوسري عورت کو بهي شادي کيا جب که
پہلي جورو اِس کيفيت سے واقف هوئي بُہت فساد
شروع کئي اور نہايت غُصّے سے عدالت مين فرياد
کري اِس قوم کي کِتاب مين يِہه حکُم هي کوئي مرد
ايک عورت کے سوائے دوسري کو شادي کريے تو بري
تقصير هي بلکه وه شخص لايق قتل کے هي اور
صاحبانِ عدالت اُس کپتن کو قتل کرنيکا حُکم کئے
اور وه فريادي عورت کِتنے برس سيے مرد کي مُحبّت
اپنے دِل مين رکھتي تهي اِسواسطے اپنے فرياد کرنے
سے پشيمان هوئي اور بُہت بُہت روئي اور مرنے کا
اِراده کرکر گُنہگار مرد کے ساتھه قتل‌گاه مين روتي هوئي
اور هاتھه سِر و سينے پر مارتي هوي چلي دوسري عورت
بهي مرد کے دوسريے طرف دِل جلي هوئي جاتي تهي
اور مرد بيچ مين يِہه دونو کے بدن مُرده اور صورت
زِنده ليکر موت کے راستے پر چلتا تها اُس جگھه ايسا

کُچھہ غم تھا کہ بولنے سے باہِر هي آخرش صاحِبانِ عدالت بادشاہ کي شفاعت سے اُس کپتن کا خون معاف کیئے

سرکس ایک مکان هي وهان ایک شخص چابُک سوار رهتا هي سواري کے فن مین یکّا اور سواري کے کسب مین سام و رُستم سے پیش دستي لیگیا هي بہُت لوگ تماشے کے لیئے وهان جاتے اور هر ایک ایکیک شِلن دیتا هي پهلے ایک گهورے کو لاتا هي اور قمچي سے مارِکر گرم کرتا هي اور آپ گهورا دورنے کے وقت مین جَست مارکر گهورے پر سوار هوتا هي اور سیدها کهرے رهتا هي اُس کے بعداز ایک پانون پر کهرے رهکر چرخ مارتا هي اور گهورا اوسیطرح بہُت جلد آسپاس دورتا هي وُہ یکّا سوار گهورے کي پیٹ پر ناچتا هوا پهِرتا هي اور کبهي گهورے کي پیٹ پر لمبا لیٹتا هي اور کبهي کهرے رهتا هي اور کبهي جهکُتا هي اور کبهي گهورے کي زین پر اپنا سِر رکهہ کر

دو نو پانون کھریے کرتا هي اور تال کیے برابر پانون
کو هلاتا هي اور کبھي دو نو هاتھ زین سیے اُٹھاکر
دستک دیتا هي اور دو نو هاتھ پانون کو تال کے برابر
هلاتا هي پھر کبھي دو نو هاتھ زین پر رکھکر اوندھا
پھرتا هي سب سے عجب یِھ تماشا هي کہ وِلایت کے
پیسے کو کہ بہُت چھوٹا هي اپنے دو نو لب سے پکر
کر زمین سے اُٹھاتا هي اور چابُک سوارانْ هِند کے
پیسے کو هاتھ سیے اُٹھاتے هین اُس کے سامھنے یِھ کیا
برا کام هي بعداز اُس کیے دوسرا گھورا لاتا هي اور دو
نو گھورون کو برابر دوراتا هي اور اُسي طرح ناچتا
هوا کبھي اِس پر کبھي اوس پر پھِرتا هي بعداز تیسرا
گھورا لاکر اوسي دستور سے ناچتا هي کہ ایک طرف
سے کودکر تینون گھورون کے اوپر سیے جاکر دوسریے
طرف زمین پر کھریے رهتا هي اِس کام سیے سب حاضر
لوگ تعجُب کرنیے لگے

ایک لکري گھرا کیا وہُ چابُک سوار گھوریے کو

کُدایا جب لکري زیادہ بُلند کرکر اُس پر سے اُرانا چاھا
گھوریے کے پیچھے کے سُم کو لکري سے چوٹ لگي اور
کھورا گرِپرا اور سوار بھي اُسپر گرا اِس کو سخت مار
لگا باوجود اِتنے صدمے کے کُچھ پرواہ نھین کیا اور گرنیے
کیے ساتھ اُٹھ کھرا رھا اور پِھر جلد سوار ھوا کیونکہ
کوئي اپني سواري کا قُصور نہ معلوم کریے جب کم
قوّتي سیے گھوریے کے پانون کي غُصّہ اُس کي طبیعت
پر غالب ھوا اسواسطیے گھوریے کو تھوریے قمچیان مارکر
آسپاس اُس راستے کے دور مین خوب گرم کرکر بُلند
لکري کے اوپر سے اُرایا اور سب حاضران تحسین و
آفرین کرنے لگیے

شُعبدہ بازي ایک کھیل یِہ ھي کہ چھوٹا حوض
تانبیے سے بناکر اُس مین ایک لکریے کي بدخ بناکي
چھور دیا ھي کہ وُہ بدخ پاني مین تیرتي پھِرتي ھي اور
لوگ تماشا دیکھنے کے واسطے ھوض کے اطراف کھریے
رھتے ھین وُہ بازي گر جِس طرف اِشارہ کرتا ھي وُہ بدخ

اُس شخص کے طرف مُنھہ کرکے حوض کے کِنارے پر
آکر کھڑے رھتي ھي کِسي شخص کا نام کے حرفان
کاغذ کے ٹُکرون پر جُدا جُدا لِکھکر حوض کے کِنارے
پر علاحِدہ علاحِدہ رکھہ دیتا ھي اور وُہ بدخ آپ سے
آپ چونچ کا اِشارہ حرفون کے طرف کرتي ھے جیسا
کہ اُس شخص کے نام کے حرفان تمام ھوتے ھین اگرچہ
عقل اُس بھید کو دریافت نھین کَي لیکِن ایسا معلوم
ھوتا ھي کہ یِھہ خاصیت آھن‌رُبا لوھي کي ھي کہ اُس
بدخ کے بدن مین فولاد کا ٹُکرا چھپاکر لگایا ھي اور
وُہ بازي‌گر اپنے ھاتھہ مین آھن‌رُبا رکھکر جِس طرف
وُہ اِشارہ کرتا ھي وُہ لکریے کي بدخ جاتي ھي

شھر کے مغرب و جُنوب طرف ندّي پار ھویے
بعداز ایک باغ ھي بُھت چورا اُس کے بیچ مین
ایک بنگلہ ھي اُس پر رقص اور سرود ھوتا ھي لوگ
اُس کے نیچے تماشا کرتے ھین اور عورتان و لرکیان
جو لوگ کہ گانے بجانے مین مشھور ھین وھان آکر

کاتے بجاتے ھین اور سُنتے والیاُن کے حق مین
تحسین و آفرین کرتے ھَین وھي باغ کے کونیے مین
گُنجان ھي ایک مین تصویران مرد اور عورت کیے
بُھت ھین اُن تصویرون سے بعضے تصویر پریان کے
سریکا بازو پر دو پر بھي ھین بُھت خوب صورت
اور خوشنما نظر آئے اور نوّاب سراجُ الدولہ پلاسي کے
جنگ مین شِکست پائیے بعداز نوّاب میر محمد
جعفر خان اور لارد کلیف اور سرداران انگریز کے جو
اپس مین بغلگیر اور مصافحہ کئیے ھین ھوبھو نقش
کیا ھي دوسري جاے مین آتشبازي اور چادربازي
کا تماشا ھي وھان چراغان کي روشني بُھت ھي وہ
بھت نوادِرات سے ھي

دوسرا تماشا عورت جسیم اور بُلند قد کا کہ
نزدیک بازار ھي مارکت کے تھي کہ لوگ اُس کے
تماشا کو جاتے ھین اور ایک روپیہ اُسے دیتے
ھین اُس کا قد پانچ ھاتھ سے زیادہ ھي جب کہ

وُہ عورت سُني کہ کوئي کالا ہِندوستاني آدمي ميرے مُلاقات کے واسطے آيا ھي جلدي جلدي خوشي سے هستي هوي آئي مين اُس کے سامهنے کھرا رها تو ميرا قد اُس کے بغل• سے نيچے تها لیکِن اُس کي جسامت قد کے موافِق خوب صورت تهي اور هاتهه کا قبضہ ميرے هاتهه کے قبضے سے موٹا اُس کا بدن پهلوانون کے سريکا مضبوط تها تحقيق کہ بدن خوب اور صورت مرغوب تهي کہ قلم اُس کي صورت اور قامت کي تعريف لِکهنے مين عاجز هي اور زبان مين اِتنا قوّت نهين جو حقيقت اُس کے حُسن کي بيان کرے القصّہ مُجهہ کو اُس کے ديکهنے سے حيرت هوئي اور وُہ کبهي هِندي آدمي کو اِس لباس سے نهين ديکهي تهي تهورا وقت مُجهہ‌کو تعجّب سے ديکهتي تهي اور مين اُس کے حُسن و جمال کو ديکهہ‌کر حيران تها

۷

یہہ کیفیت وکسفرد کي شہر کو
جانیے کي وہان کے مدرسے کے احوال
کي

تین مہینے لندن کے شہر مین رہنے کے بعد غم و ملال سے اُس کو چہورا اور کپتن س کے ہمراہ وکسفرد کو پہُنچا اُس شہر کے دیکہنے سیے خاطرِ افسُردہ مین نہایت خوشي حاسل ہوي خوبي اور لطافت وہان کي معاینہ کرنے کے باعِث مُرغ نشاط شاخسار خاطر پر اشیان باندہا

وکسفرد کا شہر لندن سے تین منزل پر ہي وہان عمارات مدرسے کے اور کلیسا پُرانے یعنے ہزار برس بلکہ اُس سے زیادہ کے بنے ہوئے مین دیکہا اور اب تک بہت مضبوطي سے قایم ہي ہنوز اُس عمارات

مین کُچھہ نقصان نہین ہوا اور دیکھنے کو ایسا معلوم ہوتا ہي کہ یہہ عمارات اب نویہہ بنے ہین کلیسا کے اوپر کے چھت شیش کے تختون سے بنائے ہین کہ کُچھہ میہون کا پاني نہین دخل‌کر سکتا اکثر کالے پھتر سے ہي ایک عمارت دیکھنے مین آئي کہ اُس کے چھت مین کوئي ناٹ نہین برابر کچ کاري کیئے ہین نادِر اور عجب یِہہ ہي کہ باوجود بارِیہہ اور طوفانِ سخت کبیہ گھر کے چھت کو جو سِوائیہ ناٹ اور تھام کے ہي کُچھہ خلل اور آسیب نہین پُہنچتا ہي

پُرا نیہ باغان کہ جِس مین جھاڑون کو جمع کرنے سے خِیابان کا تیّار کیئے اور جھارون کیہ ڈالیان کو تراش‌کر بعضے شکل آدمي اور بعضي صورت چارپا وغیرہ کي بنائیہ ہین ایسے صورت اور شکل بہُت نادِر اور تحُفگي رکھتے ہین

وہان ائیک مدرسے مین ڈاکتر ہنٹ ائیک مدرس تھا جو مُجھہ کو بہُت فارسي کتابان بتلایا اور ترجُمہ

کلیله و دمنه کا دیکھا گیا اون فارسي کتب سے خاتمه
فرهنگ جهانگیري کا کپتن س کے واسطے مین نقل
کیا اور جونس صاحب سے یهان مین مُلاقات کیا اور
وُہ صاحِب اب کلکتے کیے عدالت خانے مین صاحِبانِ
عدالت سے هي کپتن س اور جونس صاحب مُجهہ کو
ساتهہ لیکر دوسرے کِتاب خانیے مین گئے اور وهان بهي
بُهت فارسي اور عربي کِتابان مین دیکها اُن سب مین
سے تین کاغذ فارسي اور تُرکي خط سے لِکهے هوئے تهے
جو کوئي مُلکُ الجزیرہ بادشاہ انگلند کو لِکها تها
جب کہ اُس وقت وِلایت مین کوئي فارسي پڑهنے
والا نہ تها اِس لئیے اُن کاغذون کا مضمون و مطلب
خوب نهین معلوم هوتا تها اور هر ایک جگهہ شک
کے نشان رکهے تهے وُہ خُطوط میرے تین دکهلایے مین
اُسکو درستي سے پڑها اور دوسرے کِتابان بهي میرے
اِمتحان اور لیاقت دریافت کرنیے کو میرے هاتهہ مین

دیٔے اور مین اپنے مقدور موافق اُس کا مضمون بیان کیا اور اِن کو سمجھایا

اگو کپتن س جھاز پر کلیلہ و دمنہ کي کِتاب میرےسے سب پرھا تھا اور دوازدہ آئین فرھنگ جھانگیري کي کہ فارسي زبان کے قواعدِ ھین ترجُمہ کیا اور جونس صاحب اُس ترجُمہ کو دیکھہ‌کر اتفاق سے کپتن س کے شکرستان کي کِتاب بناکر چھاپہ کراکر بیچوایا بُھت پیسا فایدہ پایا شکرستان کي کِتاب صاحِبان کے نزدیک مشھور ھي

اُس کِتاب خانیے مین لعبتان بُھت دیکھا اچھے اچھے تصویرات کہ ھاتھ سے اُستادانِ نادِرہ‌کارِ کیے اور پُرانے مُصوّران کیے قلم سے جو لِکھے گیٔے ھین اور غیر ملک سے بُھت قیمت سے کہ بعضے دس ھزار اور بیس ھزار روپیے کو مول لیکر لأیٔے ھین اکثر مِورتان مرد اور عورت کیے سنگِ مرمر وغیرہ سے جو بنایٔے ھین یونان کے ملک سے ھي اور اکثر تصویران پانچ

چهہ یا سات هاتهہ کے قد کے کہ شاید پہلے کے عورتان
ایساچ بُلند قد و قامت رکھتے تھے دیکھا اگرچہ مُجھہ
کو اُن لعبتان کي نیکي بدي اور خرابي و خوبي سے
کیا خبر هي لیکن دیکھنے سے ظاهرِ کے خوبي اور چهرے
کي اور ناز و ادا کي بال برابر بهي جیتے هوے جِسم
سے کُچھہ فرق نهین پایا اور اُستاد کا هاتهہ اُن مورتون
کے بنانے مین ماني و فرهاد سے پیش دستي لیگیا هي
اگرچہ اُس وقت انگلند کے وِلایت تمام علوم کا گھر
هي باوجود اِس کہے بولتے هین کہ اب ایسے شکلان
اور تصویران انگلند مین نهین بن سکتے هین

اول دِنون انگلند کے مُلک مین کوئي مُصوّر تها
اپنے فن مین اُستاد اور اُس زمانے مین اُس سا کوئي
دوسرا نہ تها کِسي غریب آدمي کو گھر کے کونے مین
لیجاکر بیهوش کیا اور اُس کہے دو نو پانون کو دیوار پر
میخ سے ٹهوکیا اور دو نو هاتهہ دو نو طرف لمبے کرکر
لوهے کے میخون سے بند کیا ایک چُهرا اوسکي چهاتي

پر مارا اور اوس وقت مرنے کي حالت اُس آدمي
پر گُذري اور جان نِکلنے کے وقت کیا صورت اوسکے
چھرے اور اعضا پر ظاہِر هوي هوبهو تصویر مین لِکھا
جب کہ ایسي تصویر اِس خوبي سے کوئي نهین
کھینچیا تھا اِس فن کے لوگون کے نزدیک بُهت نادِر
اور تحفہ نظر آئي اور اسکي حق مین تحسین اور
آفرین کیئے لیکِن خون مظلوم کا پوشیدہ نهین رهتا هي
ظالِم اپني بدکاري کي سزا کو پهُنچتا هي اور اُس کو
قصاص کا حکُم کیئے اُس وقت وُہ بولا کہ تصویر اب
تلک نا تمام هي اور رنگ دینا باقي هي اِس لیئے
تصویر کو اُس کي حوالے کیئے وُہ نِدر ظالِم تصویر کے
کاغذ مین سیاهي دال دیا اور تصویر کا مُنہہ کالا کیا
اور لوگ اُس کے کام سے تعجّب کرنے اور افسوس
کھانے لگے اور بولتے تھے کہ ایسا نادِر نقش خراب هوگیا
جب کہ اُس کو بادشاہ کے حُضور مین لیگیئے بادشاہ
نے اُس سے پوچھا کہ تو ایسا کیون کیا وُہ عرض کیا

کہ اِتني محنت اور مشقت سے مين تصوير کهينچا
تها جب کہ جان ميرا اِس کام کے عوض مين جاتا
هي اِسواسطے کہ اُس کے رهنے سے مجهہ کو کيا فايدہ
هي بادشاہ فرمايا اگر تيري جان بخشي هووے تو
پهر اوس تصوير کو درست کر سکتا هي او عرض کيا
البتہ هر ايک مشکل کام کو ايک کيلي کهولنے کي
هي جب کہ بادشاہ سے اپني جان بخشي کا اِقرار
کرليا تب وہ تصوير سے کِسي طرح سياهي کا داغ
نِکال ديا اور صاف و پاک پهلي سرنيکا تصوير بنايا
اور حاضِران اُس کے اِس کام سے تعجب کيا اور اِس
فن کے اُستادان اُس کو اُستاد سمجهے

يِهہ بات پوشيدہ نهين رهيگي کہ جِسوقت قدرداني
صنعت اور پرورش صانع کي يهان تک هي کہ ايک
تصوير کے واسطے ايک لاکه روپيے ديتے هين اور
خونيہ کو معاف کرتے هين اگر اوس مُلک مين

عِلم و هنر کي زيادتي نہ هووے تو تعجّب کي بات هي اور اِس ملُک مين اگر کوئي بہُت دِن اور نِہايت محِنت سے عِلم سيکہہکر دنيا مين لاثاني هووے تو ذليل و خوار هي اور اُس کي حُرمت اور عِزّت کوئي نهين کرتا هي آخرش وُہ خرابي اور پريشاني مين گرِفتار هوتا هي اگر اِسپر بهي کوئي عِلم و هُنر سيکہنيے سبے مشہورهوويے تو يہ بِهي محِل تعجّب هي

وهان رصد کي عِمارت ديکهنے مين آئي کہ وُہ نِہايت بُلند هي اور نو درجے تيّار کئيے هر ايک درجے کے بيچ مين کتِابان عِلمِ هيت اور نجُوم کے رکهے هين اور حُکما اوپر چرکر بري دوربين کيے وسيلے سے آسمان اور بارا بُرجون کو ديکهتے هين اور ثوابِت و سيار سِتارون کيے اور هر ايک بُرج کي خاصيت بيان کرتے هين وهان بهي هفت اِقليم

کا نقشہ اور اسطرلاب وغیرہ مین دیکھا دوسرا مدرسہ
عِلمِ طب کا هي کہ اُس مین هدّان لوگون کیے سر
سے پانْون تک اور عضا اور بندبند مُردون کیے
لوهیے کے تار سے بند کرکر چھت سے لٹکا یئے هین

٨

یِہ کیفیت سکاٹلنڈ کے سفر کي —
یدنبرہ مین پہنچنیے کیے — کپتن
سن کیے باپ دادا کیے

جب مین اور کپتن س وکسفرد سے نِکلے اور اِسکاٹلنڈ کیے طرف روانہ ہوبے اُس وقت موسمِ سرما کا تہا

جب ہم راسطي کرتیے ہیے مین دیکھا کہ لوگ جلد جلد یخ پر چلتے تہے اور سُنا کہ ایک دِن مین پچاس ساٹھہ یا سو کوس چلتے ہین اگرچہ یِہ نقل اکثر صاحِبان کي زباني مین سُنکر نِہایت تعجّب کرتا تہا اور باور نہین کرتا جب کہ اپني آنکہہ سیے دیکھا سچ سمجہا اور شکٹ میریے دِل سے نِکل گیا اُن لوگون کا چلنا یخ پر اسیطرح ہي کہ ایک تختے کا ٹکرا

نعلین سریکا پأنون مین پهنے هین اوٓر ایک فولاد کا
ٹُکرا ایک قدم کا لمبا اور چورأیے مین آدهے انگل
کا صاف اور صیقل کیا هوا اُس تختے کے نیچے جور کر
چمریے کے تسمے کے ساتھ پأنون مین مضبوط نبدهتیے
هین اور جب کہ کهریے رهتے هین وهي فولاد کا ٹُکرا
یخ پر سیدها کهریے رهتا هي اگر پانون لغزش مین آیا
تو تهورا تیڑها هوتا هي اور آدمي گرپرتا هي یِہ کام
سِوأیے کثرت کے نهین هو سکتا هي جب کہ کثرت
اِس کام مین بهُت هوویے تو قُدرت چلنے پهِرنے کي
حاصِل هوتي هي جیسا کہ مین دیکها کہ چلنے کے وقت
هَوا اور تیر سے بهي زیادہ جلد چلتے اور راہ کاٹنے مین
پرندیے جانور کیے پرواز سے پیش دستي لیجاتے هین
اور چلني کے وقت سُفید پوش لوگ وِلایت کے ایسا
نظر آتے هین کہ فِرشتے آسمان سیے اُتر کر زمین پر
چلتے یا پریان زمین کے میدان مین دورتے هین بولتے
هین کہ عورتان اور مردان ولندیز کیے قوم کے اِس فن مین

کمال قُدرت رکھتے ہین کیونکہ ندیان نالیے اُن کے مُلک مین بُہت ہي اور تھند اور یخ کے دِنون مین غریبان اُس مُلک کے دودھ کے گھریے اور ترکاري کے توکریے سِر اور کھاندیے پر لیکر شہر کے اطراف اور گانوان مین صُبح سیے دو پھر تگ پِھرکر اپنے گھرون کو پِھرآتے ہین اور نادِر یِہ ہي گھریے جو دودھ اور گھي سے بھریے ہویے ہین اُس مین سیے ایک بوند بھي نیچے نہین گرتا ہي اور ضایع نہین ہوتا ہي

ہم شمال رُخ سفر کئے تھوریے عرصے مین سکاٹلند کے مُلک مین پُہنچے سکاٹلاند کا مُلک تقسیم پایا ہي کوھستان اور نیچان سکاٹلاند کے مُلک مین اکثر پھار و جنگل ہي شہران انگلند سے کم ہین اور اب وسیلے سے کسب و ھُنر کے تجّار اور مالدار ہویے اور ہوتے ہین اور آبادي سکاٹلاند کي مُلک کي روز بروز زِیادہ ہي اور دولت بھي ترقّي کرتي ہي درست دولت اتفاق سیے دو نو قوم کے مِلتي ہي اور بیدولتي

دُشمني کے باعِث پیدا هوتي هي سکاٹلاند کے لوگ
کم خوار هین لیکن شُجاعت اور بهادُري سے تعریف
کئے گئے هین اور اپنے تین انگریز لوگون پر بُزرُگي دیتے
هین اور بولتے کہ انگریز بسیار خوار اور کم بهادُر هین
اور انگریزان بهي اپنے کو دولتمندي سے بُزُرگ جانتے هین
سکاٹلاند کے لوگ کو بسبب کم دولتي کے حقیر
سمجهتے هین زبان مین دو نو مُلک کے بعضے الفاظ مین
فرق هي

هم یدنبره کے شهر مین جاکر کپتن مس کے باپ
کے گهر مین اترے کپتن مس مُجهہ کو اپنے باپ سے
مِلایا اور اِن کا باپ بهُت بودها اور جان مس وغیره
تین بهائي اور دو بهن بري عُمر کے تهے لاکِن ناکتخُدا
وِلایت مین شادي کرنے کا رسم یِهہ هي کہ دستور
قبول کرنیے کا بي‌بي اور مرد کي رضامندي سے هي
لیِکن مرد خوب صورت هو اور نیک خصال رهي اور
دولت و هُنر اور سبب معاش کا رکهتا هوا اور بي‌بي

بهي خوبصورت اور خوبي دِل كي باپ كي دولت
يا پهلے مرد كي دولت ركهے اور اقسام كا عِلم اور هنُر
جانے اگر يهه تمام تعريف ايك شخص مين هوويے
تو وهُ شخص نادِر هي اگر ويسا مرد يا بي‌بي مليے
تو بِهتر سے بِهتر هي نهين تو دولت كو سب سے بهتر
جان‌كر آپس مين شادي كرتے هين اگر كوئي بدصورت
بي‌بي كُچهه دولت نركهتے هي تو كوئي اُس كے ساتهه
شادي نهين كرتا هي جيسا كه وِلايت حُسن پيدا هوني
كي جگهه هي اور بِهتر سے بِهتر عورتان تمام خوبيان
سے مشهور اور دولت و فضيلت ركهتے هين جو عورتان
بيے مايه اور بےدولت هين اُنو كو كوئي پوچهتا نهين
اِس لئيے هزاران عورتان هونگے كه بودهے هويے هين اور
مرد كا مُنهه نهين ديكهے درست كه جِس مُلك مين
پاكيزه جِنس بُهت هوتي هي وهان اُس كي قدر كم
هي اور جو چيز كو كه اُس مُلك مين كمينه جانتے
هين وهي چيز كو دوسريے مُلك مين عزيز اور گِران

قیمت سمجھتے ھین چنانچہ ہِندوستان مین ایک
سیر املي ایک پیسے کو بیچتے ھین۔ اور وِلایتِ فرنگ
وغیرہ مین ایک سیر ایک اشرفي کو بلکہ اِس سے
زیادہ مول سے بیچے جاتي ھي

باپ کپتن سں کا بودھاپیے مین دیوانہ ھوگیا تھا
اور خرچ مین اِسراف کرتا تھا اِس صورت مین برا
بیٹا اُس کا جَان سں نام اُس مُلک کے قاعدے کے
مُوافِق عدالت مین فریادي ھوا اور ظاھِر کیا اگرچہ
یِہہ شخص میرا باپ ھي بہ سببِ بودھاپے کے اُس
کي عقل مین نُقصان ھوا اور خرچ کرنیے مین
اِسراف کرنے لگا جب کہ باپ کے مال کا وارِث برا
بیٹا ھي صاحِبانِ عدالت اُس مُلک کے دستور مُوافِق
اُس کے ھاتھہ کو اِسراف سے موقوف رکھے اور مال اُس
کي حُکومت نِکال لیئے اور بري بیٹے کو سب چیز
پر مُختار کیئے اور حُکم کیئے کہ موافِق ضرورت کیے
کھانیے پینے پھنے کو برا بیٹا باپ کو دیتا رھے چنانچہ

مین دیکھا سں صاحب اُس بودھاپے کي حالت مین
کہ اُس کي عُمر ستّر برس سے زیادہ تھي مُصوّري کے
فن مین مشغول تھا اور وقت کتین ضایع نہین
کرتا تھا

بولتے ھین کہ کپتن سں عِلم طب مین قُدرت
رکھتا تھا اور تشریح کیے واسطے کوئي غریب آدمي کي
لاش کو قبر سے نِکالا جب یہہ خبر مشہور ہوي جان
کے در سے جہاز پر سوار هوکر بہاگا اور ملائي اور پیگو
کے مُلک مین بہُت دنون تلک حکیمي کا کام
کرتا تھا وھان سے مدراس کو گیا کرنل کلیف ثابت
جنگ بہادُر کے ساتھہ نواب سِراجُ الدولہ کے جنگ کے
وقت کلکتے کو آیا بعداز عظیم آباد مین سپاھیان
کے پلٹن کا کپتن ھوا اور رفاقت مین جنرل کارناک
کے برے برے لرائیان مین شریک هوکر بہادُري کے
نام سے مشہو ھوا اور ایک پلٹن ساتھہ لیکر تیرا و روشن
اباد کے ملک کو تسخیر کیا اُس کے بعد میجر ادم

کی سرداري سے قاسم علیخان کے جنگ مین حاضر رهکر مونگیر اور عظیم‌اباد کي فتح کرنے مین بهت جانفشاني اور محنت کیا بعداز سپہ‌سالاري سے جنرل کارناک کے انگریزي فوج لیکر شاہِ عالم بادشاه کے رکاب مین اور کالپي اور کورجهان‌آباد کے جنگ مین رهکر فتحیاب اور نیک‌نام هوا اور نوّاب شجاع الدوله کے جنگ اور سوال و جواب کے کام مین جنرل کارناک کا منشي تها آخرش اوس سبب سے که کتاب کي ابتدا مین لکها گیا هي وه ولایت کو پهرکر آیا

۹

## یهہ کیفیت کوهستان کیی

وُہ مُلک مین آبادي کم اور پهاڑ جنگل اور خرابي بهُت هین اُس مُلک مین برس کے بارا مهینے برف اور برسات پڑتا هي اور اُس مُلک کے مردان خصُوص غریبان کو برف اور تهنڈ کي سردي سے رابطہ هوگیا هي اُن کو اِس سے کُچهہ پروا نهین چنانچہ غریب قوم جیساکہ دهنگر ایک چادر کملي کي آدهي بچهاکر دوسري آدهي اوڑکر جنگلون مین سوجاتے هین جب کہ برف چادر پر جم‌جاتي هي تب اُٹهکر کمّل جهٹکتے هین اور پهر برف پر سورهتے هین

دُنبیے اور بکرون کے بال رضائي کے روئي سریکا پٹتے رهتے هین اِس واسطے اُن کے بدن پر سردي کا اثر زیادہ نهین

هوتا اور بارا مهینے بکرون کے منديے جنگل اور چرائي
مین رهتے هین جب برف کے دِنون مین سبزہ اور گهاس
نهین هوتا هي بکریے اور گهوڑیے اور بیلون کو سوکا گهاس
کهلاتے هین اور جو بکریے کہ بدن پر بهُت بال نهین
رکهتے سبب سے سرما کے دُبلے اور ضعیف رهتے هین اور
ایسے بکریے وِلایت مین کم هین اور وِلایت کا گهاس
خوش بو هي اور جانوران کے واسطے بهُت فایدہ دیتا
هي اور کُلتهي اور ماش اور هربهرہ وِلایت مین نهین اور
وهان کے قِسم سے ایک اناج هي جِسکا چاول زرّہ سیاہ
هي اُس کو کارن بولتے هین وُہ اِسکاٹ‌لاند کے لوک کهاتے
اور گهوڑون کو کهلا تے هین

کوهِستان کے لوک گول توپي اور کُرتا پهنتے هین لیکِن اِزار
اور موزہ پانون مین نهین رکهتے اور اِن کا نیچے کا بدن
کُرتے کے دامن سے کرکے تک پوشیدہ هي کرکا ننگا هي کرکے
کیے نیچے سي پِنڈري پر رشتے کے موزیے چیراس‌دار جوتي

پانُون مین اور هاتھ مین سیف رکھتے هین نقل هي کہ شجا
عت اور سِپاہگري اِن کي حد سي زیادہ هي

بولتے هین کہ کوئي کوهِستانے کوئي روز لندن کیے شہر
مین آکر بازار مین پھرتا تھا مردان اور بچّے انگریز کے
بھیر کے بھیر اُس کے پیچھے چلتے تھے اُن مین سے کوي
شخص فراغ سے اُسکے پیچھے کے دامن کو اُٹھایا کوهِستانے
آدمي نِهایت شرمِندہ هوا اور غُصّے مین آکر تلوار سے
اُس آدمي کا سِر کاٹ ڈالا اور عدالت وغیرہ کے لوگ
اُس کو پکڑنے کے واسطے آگے پیچھے سے آکر گھیر لیٔے وُہ
نهایت بهادُري سے انکے سامھنے کھڑے رهکر مارنے اور مرنیے
تیاّر تھا اور کِتنے آدمي کتین زخمي کیا جدھر حملہ
کرتا تھا لوگ اُس کے سامھنے سے بھاگتے تھے اور کِسي
کو مقدور نہ تھي کہ اُس کے نزدیک جاویے پکڑنے کي
تو کیا قُدرت تھي جب یِہ خبر بادشاہ کو پُهنچي بادشاہ
اپنے خاص لوگون کو اُسے بُلانے بھیجا اور فرمایا کہ اوسکو بولو
کہ تجُھے بادشاہ یاد کیا هي وُہ کوهِستانے جب کہ بادشاہ

کا نام سُنا اوسي وقت سر جھکایا جو لوگ بلانے آئے تھے اُن
کے پیچھے چلا جب بادشاہ کے حضور میں پہنچا بادشاہ
نے پوچھا کہ کس واسطے ناحق خون کیا کوھستانے ولایت
کے قاعدے سے ایک زانو زمین پر رکھکر سر جھکایا
اور آداب شاھي بجالاکر عرض کیا جب کہ وہ آدمي
میرے نیچے کا بدن دیکھا اِسواسطے مُجھہ کو شرم آئي
اور غیرت کے سبب سے مین یہہ کام کیا جسوقت
بادشاہ کا نام سُنا مین حاضر ھوکر استانہ بوسي سے
بزرگي حاصل کیا نہین تو کسیکو مقدور نہ تھي کہ
مجھکو زندہ پکرے بادشاہ اُس کے عُذر کو پسند کیا
اور اُس کا خون معاف کیا اور بادشاھي عنایات سے
سرفراز کیا

دوسري نقل یہہ هي کہ انگریزي زبان سے ناواقف
ھونے کے سبب ایک غریب کوھستانے پر یہہ حالت
گذري کہ وہ لندن کے شہر مین ایا اور کھانا نھونے کے
سبب بیقرار ھوا ایک روز بازار کے درمیان ایک

شخص کو آشنا صورت دیکھا اور اپنے حال کي شِکایت
کیا وہ شخص بولا کہ تو کِسواسطے پیني‌کوک کے دوکان
کو نہین جاتا هي کہ وهان غریبانہ کھانا پاویگا معلوم
کرنا ضرور هي اُن دوکانون مین غریبانہ کھانا دو پیسونکے
مول کو ایک تکڑا روٹي کا اور تھوڑا گوشت اور
آدھا سیر بیر یعنیے جَو کا پاني مِلتا هي اور اُس
دوکانون کو انگریزان پیني‌کوک بولتے هین جب وہ
کوهِسانے پیني کوک‌کو بھول گیا اور نہین جانیے کے سبب
سیے پیني‌کٹ یاد رکھا جِسوقت وهان سے تھوڑي دور
گیا شہر کے لوگون سیے پوچھا کہ دوکان پیني‌کٹ کا
کہان هي کوي آدمي معلوم کیا کہ یِہہ آدمي بال
کترانا یا حجامت لینا چھتا هي اور حجّام کا دوکان
دِکھایا وُہ کوهِستانے دوکان پر جاکر دروازہ ٹھوکیا اور حجّام
دروازہ کھولا اُس کو اندر لیگیا کُرسي پر بٹھایا اور ایک
طشت مین گرم پاني بھرکر اور صابون کا ڈلّا اُس مین
ڈال‌کر کف نِکال‌کر اُس کے سامھنے میز پر رکھا اور

آپ اُسترے وغیرہ حجامت کے ہتیار لانیے کے واسطے
بالاخانے پر گیا وُہ کوہِستانی صابون کے کف کے پانی کو
شوربا* سمجہکر پیا اور تین گھونٹ نِگلا اور صابون کے
دلّے کو آلو سمجہکر بُہت بہوک کے سبب سے چابکر
حلق میں نِنگلا جب کہ حجّام بالاخانے سے نیچے آیا
یِہ احوال دیکہکر بُہت حیرت سے کہرا رہا وُہ کوہِستانیے
دو پیسے جیب سے نِکالکر میز پر رکہا اور بولا میں
تُمہارا شُکر کرتا ہوں کہ یِہ شوربا بُہت اچّہا ہے لیکِن
آلو خوب نہیں گلا

دو نقل انگریز ادمیاں کے کوئی دِہقانی آدمی
شہر میں آکر کسِی آشنا کے گھر میں اُترا اور مِہمان
ہوا میزبان میزِ بچھایا اور مہمانداری کا رسم بجالایا
وُہ دِہقانی کو بکرے کی کلیجی کا کباب بہت مزہدار
معلوم ہوا اور پہلے ایسا مزہدار کباب کبہی نہیں کہایا
تہا اور مصالیے کا نام اور کباب بنانے کی ترتیب کاغز
میں لِکہلیا اور وُہ کاغذ اپنے جیب میں رکہا دوسری

فجر قصاي کي دوکان پر گيا اور کليجا بکريے کا مول
ليکر رومال مين لپيٹا اور هاتھ مين لٹکاليکر اپنے گانون
کي راه ليا اور ايک کُتّا بازاري پيچھے سے آکر کليجي
رومال سميت اُس کے هاتھ سے چھين ليکر چلاگيا
وُه دهقاني کُتّے کو ديکھکر بولنے لگا که کچا کليجا تو
ميرے هاتھ سے ليگيا ليکن کاغذ اُس کے پکانيکي
ترکيب کا ميرے جيب مين هي اسيطرح هر ايک
مُلک کم عقل اور احمق لوگون سے خالي نهين خصوصًا
اکثر کهيڑے کے لوگ نادان اور احمق هوتے هين چنانچه
يه دوسري نقل انگلند کے مُلک کي دهقاني کے بيوقوفي
کي هي

نقل کوي بوڈهيے دهقاني کو شوق هوا که اپنے
زمين‌دار کے ملنے کے واسطے جاون اس ليئے اپني عورت
سے کها که کوئي تحفه زمين‌دار کے خاطر بجانا ضرور هي
عورت ايک خوک کا بچّه چھوٹے شليطے مين باندھکر
مرد کے هاتھ مين دئي اور وُه بوڈها شليطے کو کهانديے

پِر رکھکر روانہ هوا جب کہ آدھے راستے میں کسِي
بھٹیارے کے سرا کو گیا ماندگي کے سبب شلیطے کو
رکھہ دیا اور آپ سوگیا بھٹیارہ جب شلیطے کیتین
دیکھا اور سمجھا کہ کوئي جاندار جانور اِس شلیطے
میں هي اُس وقت شلیطے کا مُنھہ کھولا اور سوّر
کا بچّہ دیکھا وُہ بھٹیارہ دغابازي سے سوّر کے بچّے کو
نِکال لیا اور کُتّے کے بچّے کو شلیطے میں ڈال کر پہلے
کے سریکا شلیطے کا مُنھہ باندھہ کر رکھہ دیا وُہ دِھقانے
تھوڑے وقت کے بعداز نیند سے جاگا اور شلیطہ اُٹھا
لیکر زمیندار کے گھر طرف چلا اور پھُنچا جِسوقت
زمیندار سُنا کہ اپنا رعیّت آیا هي نِہایت مِھرباني
سے دروازے میں آیا اور شفقت سے اُسکي خیریت
پوچھا اور دیکھا کہ اُس کے هاتھہ میں شلیطہ هي
سمجھا کہ اوسمیں کُچھہ هي اور پوچھا کیا هي جو
میرے واسطے لایا هي دھقاني جواب دیا کہ میں غریب
هون جو تُحفہ کہ تُمھارے نذر کے لایق هووے سو کھان

سے لاؤنگا لیکن یہہ بچہ جوک کا هي کہ مین اپنے
مقدور موافق تمہارے واسطے لایا هون زمین‌دار اُس کي
غریبي پر نظر کرکر بہت خوش هوا اور کہا کہ تیرے
سے یہہ چیز بہت برا تحفہ هي کھول مین دیکھونگا
جب دهقاني کھولا تو کُتے کا بچہ تھا زمین‌دار بہت غصے
مین آیا اور جھڑک کر کہا کہ تو مجھہ سے مزاخ کرتا هي
میرے سامھنے سے جا دهقاني شرمندہ هوکر وهان سے
پھرا اور پھر اوس بھتیارے کے سرا مین پہنچکر بدستور
سابق سو رها اور بھتیارا جلدي سے کُتے کے بچے کو
شلیطے سے نکال لیا اور وهي سوّر کے بچے کو شلیطے
مین بندکر دیا جب کہ دهقاني هوشیار هوکر راہ چلنے
لگا اوس کي عورت استقبال کے واسطے آگے آئي مرد
عورت کو دیکھکر غصے مین آیا اور چہرہ سرخ کیا
اور بولا کہ تو میریے سامھنے مت آ کہ مین لکري سے
تجھہ کو ادب دیونگا عورت بولي اي جان میرے
خیر هي اور کیا حالت هي اور میري کیا تقصیر هي

مرد کہا خوک کے بچّے کے عوض مین کُتّے کا بچّہ
شلیطے مین باندھدي اور مُجھہ کو زمین‌دار کے سامھنے
شرمندہ کري اِس سے کیا بڙي تقصیر ھي عورت
جواب دي کہ مین ھرگز ایسي تقصیر نہین کي ھون
اور مُجھہ کو اپني مھرباني سے معاف کر عورت شلیطہ
کھولي کھولنے کے ساتھہ خوک بچّہ باھِر نِکلا وہُ احمق
دھقاني سچ سمجھا کہ یِہہ فرق‌عادت اِس سوّر کہ
بچّے کا ھي کہ یھان سوّر کا بچّہ اور وھان کُتّے کا بچّہ
نظر آتا ھي اور اُس بچّے کو تھوڑے قمچیان مارا اور
بولا پھِرکبھي ایسا مت کر

۱۰

یہہ کیفیت جُدا جُدا فرنگستان
کےملک کي — حضرت عیسیے
کیے اور دین عیسوي کیے

فرنگ کے مُلکان اِتالي جرمني پروش روس
ڈینمارِک پرتوگال الیمان سپین فرانس برتین تُر
کِستان هي اور دوسریے تین مُلک کا نام یاد نهین
یہہ مُلکان مین بادشاہ هي سواے ولندیز کے قوم کے
اور والاند کا مُلک بُہت چهوتا هي اوس مُلک
کي حکومت عمدہ لوگون سے علاقہ رکهتي هي وهان
کے لوگ سب سوداگر اور زردار هین اُس مُلک کے
لوگ مچهي بُہت پکرتے اور بیچتے هین اسواسطے دوسریے
اهلِ فرنگ ولندیز کي قوم کو ماهي‌فروش بولتے هین

اور اُس قوم کو تو بادشاہ نہین ہونے کے سبب سے اُن
کو کمینہ اور ناکاری سمجھتے ہین زبان اِٹالیان اور فرنچ
کي نِہایت شیرین اور فصیح هي اور انگریزان یِہ
زبان سیکھتے هین

روس کا مُلک لمبائي اور چوڑائي مین سب
مُلکون سے زیادہ هي وهان کا بادشاہ بُہت شوکت
اور قُدرت رکھتا هي وهان کے لوگ مِحنت کرنے
مین چالاکي سے مشہور هین چنانچہ انگریز کي قوم
کو باوجود چُستي و چالاکي کے کاہِل و سُست بولتے
هین جو احوال سکندر نامي مین روس کے مُلک کا
شیخ نِظامي سے لِکھا گیا هي سو پہلے وقت مین
ویساہي تھا اور زمانِ سابِق مین اُس ملک کے لوگ
آدمیت اور اِنسانیت کا طور نہین جانتے تھے اور
قریب چالیس برس کے هوا کہ کوئي بادشاہ اوس
مُلک کا عِلم و هُنر کو سیکھنے کا اِرادہ کرکر آپ
انگلند اور دوسرے ملکون کو گیا اپنے مُلک کے لوگ

کو بھیج بھیجکر عِلم و ہُنر سیکھایا اور عقل و دانائي
حاصِل کر ایا وُہ لوگ پھِر اپنے مُلک کو آئے اور دوسرے
لوگون کو عِلم و ہُنر سیکھایئے جیسا کہ روس مُلک کي
دو آدمي کتین مین ادنبرّي کے شہر مین دیکھا کہ
مدرسے مین عِلم سیکھتے تھے اور اِن کا رنگ سُرخي
آمیز اینٹ کے رنگ کے سریکا تھا شاہِ روس انگریز
کے بادشاہ کے ساتھ ہمیشہ صُلح اور دوستي رکھتا ھي
اور انگریزان اوس کے مُلک کے بادشاہ کے نوکر ھین
وھان کے لوگ کو بندوق اور توپ بنانے کي طرح اور
قواعد جنگ کے سیکھاتے ھین اکثر انگریز لوگ وھان
رھنا اختیار کیئے ھین روس کے لوگ انگریز کي قوم
کو دوسرییے اھلِ فرنگ سے دین و مذھب اور محنت
و سپاہگري اور بھادري کے حقمین بھتر سمجھکر ھر
ایک کام مین اِن کي پروي کرتے ھین اور اب
روس کے لوگ قوّت و شوکت مین سپاہ کي
کثرت سے سب اھلِ فرنگ سے زیادہ مشھور ھین

تھوڑے برس کے آگے روس کا بادشاہ مسلمانان کے روم پر لشکر لایا تھا اور روم کے وزیر کي نمک‌حرامي سے غالِب ہوکر ایک صوبہ روم کے مُلک کا اپنے حکُومت مین لیا لیکن جناب اِلٰہي کي مدد سے و بہ سبب دعائے خیر حضرتِ پیغمبر صلے اللّٰہ علیہ و سلم کیے جو باشاہِ روم کے حق مین ھي پشیمان ہوکر اور ڈر کر بھاگ گیا

حضرتِ عیسے کے اِنتقال کے بعداز کیئے دِن تلک خِلافت اور اِمامت حضرت عیسے کے بارا حوارحون پر مُقرّر تھے اور اِنجیل کي کِتاب جو نصارا کي قوم مین مَشہور ھي وُہ لِکھي ہووي حوارحون کي ھي ہر ایک شخص بارا حوارحون سے دوسرے مُلکون مین مُتفرق ہوکر دینِ عیسوي تعلیم کرنے لگا اور شریعت حضرتِ عیسے کي جاري کرتے تھے اب دین عیسوي مین تھوڑا تھوڑا فرق ہر ایک فرقے کے بیچ مین پیدا ہوا ھي اصل ایمان اِس قوم کا یِہ ھي کہ حضرتِ

عیسے کو خُدا کا بیٹا جانتے هین اِس دلیل سے کہ
بی‌بي مریم حضرتِ عیسے کو بغیر جورے کیے جنیے
لیکِن تهورّے انگریزان اِس بات پر ایمان نهین لاتے هین
کیونکہ اوسکي ذاتِ پاک کو نهین پیدا هوي کِسي سیے
اور اُس سے کوئ نهین پیدا هوا هي سمجهتے هین
اور حق تعالے کتین بےمانِند اور بےواسط جانتے هین
کهتے هین کہ ویسي ذات پر تُهمت زنا کي کِس طرح
کوئ کر سکتا هي اور جنابِ اِلهي کمال مهرباني اور
نِهایت شفقت سیے حضرتِ عیسے کو اپنا بیٹا کها
هي اور تمام نبي اور پیغمبران سے زیادہ بُزرگي دیا
یهود کي قوم جو اُمت حضرتِ موسے علیہ‌السّلام کي
هي وُہ لوگ اپنے دین پر قایم هین جب کہ یِهہ قوم
حضرتِ عیسے علیہ‌السّلام کو شام کے مُلک مین بُهت
عذاب دیکر آخرش صلیب پر کهینچے اسواسطے یهود
لوگ هر قوم کے نزدیک ذلیل و خوار هین اور هر
ایک شخص اِن کي عزّت و حرمت نهین کرتا هي

بلکہ سب قوم اور اہلِ اِسلام اِن کو مار دالنا چہتے
ہین اِس صورتمین یہود کي قوم کتین اہلِ فرنگ
کے ملُک مین جان کا در ہي جیسا کہ نصارا کي
قوم اگر یہود کو اپنے ملُک مین پاوین تو زندہ آگ
پر جلاوینگے لیکن انگریزان اپنے دین و مذہب کے
سبب ہر ایک قوم سے صُلح اور دوستي رکھتے ہین
اِسواسطے کِسي کے دین اور احوال کے مانع نہین ہوتے
ہین مین لندن مین کِتنے یہود کو دیکہا کہ چیزان
کہانے پینے کے بیچتے تھے

حضرتِ عیسے کے بعد قریب سات سو برس کے
نور جمال مُحمدي صلے اللہ علیہ و سلم کا اِس اندھیري
دُنیا کو روشن کیا اور دُنیا کي بند و بست سِوائے طریقہ
اسلام کا ظاہر ہوا

نصارا کي قوم کہانے اَور نہین کہانے کے چیزان
مین حلال اور حرام نہین سمجہتے ہین مگر جو
مزاج کے لایق ہووے سو وہي بہتر ہي اور طب کہ

عِلم کے کِتابان مین جس چیز کا نفع اور نُقصان لِکھا
گیا هي اُس چیز کو کھانا اور اُس چیز سي پرهیز کرنا
لازِم جانتے هین شراب پینا حلال سمجھتے هین
اور نصارا کي قوم شراب کا پینا اور خوک کا
کھانا مباح جانتے اور حلال اور حرام کے لفظ کو اور
پاکي و ناپاکي کتین بِالکُل پسند نہین کرتے اور
بولتیے کہ حلال وُہ هي جو چیز کھانے پینے مین آویے
اور طبیعت کو فایدہ دیویے اور هضم هوویے اور حرام
وُہ هي جو چیز کھانے مین نہ آویے مزِاج کو نا موافِق
هو لوگ کتین اِتني بیفایدہ تصدیع پانیے سے کیا
کام هي لیکِن بعضے لوگ هین کہ شروع جواني سے
بوڑھاپیے تک کبھي شراب نہین پیئے اور خوک نہین
کھائیے توریت کے احکام کے مطابِق چلتے هین بولتے
هین کہ حضرتِ عیسے علیہ‌السلام توریت کیے احکام
کو بحال و برقرار رکھے هین همکو اُس کے برابر عمل
کرنا ضرور هي کِسواسطے اُس احکام کے برخِلاف خوک

کھاوین اور شراب پیوین تو وہ فقط حرام ھي
حضرت عیسی هر ایک چیز جو هضم هووے اوسکه
کھانیے کو حکم فرمایے تھے مگر مضبوط حکم چیزان
کھانے اور شراب پینے نهین فرمایے

جو حکم انجیل مین ذکر کیے هین سو اول یه
هي که آدمي خدا کو واحد جانیے اور خدا کي کتاب
اور اُس کے پیغمبران کو سچ سمجھتے اور جھوتي
شاهدي نه دیوے اور جھوتي بات نه بولیے اور زنا
نکریے اور کسي کو نه ملو ڈالیے غریب اور همسایه
کے لوگ کو بھائي جانیے

فرانسیس اور دوسرے لوگ اپنے کلیسا مین صورت
حضرت عیسی و مریم کي کھڑا کرکر سجده کرتے هین
لیکن انگریز کے قوم اس طرح کي بت پرستي کو
بهت بد سمجھتے هین اور برعکس اُس قوم کے اپنے
کلیسا کو تصویرات سے صاف رکھتے فرانسیس لوگ هر
برس حضرت عیسی کے تولد کے دن کوي حاملہ عورت

کي لعبت بناکر دلالت کے واسطے بٹھاتے هین اور اُس
لعبت کو جننے کي حالت سے نمود کرتے اور بچہ تولد
هونیے کے وقت مین اُس مورت کے دامن کے تلّے
سے خون آلودہ کپڑا کھینچتے هین اور اقسام کے ساز
اور باجیے بجاتے هین اور خوش هوتے هین اوس
لکڑے کي مورت کو تخت پر بٹھاکر بہُت اِعتقاد سے
اُس کیے سامھنے سِر سجدیمین رکھتے هین جب کہ
یہہ تماشا مورس کے جزیریے مین دیکھا کپتن سن
اور پیکاک صاحب فرانسیس کے کام پر هنستے تھیے
اور مُجھہ کو بولتیے کہ یہہ بِدعت نادانی اور احمقي
سے هي اور دین مین فرانسیس وغیرہ کے مروّج هي
اور یہہ بدآیِن انگریز کي قوم مین نهین دوسرا یہہ
کہ فرانس وغیرہ کي قوم بہُت تعصّب رکھتي هي
جیسا کہ اگر کوئي مُسلمان اِن کے ملک مین جاکر بلُند
آواز سے اذان دیویے تو اور اسلام کا دستور ظاهِر
کرے تو اوسي وقت اُس کو آگ مین جلا دیوینگے

لیکن انگریزان کا طریقہ صلح کل هي اگر کوئي مسلمان اِن کي ملک مین مسجد بناوے اذان و نماز اسلام کا طور ظاهر کرے تو بهي کِسیطرح سے اوس کو منع نهین کرتے اور بولتے هین کہ همکو کسي کے دین و ایمان سے کیا کام جیساکہ مثل مشهور هي عیسي بدین خود و موسي بدین خود

فرانسیس وغیرہ کے پادریان ریاکار اور مالدار لاکهون هین اور فرانس کي قوم کا رسم ایسا هي کہ هر ایک برس مین ایک دفع عورت اور مرد پادري کے سامهنے جو پیرومرشد اِن کا هي جاتے هین اور جو گناہ اور خراب کام اُس برس مین کیئے هین سو پادري سے ایک ایک بولتے هین اور هر ایک شخص اپني اپني مقدور موافق بهت پیسا پادري کو دیتا هي کِسواسطے کہ پادریان عِبادت اور ریاضت کرکر حق‌تعالی سے اِن کي شفاعت چاهین اور جناب الهي اِن کي شفاعت سے اپنے گناهون کو معاف

کریکن لیکن اِس بات سے انگریزان ہنستے ہین اور
بولتے ہین یہہ کیا نادانی اور گمراہی ہی کہ حق تعالیٰ
بادشاہ بادشاہان کا اور قاضی روزِ قیامت کے دِن
کا ہی ایسے پادریان پلید اور نابکار کی شفاعت سے
کیونکر تقصیرات خلق کی بخشیگا یہہ طریقہ ہو بہو ہِندوان
سے مِلتا ہی کہ برہمنان جو ہندوان کے قوم کے پیران ہین
ہِندوان کو گمراہ کیے ہین اور بولتے کہ گنگا ندی کے
پانی سے غُسل کرنے سے تمام عمر کے گناہ بخشے جاتے
ہین اور ہمکو خیرات دیوے تو تم بِہشت مین
داخل ہونگے اس قوم کے عقاید کے کِتابان مین خیرات
دینے کا حُکم لِکہا ہی تو وہان مخصُوص برہمنون کو
دینے کی تاکید کیا ہی اگر کوئی برہمن ایک لاکہہ
روپیہ رکہتا ہو تو بہی ایک روپیہ آٹہہ آنے کی خیرات
کے واسطے در بدر پِہرتا ہی بید پڑہنے والے برہمن
معلوم کیے کہ آخری وقت مین ہماری اولاد زیادہ
ہونگی اور اکثر لاچار و غریب رہینگے اور برہمن

ہونیکے وسلیہ سے بیے محنت و مشقت کي خیرات خواري سیے دُنیا مین جیوینگے

عجب یہ کہ ہندوان مین طرح طرح کي قوم هي سب سے برہمن لوگ بہتر اور بزرگ ہین اور یہ حکم بھي اِن کي کِتاب مین لِکھا هي کہ برہمن کے سِواي کوئي دوسرا بید کي کِتاب کو نپڑھے اگر پڑھیگا تو وہ دوزخي ہوگا اور دوسري قوم مین ایسا حُکم نہین کہ لوگ خُدا شِنا سي اور عقاید کے کِتابان نپڑھین اور عِلم کے فایدون سے محروم رہے ہِندوان کے اِس طور کو نادانی کے سوائے کیا سمجہا چاہئیے اور ایسیہي دستور اِن کے ہین اُن کے دیکھنے سے عقل حیران هي مین کہان تک بیان کرون القِصّہ فرانسیس کي قوم وغیرہ کے پادریانِ ریاکاري بُہت کرکر عوام لوگ کو گُمراہ کرکر بُہت دولت جمع کیئے تھے اگر یہ لوگ قُرآن شریف پڑھتے اور حضرت مُحمد مُصطفیٰ صلی‌اللّٰہ علیہ و سلم کو برحق سمجھتے تو

اِن کا طریقہ اسلام کیے دین سے زِیادہ فرق نہین رکھتا اور رِیاکاری اِن کے دین و ایمان مین کُچھہ نہین ہوتي اِسواسطے رِیاکار اور فریب دینے والیے جو مُسلمان اور ہِندوان کي قوم مین ہین اور طمع سیے دُنیا کے لِباس فقیري اور سوفي کا پِہنتے ہین یہ لوگ اُن کو بہُت بد بولتے ہین بلکہ زاہدانِ خودنُما اور خودفروش سیے بیزار ہوکر جو فقیران مُتّقي و نیک و بیریا ہین اُن سے بھي اِعتقاد کم رکھتے ہین یہان تک کہ خرق عادت اور کرامات سے اولیا کي قایل نہین بولتے ہین کہ کرامات اور مُعجزات پِیغمبران کا دستور ھي اور ولي یِہہ درجہ نہین رکھتا ھي

۱۱

یہہ کیفیت قوم انگریز کی اِنکار
مین جنابِ مُحمد صلیاللہ علیہ
و سلم کی پیغمبری اور قُرآن
شریف سے

انگریزان بولتے ہین کہ اِنجیل کی کِتاب مین
کوئی خبر محمد کی پیغمبری کی ہم پاتے تو سچ ہی
کہ پہرکر دین اِسلام کا قبول کرتے مُسلمان بولتے ہین
کہ اصل کِتاب اِنجیل کی دُنیا سے گُم ہوی اور حضرتِ
عیسے کے رِحلت بعداز حضرت کے حوارحون سے
چار آدمی جِن کا نام ماتہیو مارک لوک جان
تہا اپنے اپنے یاد سے چار کِتاب لِکہکر اِنجیل مین
داخِل کیے لیکِن رِوایت حضرت مُحمد صلیاللہ کی

پیغمبري کي حضرتِ عیسے صاف نهین بیان کیئے اور اُس
روایت کو اِشارہ و کِنایہ سے لِکھکر اپنے قوم کے دِلون
مین شُبہ و شک ڈالیے هین اُن سب روایات سے ایک
یِه هي

رِوایت انجیل سے کوئي روز حضرتِ عیسے
علیہ السّلام بطور نصیحت کے ایک یِه نقل فرمائے
هین کہ کوئي شخص دولتمند صاحبِ باغ دو پهر کے
وقت بازار کو گیا اور مزدوران کو ایک دِرم مزدوري
دینے کے وعدہ سے مُقرّر کرکر کام کرنے کے واسطے اپنے
باغمین بهیجیا اور دو پَهر کے وقت ایک ٹُکّري
مزدوران کي دیکها کہ بازار مین کهري هي فرمایا کہ
تُم کیون بیکار کهڑے هو میرے باغ کو جاؤ اور کام
کرو شام تلک ایک ایک دِرم پاؤگي پِهر تین پهر
کے وقت بازار مین گیا دیکها کہ ایک ٹُکري مزدوران
کي راستے پر بیکار کهري هي پوچها کہ تُم کیون بیکار
بیٹهے هو وُہ بولیے کہ هم آخري وقت مین آئے تهے

اِسواسطے کوئی شخص ھمکو مزدوري مین نہین لیا
وُہ شخص فرمایا کہ تُم بھي میرے باغ مین کام کرو
شام کو ہر ایک آدمي ایک ایکدرم پاویگا جب کہ
شام ھوي تینون فرقے مزدوري کے واسطے صاحبِ باغ
کے سامھنے آئے صاحبِ باغ اُن تینون فِرقون کو اپنے
قرار کے مُوافق ایک ایک درم دیا اور پہلے آئے سو
مزدور بحث کرنا شروع کئے کہ ھم تمام دِن کام کئے
اور آفتاب کي گرمي دیکھے اور کام مین محنت
کھینچے اور دوسرے ھمارے پیچھے آئے ایک پھر کام کئے
ھمکو اور اِن کو مزدوري تُم برابر دئے خداوندِ باغ
بولا کہ مین پہلے تُمھارے ساتھ ایکدِرم دینے کا اِقرار
کیا تھا او کھے دُرُست وُہ دولتمند کھا مین اپنا اقرار
ادا کیا اور اپنے مال کے نفع و نُقصان مین مُختار
ھون مُسلمانان آخر کے لفظ کو اپنے پر مُقرّر کرتے ھیي
اور بولتے ھین کہ ھمارے پیغمبر صلےاللہ علیہ و سلم
دُنیا مین سب پیغمبران کے پیچھے آئے اور نبوت کو

پهُنچیے معتبر اول لوگون کا پایے هین اِس واسطے حضرت
محمد کے اُمت کے مضبُوط اُمید هي که بیشک
اول هم بهِشت مین جاوینگیے انگریزان بولتے هین
که چار کِتاب مشهور اور دوسریے صحیفیے جو هین
سو بنایے هویے پیغمبران کے هي اُن کو آسماني کِتاب
اور خُدا کے لِکهیے هویے صحیفیے کسِطرح بول سکینگیے
کِسواسطے که خُدا نے اِن کِتابون کو آسمان سے لِکهکر
نهین بهیجا هي مگر تُم بولتے هین که جِبریٔل خُدا
کي زبان سے وهي لایے هین جِبریٔل کو کون دیکها اُن
کا آواز کون سُنا بغیر دلیل اور بنیه کیے موُافق شرع
ظاهِري کي کیسا سچ جانا چاهیے هم اعتقاد اُس
بات پر کیون لاوینگیے مگر یِه هي که پیغمبران خلق
کي هِدایت اور رهنموني کیے واسطے سیدها دستور
اور دُرُست طور جو اپني عقل مین بهتر اور نیک
جاني هین سو ویساهي کِتاب مین لِکهے چنانچه توریت
موسي علیهِ السلام اور زبوّر کي کتاب داوٗد علیهِ السلام

اور اِنجیل عیسیٰ علیہ السّلام اور قُرآنِ شریف کو
حضرت مُحمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم لِکھے اور یے لوگ
قُرآنِ مجید اور مُحمد مصطفیٰ کے قایل نہین ہین لیکِن
تعریف حضرت کیے شرع پاک کي کرتے ہین اور
بولتے ہین کہ مُحمد عِلم اور عقل مین خوب آدمي
تھے کہ دستور دین و مذہب کا اچّھي طرح سے
دُرُست کیئے لیکِن ایک عیب یِہہ ھي کہ برخِلاف
دوسریے پیغمبران کیے قاتِل اور خون ریز تھے اور یِہہ
بات دستور سے نبوّت اور رِسالت کے بُہت دور ھي
کیونکہ پھلے کے پیغمبران وعظ اور نصیحت سے گُمراہ
لوگ کو نیک راہ دِکھلاتے تھے اور لوگ رضامندي
اور خوشي سے اُن پیغمبران کے دین مین داخِل ھوتیے
اگر کوئي نافرمائي کیا تو اُسکو چھوڑدیتے اگر قوم
کِسي پیغمبر کو اذیّت دیتے اور تصدیع پُہنچاتے
تھے تو یِہہ لوگ اُس کے حق مین بددعا کرتے
یِہان تک لوگ خُدا کے عذاب مین گرفتار

هوتے تھے لیکن کوئی پیغمبر خون‌ریزی اور قتل نهین کیے

ایک روز کپتن س یه بحث میرے سے کیا مین جواب دیا که اِس قتل و خون ریزي کا یه سبب هي که حق تعالے بهت پیغمبران هر قوم پر پیدا کیا اور وعظ و نصیحت انبیا کي قوم کے دِلونمین اثر نهین کي اور یه لوگ پیغمبران کو بهت تصدیع و آزار دیے اِس کے بعداز همارے پیغمبر مکّے مین پیدا هوے اول دِنون مین پیغمبر جو کچهه مهربانی اور شفقت سے نصیحتان اور وعظ مُلایمیت اور دِلداري سے کیے لیکن کچهه اُن کے دلون مین اثر نهین هوا اور آخر کو هاتهه سے قریش کي قوم کے همارے پیغمبر کیا کچهه ظُلم اور تصدیع پائے حسب که اُن کا ظُلم حد سے زیاده هُوا اور قوم کے اسلام لانے سیے نااُمید هوے تب لاچار هوکر غریبي اور عاجزي سے جنابِ اِلهي مین التجا کیے یهان تک که الله‌تعالے نے جهاد کا حکم

بھیجا اوس وقت سے جہاد کرنا مُسلمانان پر فرض ہوا
اور خُدائے تعالی جبّار اور قہارھي اپنے رسول کو دین کے
دشمنون پر فتح‌یاب کیا اِس صورت مین قتل اور
خون‌ریزي کرنا پیغمبر اپنے حکُم سے نہین کیے بلکہ خُدا
کے حکُم سے بجالائے

مین وِلایت سے آئے بعداز بردوان مین جان گریم
صاحب کو اِسیطرح سے ایک جواب دیا وہ یِہ ھي کہ
گریم صاحب میر صدرُالدین اور میر سِراجُ‌الدین منُشیے
سے ہمیشہ دین و مذہب کا بحث کرتا اور حضرت
مُحمد مصطفی صلی‌اللہ علیہ و سلم کیے نبوت اور مُعجزات
سے اِنکار کرتا لیکن کوئي جواب معقول نہین پاتا تھا
اور کوئي رات کو یِہ مباحِثہ اِن مین تھا گریم
صاحب ہنسے اور مزاخ سے نبوت کا اِنکار کرتا آخِر وقت
مین وھان پُہنچا اور سُنا کہ گریم صاحب یِہ مذکور
کرتا تھا کہ مُسلمانان کو اس بات پر اِعتقاد ھي کہ
حضرت مُحمد کے شفاعت سے ہم بہشت مین

جاوینگے باقي خلق سب دوزخ مین داخِل هونگے
یِه بات عقل سے دور هي اِس کے سوائے هم حضرت
مُحمد کو پیغمبر نهین جانتے هین کیونکه سابق کے
پیغمبران کے سریکا کوئي مُعجزہ نهین دِکهلائے مگر یِه
که کبوترون کو پال کر پهاڑ اور جنگل مین چهوڑ دئے
جب که قوم مُعجزہ چهتي پهاڑ طرف جاتے اور مٹهي
باندهکر کبوترون کو بتاتے تهے وُہ کبوتر دانے کي آس
سے چوطرف سے اُرکر آتے اور کهاندیے اور سِر پر بیٹهتے
اُس وقت حضرت مُحمد بولتے تهیے که دیکهو مین
خُدا کا پیغمبر هون که جنگلي جانوران میریے حُکم
سے حاضر هوتیے هین اور وُہ دونو مُنشي اپنے پیغمبر کي
اِهانت سیے دِق اور خفا هوتے تهے اور جواب اِس
بات کا مُسلمانون کے اِعتقاد کے مُوافق اور آیت
قُرآن وحدیث کے مُطابق کهتے که حقتعالی قُرآنِ
مجید مین فرمایا هي که حضرتِ مُحمد بیشک
پیغمبر زمانۂ آخِر کا اور شفاعت کرنیهارا روزِ محشر

کا هي که حضرت مُحمد سے معجزه آفتاب کے پهرنے
اور کوئی جهار آپ سے آپ چلنے کا هوا هي
لیکن جو کوئی قُرآن و حدیث پر اعتقاد نهین رکهتا
هي اُس کے سامهنے گفتگو قُرآن و حدیث کي کهاني
سریکا هي مثل مشهور هي بیت آنرا که بقُرآن و
خبر زونر هي اینست جو ابش که جو ابش ند هي
گریم صاحب یه باتان سُنتے سے سِر هلاتا اور هنستا
اور بولتا تها جب که مُجهه کو تُمهارے قُرآن اور
کِتاب پر اعتقاد نهین تمهارے باتون کو کب سچ
سمجهتا هون اُس وقت مین غریب سامهنے هوکر
کها اگر حکُم هو تو مین اِس مُقدمے مین کُچهه
بولونگا بعداز سب میرے طرف متوجهه هوے مین کها
جو ترجُمه اِنجیل کا میرے پاس هي اُس سے اور گُذرے
هوے تواریخ سے معلوم کِیا هون که پهلے کے پیغمبران
طرح طرح کے مُعجزے دیکهاتے تهے باوجود مُعجزے
دیکهنے کے کوئی آدمي دین کي خواهش نهین کیا

اور پیغمبرانؑ لوگ کے هاتھ سے آذیت و تصدیع
کھنچے خصوص حضرت عیسی علیہ السّلام کہ مُردے
کو زِندہ کرنا اور اندھے کو بینائی بخشنا بِرص وغیرہ
بیماروں کو دُرُست کرنا اور ایسے مُعجزے بہُت
دِکھلائے اور جِتنے مُعجزے کہ حضرتِ عیسے سے ظہُور
مین آئے دوسرے پیغمبر سے کم ظاہِر ہوئے باوجود
اِس کے حضرت عیسے جیئے تک بارا حوارحون کے
سوائے بہُت اور لوگ دین نہین قبول کیے اِنجیل
میں لِکھا ہوا هي کہ یہودي کے قوم حضرت کو
بہُت رنج پہُنچایي یہان تک کہ حضرت کو صلیب
پر چرھائے اور اسیطرح همارے پیغمبر بھي بہُت مُعجزے
دِکھلائے اور قریش کي قوم سے بہُت ظُلم اور اذیت
پائے اور آخرش کو خُدا کے حُکم سے جنگ کرنے لگے
تو بھي بہُت لوگ نافرماني کیئے اور تھورے ایمان لائے
مقصد اِس گفتگو سے یہِ هي کہ دنیا کوئي وقت
بدکار اور شریر لوگ سے خالے نہین حضرت عیسے

علیہ السلام کي اور حضرت مُحمد صلی اللّٰہ علیہ و
سلم کے وقت مین تھے اور اِس وقت مین بھي ھین
اگر کوي شخص شریر اور حرام‌زادہ ھمارے پیغمبر کو
برحق نھین جانے تو ھم کیا کرین اور انِصاف کیے
واسطے کِس کے پاس جاوین مگر یہِ بات ھي کہ
خدائے تعالیے جو بادشاہ بادشاہان کا ھي قِیامت کي
دِن جھگڑا اِس اختلاف کا درمیان سے اُٹھاویگا گریم
صاحب یہِ گفتگو سُنکر بُہت پیچ و تاب کھایا اور
دو تو مُنشي صاحِبان جلد رُخصت ھویے اور میرا
ھاتھ پکڑکر گھر تک پہُنچایے اور بہُت تحسین و آفرین
کیے بولے کہ اِسطرح کا جواب کبھي ھم نھین دیے سکے
اور نھایت شوق سے اِنجیل کے کِتاب کي نقل لیے
اور گریم صاحب اُس روز سے پھر مُنشي صاحِبان سے
دین و مذھب کا بحث درمیان نھین لایا

۱۲

یهہ کیفیت بحث کرنی مین میری
اور تهوری صاحبان کی دین و
مذهب کی مقدمی مین

ایک روز کپتان س مجهکو کها که مسلمانان
تقدیر کو تدبیر سے معتبر جانتے هین یهہ دستور
ایک طور سے خوب هي اور بهت بد نهین لیکن
همارى قوم عقل کی تابع هین اور تدبیر کو تقدیر پر
مقدم سمجهتے هین اکثر لوگ کو عتقاد اس بات پر
هي که هر ایک کام کا اصل عقل اور درست تدبیر
سے هي اگر کوئي وقت تدبیر کرنے مین قصور آوے
اور هر ایک کام مین خبرداري اور احتیاط نه هووے
تو البته وه کام خراب هوجاتا هي اور تمهاري قوم

چھوٹے کام یا بڑے کام مین تقدیر کو مقدم جانتے
هین جیسا کہ چني کا باسن یا شیشہ هاتھ سے گرپڑے
اور توٹے تو بولتے هین کہ تقدیر مین ایسا تھا اِس واسطے
یون هُوا

اِن دِنون مین ایک شخص لوگ جو سپہ سالار
بادشاہ کا هي اور نِهایت بهادر اور جنگ کي
تدبیرات سے واقِف هي بولتا هي کہ اگر فوج کو
جنگ کے قواعد مین تیّار کرون اور سامانِ سرانجام
جنگ کا حاضِر رکھون اور دشمن کي فوج تیّار نہ
هووے تو البتہ دشمن کي دو چند لشکر پر فتح
پاُونگا اور لوگ بولتے هین کہ فتح دادِ اِلٰهي هي یہ بات
عبث هي

مین جواب دیا کہ سب کام مین تقدیر اصل هي
لیکِن خُدا تعالی آدمي کو سب خِلقت مین اشرف
پیدا کیا هي عقل اور دانائي کي خِلعت پهنایا اور
جو کام روزِ ازل مین مُقرّر هوا هي اُس کام مین

لوگون کي عقل مدد ديتي هي نهين تو عقل سے
کُچهہ فايدہ نهين مثلا رعيت زمين مين ناکر پهرايا
اور دُرسُت کيا اور بيبج بويا اور زراعت کے کام مين
کُچهہ کم و زيادہ نهين کيا جب کہ تقدير الٰهي
سے ميهون نهين پرا اور کهيت هري نہ هووےے اِس
صورت مين لوگون کي تدبير کيا کام آتي هي اور
هر ايک کام مين تقدير البتہ مقدم هي مگر يہہ
بات لوگ بولتے هين کہ هر ايک کام مين بهروسا
تقدير پر کيا چاهيے يہہ غلط هي آدمي کو نہ چاهيے
کہ سب کام مُقدّمات مين تقدير پر توکّل کريے اور
تدبير کرنا چهوڑديويے عاقل کو ضرور هي کہ تدبير
کريے

اکثر عُمدہ لوگ جو کپتن س کے گهر کو ضِيافت
کے واسطے آتے تهے مجهہ کو اپنے مُلاقات کےواسطے سامهنے
بُلاکر طبع آزمائي کے طور پر دين و آئين کا ذکر کرتے
اور ميرے سے جواب شايستہ سُنکر خوش هوتے تهے

ایک روز جنرل منرو کپتن ا وغیرہ جمع ہوکر بیٹھے تھے
اور بولے کہ تم اِس مُلک مین مُجرّد ہین کِسواسطے
عورت نہین رکھتے مین جواب دیا کہ دو کام بُہت
مُشکل ہي اور اِس سبب سے مجھکو بُہت عُذر ہي
بلکہ عورت رکھنا نہین ہو سکتا ہي ایک یِہہ جو
عورتان کو مین چھتا ہون وُہ مُجھہ کو نہین چہتے ہین
اور وُہ جو مجھے چہتے ہین مین اُن کو نہین پسند
کرتا ہون اِس بات کا مُدعا یِہہ ہي کہ جو عورتان
اشراف کي قوم سے اور عُمدہ ہین غیر ذات و غیر
دین والے کو نِکاح نہین کرینگي اور ہمین اپنے مُلک کا
نجیب ہون اگرچہ کمینہ قوم اِس مُلک کے مُجھہ
چہتے ہین ہمین اُن کو نہین چھتا ہون یِہہ بات کو
بُہت پسند کیا اور بے اِختیار ہنسے

پِھر وُہ لوگ سوال کیے کہ خُدائے تعالیے آدم کو
اول پیدا کیا اور آدم کے واسطے بي بي حوا کو جورو
بنایا کِسواسطے تُم لوگ اِس کے برخِلاف دو عورت

اور چار عورت شادي کرتے هين اور تمهارے پيغمبر
کسواسطے نو نِکاح کيے هين اور اپني امت کو چار نِکاح
کرنے کا حکم دئے مين جواب ديا که خدائے تعالی
عورت کتين مرد کے آرام کيے واسطے پيدا کيا بي‌بي
حوا کو حضرت آدم عليه السلام کے آرام کے واسطے جورو
مقرر کيا اُس کے بعداز آدم کيے اولاد زياده هوي
تب جنابِ اِلهي کا حکم هوا که اگر تمکو ايک
عورت سے آرام نهووے تو دوسري کو نِکاح کرو اور
اُس کے سِوائے عورتون کو هر مهينے مين ايک هفته
حيض هي و نِفاس کي حالت بيس يا چاليس
روز رهتے هي اِسواسطے همارے پيغمبر ايک کے بعداز
دوسري عورت کو سوائے چار کے پانچوين کو نِکاح
نهين کيے اور ايک مرے پيچهے دوسري کو نِکاح مين
لائے اور چار عورت کو نِکاح کرنے کا حکم اپني اُمت
پر فرمائے هين اُس کا سبب يِهه هي اگر مرد کو
عورت کے حيض و نفاس کيے حالت مين شهوت کا

غلبہ ہو مرد صبرکرنے کي طاقت نہ رکھتا ہو تو دوسري
تیسري چوتھي عورت کے پاس چاویے نہین تو شیطان
کے وَ رغلانے سے غیر حلال عورتان سے حرام کریگا اور
زنا کے گُنھ مین گِرفتار ہوگا دلیل اس مُقدمے مین یہہ
هي کہ همارے پیغمبر پیدا ہونے کے آگے حضرت
ابراهیم علیہ السلام دو عورت یعنے بي‌بي سارا اور
بي‌بي هاجره کو شادي کیے اور حضرت سلیمان ایک
سو ساتھہ عورت کو رکھے اور حضرتِ داود علیہ السّلام
همیشہ عورتون کے عشق مین کیا کیا شرع کے حیلے
نہین کیے آپ اِس باتھہ مین اِنصاف فرماوین کہ بُہت
عورتان رکھنے کا رسم همارے پیغمبر سے نِکلا هي یا پہلے
کے پیغمبران سے شروع ہوا

پھِر بولیے کہ شراب خُدا کے نِعمتون سے بري نِعمت
هي کہ اپنے بندگان کو عِنایت کیا هي اور تُمهارے
پیغمبر تُمهارے حق مین ظُلم کیے هین کہ اِس نعِمت
سے محروم رکھي هین مین جواب دیا شرع کے

حُکم مُوافِق کرنے اور نهین کرنے کے کامون مین بُهت
مسئلے هین اور مین نادان هون اور مُجهه کو اِتني عقل
نهین که هر ایک سوال کا جواب خوبي سے دیون لیکن
مشهور هي اگرچه شراب بهتر چیز هي مگر نشه اُسکے
خراب هي که لوگ کو بیهوش کرتي هي اور خُدا کے
یاد سے غافِل کرتي هي کیونکه خُدا تعالے اپنے بندگان
کو حکم فرمایا هيَ که کهاوین اور پیوین اور ایک لحظ
مُجهه کو نه بهولین اور وُه لوگ پهر سوال کیے اگر شراب
کے پینے مین اندازه مُقرّر کرین تو آدمي بیهوش نهین
هوتا هي اور پینے سے خوش هوتا هي

دوسرا سوال کیے که تُمهارا اِعتقاد یِه هي جو کوئي
ایک دفعه حضرت مُحمد کا کلِمه دِل کي راستي سے
پرهیے تو وُه شخص بیشک بِهشت مین جاویگا اور
باقي لوگ دوزخ مین جاوینگے اور مسلمانان تهورے
هین که روم اور شام اور فارس و عرب اور هِندوستان
مین رهتے هین اور دوسرے مُلک کے لوگ جو بُهت

هین دوزخ مین جاوینگے یِہہ کیا بات هي اپنے بندگان کو مخص جلانے کے واسطے پیدا کیا هي مین جواب دیا کہ درست همارا اعتقاد ایسا هي کہ مسلمانان تھوریے هین اور بِہشت اِن کے رهنے کے واسطے مُقرّر هي اور دوسریے لوگ بُہت هین اسواسطے دوزخ بھي چار چند بِہشت سے زیادہ اور چورا هي اگرچہ سب بندیۓ خُدا کے هین لیکِن بندون کے بیچ مین فرمان‌بردار اور عاقِل اور دیانت‌دار اور نادان اور چور اور بےدِیانت بھي هین چنانچہ حضرت عیسے علیہ السلام اِنجیل کے کِتاب مین بطور کِنایہ فرمأیے هین

ایک شخص کو تین بیتے تھے وہ سفر کیا اور ایک ایک کو هزار روپیہ عقل اور امانت‌داري ازمانے کے واسطے دیا برا بیٹا پیسے کو زمین مین گار دیا غرض وہ پیسے کو چور لیےگیا دوسرا بیٹا پیسے کو کِسي مهاجن کو دیا اور اُس پیسے کا بیاز آپ لیتا تھا اور تیسرا

بیٹا ایک ہزار روپیہ سے سوداگري کرکر دوسرے ایک
ہزار روپیہ نفع پیدا کیا جب کہ باپ سفر سے پھر
آیا بیٹوں سے اپنے امانت دیا سو پیسے کو درخواست
کیا برا بیٹا پیسا دینے سے لاچار تھا اپني کیفیت
باپ سے بولا دوسرا بیٹا ایک ہزار روپیہ اصل کے پھردیا
اور باپ کہا کہ یہہ آدھا عاقل ھي اوس کو تھورا
پیسا دیا تیسرا بیٹا ایک ہزار روپیہ اصل کے اور
ایک ہزار روپیے نفع کے دو نو باپ کو دیا باپ
بہُت خوش ہوا اور کہا کہ یہہ شخص پورا عقلمند
اور دیانتدار بھي ھي بعداز اُس کو اپنے تمام مال
و اسباب کا مالک بنایا اُس بات کو حضرتِ عیسے
ظاہر کرکر فرمائے ہین کہ خُدائے تعالے کي درگاہ مین
اسیطرح ھي جو شخص سب مال رکھتا ھي اُس کو
تمام دیا جاتا ھي اور جو کہ کم رکھتا ھي اُسے کم
دینے مین آتا ھي اور جو آدمي کچھہ نہین رکھتا ھي
اُس کو کچُھہ نہین ہاتھہ آتا ھي اور مُسلمانان مطلب

اِس روایت کا اِس طور سے بیان کیئے هین که بیے
عقل لوگون سیے اِشارہ هي جاهل اور نافرمان‌بردار
لوگت سے هي اور مال کي معني ایمان هي اور چور
سیے اِرادہ شیطان طرف هي که احمق اور عاقِل
لوگان کے ایمان کو چوري کرتا هي اِسواسطے خُدا پر
ایمان نهین لائیے اور خُدا کي رحمت سے محروم رهے
اور اِن کي جگهه دوزخ مین هونگي اور دوسرا بیٹا
که سود کے پیسیے کو خرچ کیا اِس سے مُراد مُنافقان
هي که خُدا پر تهورا ایمان لائیے هین اور خُدا کے
رسولان کتین برحق نهین سمجهے اِس سبب سے اِن
کي جایے دوزخ مین هوگے لیکِن تیسرا بیٹا که ایمان
اور نیک نیّتي سے اسلِ مال کو نفع سمیت باپ کو
پهُنچایا اُس سے کنایه مسلمانون سے هي که خُدایِ
پروردگار پر دِل اور زبان سے اِقرار کیئے اور ایمان لائیے
اور سرِ مو خُدا اور رسول کے حکُم سے تجاوز نهین کیئے
دُنیا کو سرایِ فاني سمجهکر بهِشت مین داخِل هونے کي

امید سے جو وہاں کا رہنا ہمیشہ ہي طرح طرح کے
ریاضتان وبندگي بجالاتے ہین اور ہزاران تصدیع و
محنت کھینچتے ہین اور دُنیا کي دوستي کو ناچیز
جان‌کر اپني ذات کے خواہشون کتین پسند نہین کرتے
یہہ لوگ البتہ و بیشک بہشت مین جاوینگے کیونکہ
دُنیا کو آخرت کي زراعت بولتے ہین چنانچہ قولِ
عربي دُنیا کے حق مین یہہ ہي الدنیا مزرعۃ آلا اخري
اور جو لوگ دُنیا کي دولت پیدا کرنے مین بُہت
مشقت کرتے ہین اُس کا نتیجہ دُنیا مین پاتے اور دنیا
کي دولت کے باعِث عیش و مقصد پانے سیے زندگي
کرتے ہین سچ پوچھے تو دُنیا ان لوگون کا بہشت ہي
البتہ آخرت کے فایدیے اور ہمیشہ کے بہشت سے بیےنصیب
رہینگے کسواسطے کہ آدمي کي ذات مین غم و شادي
دو نو مِلے ہویے ہین اور شادي کے پیچھے غم اور غم
کے بعداز شادي ہي نہ غم پایداري کرتا ہي نہ شادي
و فا داري کرتي ہي اِس صورت مین مسلمانان دُنیا

کي دولت سے بےنصیب هین اور همیشه دین کے
واسطے غم کهاتے هین یقین هي که آخرت مین دولت
پاوینگے اور دوسرے لوگ دُنیا مین عشرت اور خوشي
سے جیتے هین آخرتمین غم و حسرت مین گرفتار
هووینگے

۱۳

## یہہ کیفیت انگلند کے بادشا کي
## فرج و جہاز کیے اور عدالت کیے

پہلا بادشاہ تمام انگلند کا ولیم نامْ نِہایت بہادُر و سجیع تہا اُس کے بعد بُہت بادشاہ مختلف نامون کے سلطنت کئِے یہان تک سلطنت انگلند کي پُہنچي کہ کوئي بادشاہ بیگم کہ جمیع صِفات دانائي و عدل سے مشہور تہے تخت سلطنت پر بیٹھي وُہ بادشاہ بیگم انگلند کے نام کو مشہورِ آفاق کري یہہ ایک نقل اُس کے عدل و دانائي کي ہي کوئي عورت زنا کي تُہمت کِسي مرد پر کرکر عدالت مین نالش کري کہ فلانہ مرد زبردستي سے میرے ساتھ زنا کیا صاحِبانِ عدالت عورت کي بات کو سچ جانکر اُس

شخص کے واسطے قتل کا حکم کیے جب یہہ خبر ملکہ
کو پہنچي دو نو کو سامھنے بلاکر سوال و جواب سے
دو نو کے واقف هوي اور ایک تلوار میان سے کھنچي
اور اُس کا قبضہ عورت کے هاتھہ مین دي اور آپ
میان هاتھہ مین لي اور بولي تلوار کو میان مین ڈال
وہ زانیہ عورت بہت چاهي کہ تلوار میان مین ڈالے
جب ملکہ هاتھہ هلائي وہ عورت تلوار میان مین نهین
ڈال سکي بعداز ملکہ بولے اگر تو راضي نہتھي تو مرد
تیرے پر کیسا زبردستي کیا اور تو کیون شور نهین کي
کہ پروس کے لوگ تیري مدد کے لیے آتے تب ملکہ
اُسکے فریاد کو غلط جانکر مرد کو قتل سے مخلصي
بخشي

باشاہ جارج سیوم کہ تخت نشین انگلند کے ملک
کا هي شجاعت ذاتي اور بلند همتي اور نیک صفات
سے تعریف کیا گیا هي جن دنون مین کہ لکھنے والا
اس شگرف نامے کا انگلند مین دیکھا بادشاہ جوان

قوي‌هيكل اور خوب صورت تها بادشاه بيگم پست
قد اور حسين عورت تهي بولتے هين كہ انگلند كے
بادشاهان كا قديم رسم هي كہ غير قوم كي لركي جو
نسل سے بادشاه كے هووے اپنے نكاح مين لاتے اُن دنون
مين جارج سيوم صاحبِ اولاد تها
شاهِ انگلند اپني اُمورِ سلطنت مين هِندوستان كے
كے بادشاه سريكا مُختار نهين ليكن هر ايك كام
سلطنت كا بغير مصلحت و مشورتِ وُزرا و اُمرا و
بعضے مُنتخبِ اشخاص كے هوتا هي اگر هِندوستان
كي سلطنت سريكا بےاتفاقي اربابِ سلطنت مين
پيدا هويے تو بيشك و شُبہ دولت و حكومت هاتھ
سے جاتي رهي چنانچہ يِہ شِعر اِس مُقدمے پر دليل هي
دولت همہ از اتفاق خيزد بيدولتي از نِفاق خيزد
بسا ملكي كہ دولت داد از دست گريزد دولتِ
هُشيار از دست
انگلند كے ملك كے سب لوگ ازاد هين ايك

دوسرے پر مُختار نہین اور صاحِبي اور غُلامي کا رسم
بالکُل نہین برخِلاف دوسرے مُلکون کیے کوئی غُلامي
اور کوئي بادشاهي کا نام رکھتا هي بلک سب چھوٹے
بریے غُلامي کے نام سے شرم رکھتے هین اور بولتے
هین ک بادشاه کو نام کے واسطے ک اُس کے سوائے
دُنیا کا بندوبست نہین هوتا هي هم اپنے سِر پر
سردار مُقرر کیئے هین سلطنت کا بندوبست اپنے اپنے
ذِمیے مین لیکر هر ایک مُقدمے کو فیصلہ دیتے هین
اور هماري قوم دشمن کے جنگ مین ناموري زیاده
هونے کے واسطے جان و مال کو فِدا کرتیے هي غرض
هماري قوم کسیکي غُلام اور نوکر نہین لیکِن آداب
و عِزت و حُرمت مین بادشاه اور سرداران کیے جو
دستور کے مُوافق هي سِر مو تفاوت نہین کرتے هین
اور اسیطرح بادشاه بهي هر ایک شخص کي عِزت
و آبرو زیاده کرنا ضرور جانتا هي اور هر ایک حکُم
نرمي و مُلایمت سے کرتا هي

بادشاهي فوج چهاوني كي جگهه رهتي هي جو
جوان قويهيكل اور قد مين برابر هووين اُن كو
چُنكر سوار و پيدل مين نوكر ركهتے هين اور لِباس
صاف و پاكيزه اور يكرنگ كا پهناكر طرح طرح كے
قواعِد اور سپاهگري كے فن سے تيّار كرتے هين سات
سو گهوريے يكرنگ كيے سياه و سفيد و سُرنگ كو جُدا
جُدا نِكال كر سپاه كي سواري مين ديتے هين كه
سواري كے وقت ديكهنے والون كيے دِلون مين خوشي
اور آنكهه كو نور حاصِل هوتا هي

خوراك و پوشاك بادشاهي سركار سے پاتيے هين
اِس كے سِوايے هر مهينے كو آٹهه روپے درماه ليتے هين

انگريز كي قوم جهاز كا جنگ كرنيے مين سب
اهلِ فرنگ سے زياده قُدرت و سليقه ركهتے هين اور
جهازات كي زيادتي سے اور جنگ كا اسباب تيّار
رهنے كے سبب كوئي اهلِ فرنگ كے بادشاه كو مقدور
نهين كه انگلند كو لينے كے اِرادِيے سے انگلند پر آوي

انگلند کا مُلک ایک ٹاپو هي که همیشه جنگي
جهاز اُسکے آسپاس رهتے هین اِس سبب سے دشمن
لوگ اُس کے فتح کرنیے مین عاجِز هین اور دستور
ایسا هي که جنگ کے وقت مین سب جنگي جهاز
ساز و سامان سے تیّار رهتے اور صُلح کے وقت مین
تهوڑے جهازون کے تهام اور رسّیان اُتار ڈالتے هین
اور جب که لڑائي نمود هوتي هي جلدي تیّار کرکر
بهیجتے هین

انگریز کي قوم بهادُري و جوانمردي اور تدبیرات
جنگ کے لیٔے جهان مین مشهور هین اور سالار فوج
کي فرمانبرداري کرنا سپاه کو فرمان الهي کے برابر
هي اور دوسرے کِتنے رسمان هین جو کِسي ملک مین
نهین ایک یِه که سردار کے حکُم سے سِر مو تفاوت
کرین تو ماري جاتے یا برطرف هوتے هین دوسرے دفعه
بدنامي کے باعِث نوکري مین بحال نهین هو سَکتے
دوسرا یِه اگر کوئي جنگ مین بهاگ جاویے تو یِه

سب سے بري تقصير هي كوئي صورت مين معاف
نهين هو سكتي مُقرر وُه شخص قتل مين آتا هي
اگرچه وُه شاهزاده و عُمده اور سردارِ قديم هوبے ليكِن
حكُم ايسا هي كه اگر دشمن كي فوج دو چند هوتو
بهي نه بهاگے اور لڑائي مين نه هٹے اگر بهاگے تو
تقصيرمند هوكر قتل هوتا هي دوسرا وُه كه لوٹ كا مال
مِلے تو اگرچه لاكهون اور كرورون روپے رهے وُه مال سِپاه
اور سردارون كو هر ايك كے درجے موافق تقسيم هوتا
هي برخِلاف دوسرے ملكون كے كه فرانسيس و پرتكيس
كي قوم پاؤ حِصه سپاه كو ديتے اور باقي مال كو
بادشاه كے خزانے مين داخِل كرتے هين انگريز لوگ
ايسے مال كو سب تقسيم كرنے كے باعِث يه هي
كه اپنے سپاه آئين سپاهگري و بهادُري پر زياده خواهش
كرين دوسرے اهلِ فرنگ كو بلكه تمام هفت اِقليم
مين يه دستور حاصِل نهين

دوسرا يه كه اپنے تعريف كرنا اور جوانمردي دِكهانا

انگریز کي قوم مین نهین اور اس بات کو اپنے دستور
مین برا عیب جانتے هین اگر کوئي سردار فتح کرنے
مین بُهت مِحنت اور جوان‌مردي کرے حقیقت
جنگ کي پوچهنے والون کے سامهنے بے کم و زیادہ
بولتا هي اگر دوسرا شخص اِس سردار کي بهادُري و
جوان مردي کي تعریف حد سے زیادہ کیا تو پانون
کے پنجون پر دیکهتا اور خاموش رهتا اور نِهایت
حمیت سے چهرے پر عرق نِکلتا هي اِسي واسطے اهلِ
انگریز سامهنے کے تعریف کو پسند نهین کرتے اور
خوش نهین هوتے بلکہ بد و خراب جانتے اور خودستان
کتین نامرد سمجهتے اور تعریف کرنے والے کو خوش
آمدگو و جهوٹا بوجتے هین اس صورت مین اِن کي
مجلس مین خوش آمدي کا رِواج کم هي اگرچه
خودستائي و خوش آمد گوئي عالي فطرت والا طبعیت
لوگون کے رو برو بدترین فِعل هي اور یِهه کام نِهایت
کم عقل کا هي لیکن سپاه و سرداران هِندوستان کے

اور دهلي کے شهر کے خوش آمدي و خودستائي کو
اپني بُزرگيکا سبب جانتے هين جيسا که هزار محنت
و دِقت سے کوئي لومري کو مارے هونگے تو جا بجا
بُلند آواز سے بولتے هين که هم ایک شیر کو مارے
اور نِهایت بهادُري سے اپنے موچهه کو مرورتے اور
غُرور و پِندار کے باعِث جامے مین نهین سماتے هین
اور دوسرے کو اپني شُجاعت کے سامهنے ناچیز جانتے
بلکه رُستم کو زال کے سریکا سمجهتے هین

مال و زمین و قضیه و فساد کے مُقدمات مین
مدعي و مدعيعلیه دو نو عدالت مین رجوع کرتے
هین اور وکیل رکهتے اور قضیه مهینے اور برسون تک
فیصله نهین پاتا هي اور دو نو کو وکیل و عدالت کے
خرچ کے واسطے بُهت پیسا خرچ هوتا هي اور جو
شخص اِلزام پاتا هي دوسرے طرف کا خرچ دیتا
هي جیسا که اب کلکتے کے مُلک مین مروّج هي

ضبط و ربط عدالت کا ایسا هي کِسیکي خاطر

داري منظور نهين رکهتے اور رشوت اور نذر لينا کبهي
مُمکِن نهين کوئي شخص رشوت کا نام ليوے تو اگرچه
حق اُس کے طرف هوويتو بهي صاحِبانِ عدالت اُس
کو جهوٹا سمجهتے هين اگر بادشاهزاده يا امير کهيت
کے بيچ مين سے سوار هوکر جاوے اور زراعت کو
پايمال کرے تو بموجب رعيت کے فرياد کے اُس
شاهزادے و امير کو عدالت مين بُلاتے هين اور دس
حِصّے زياده نُقصان کا پيسا رعيت کتين دِلاتے هين
اور کُچهه زياده پيسا گُنهگاري کا اُس شخص سے ليتے
هين اُس بندوبست کے سبب کِسيکا مقدور نهين که
غني غريب کو ستاوے

انگلند مين خون کے واسطے ديت منظور نهين
ليکن اِمام ابو محمد و اِمام ابو حنيفه کے احکام بنگالے
مين جاري هي اگر وارث مقتول کا راضي هووے تو
خون معاف هوتا هي نهين تو مدعي عليه جريمانه سرکار
مين ديوے تو اربابِ عدالت قاتل کو معاف کرتے هين

لیکن انگلند کے اربابِ عدالت آدمي کو مارنے اور
خُدا کي بُنیاد کو خراب کرنے کے واسطے بُهت اندیشه کرکر
خوني کو قصاص مین لاتے هین چوري کےواسطے یِهه
حکم هي کوئي آٹهه آنے سے زیادہ چوري کرے تو
بموجب اسلام کي کِتاب کے اُسکا هاتهه کاٹهنا ضرور
نهین لیکِن انگلند کے مُلک مین جو چور ظُلم و
زبردستي سے لیتا هي تو اُس کو قتل کرتے هین اور
بولتے کہ چور کي سزا کم و زیادہ مال چورانے پر موقوف
نهین جب کہ یِهه شخص چوري کا اِرادہ رکهتا تها
جِتنا کہ پایا چوري کیا اگر اِس سے زیادہ پاتا تو البته
لیتا اور نهین چهورتا کِسیطرح سے چور مارڈالنیے کے
لایق هي لیکِن اِس حکُم کے سِوائے انگلند کے مُلک مین
سرنگ کهودنے والے چور و گِرہبُر و اچکہ بُهت هین
اور دستور وِلایت کے لوگان کا یِهه هي کہ روپیہ و اشرفي
وغیرہ اور زر کا کاغذ اور گهریال همیشه جیب مین
رکهتیے هین اور پیسے کے سِوائے سفر نهین کرتیے اور

جیب مین پیسا رکھکر اکثر تماشا اور ناچ کے گھر کو
جاتے ہین بھیر کے بیچ مین گرہ‌بُر و لچے لوگ جیب
کتر لیتے اور جلدي سے اُن چیزان کو اپنے جیب مین
دال لیتے اگر مالِک جلد خبردار ہوکر چور کو مال
سمیت پکڑسکے اور چور قتل ہوتا هي

انگلند کے مُلک کے راستے مین قزاق گھورون پر
سوار ہوکر رَاہ‌زني کرتے هين اُن لوگونمین کبھي کبھي
دولتمندان کے بیٹے هين کہ باپ کے دولت و مال کو
جوّا کھیلنے و عیش و عشرت کرنے مین خرچ کرکر
اِفلاس کے حالت مین گرفتار هوے نوکري کي تلاش
اور کُچھہ کسب و پیشہ کرنے سے سُست هين آخرش
قزاکي کرنے سے جیتے هين اور میدان و جنگل مین
کہ جِس جگہہ سیدھیے دانوین طرف آبادي کا نشان
نهين وهان چھپ کر رهتے اور دیکھتے کہ گاري آتي
هي جلد گھورون کو دوراکر نزدیک جاتے اور ایک
تبنچہ هاتھ مین لیکر کاري مین بیھٹنے والي کے سِر کو

تبنچہ لگاتے ہین اور بولتے کہ جو کُچھہ تو رکھتا ہي
سو ہمکو دیے نہین تو جان تیرا نہ بچیگا وُہ شخص
اوسیوقت جو کُچھہ جِنس اپنے پاس رکھتا ہي اُس
قزاق کو دیتا ہي

نقل ہي کہ کوئي عُمدہ گاري مین جاتا تھا
دیکھا کہ دور سے کوئي سوار بِجلي اور بارہے سے بھي
جلد دورتا آتاہي وُہ عُمدہ معلوم کیا کہ یِہ قزاق
ہي اُس وقت طبنچہ بار کیا اور اوسکو جیب مین
رکھا وُہ قزاق نزدیک پہنچکر طنبچہ نِکال‌کر بولا کہ
دیے تو کیا رکھتا ہي وُہ گاري سوار اُسے وقت جیب
مین ہاتھہ دال کر اپنا طبنچہ نِکالا بولا کہ لے قزاق کو
مار دالا

کوئي قزاق اسیطرح زر کا کاغذ اور دوسرے چیزان
کسي شخص سے لیکر چلا گیا وُہ شخص جلدي شہر
مین آکر زر کے کاغذ کے کوٹھي مین جاکر تمام ماجرا
ظاہِر کیا اور نشان کاغذ کا بتلایا جب کہ قزاق پہسا

ليني كي واسطي كاغذ كو كوٹهي مين مهاجن كي پاس
لايا مهاجن قزاق كو پكڑكر بنديخانيے كو بهيجا تجويز
كي بعداز وُه قزاق قتل هوا اور زر كا كاغذ مالِك كو
بهيجا

مُقدمه زنا كا سِوائے فرياد هونيے عورت كي جو بغير
رضامندي اُس كي هوا هي عدالت مين رجوع نهين
هوتا زبردستي كي زنا كا مُقدمه ثابت هوويے تو زاني
كي تين قتل كرتي هين زبردستي كي زنا و قزاقي كي
مُقدمے مين سوائيے قتل كي تعزير نهين اگر مرد عورت
كي رضامندي سے پوشيده گهر كي اندر يا دوسري جگهه
زنا هوويتو لوگ اپني كام پر مُختار هين اور كوتوال و
محتسب كي پروا نهين جيسا كه مثل مشهور هي

مُحتسب را درونِ خانه چه كار

برخلاف اس مُلك كي كوتوال و مُحتسب اپنے
كام سے بيكار هين اور كِسي كي بولنے سے يا كِسي كي
كوشِش سے زاني و زانيه كو نهين پكڑ سكتے هين ليكِن

اشراف قوم مین عورت و مرد کي رضامندي سے ایسا
فعل هوتا هي اگر یِهہ کام مشهور هووے تو پاکدامن و
عاصیہ عورتان کے مجلس مین بُهت خِجالت و شرم
هي اور زن و مرد کو خاص و عام طعنہ دیتے هین اور
اشراف عورتان تمام عُمر اُس عورت کا مُنهہ نهین
دیکهتے اور اپني مجلس سے اُس کو نِکال دیتے هین
دوسرا رسم زنا کے اِنصاف مین ایسا هئ اگر کوئ
مرد اپني عورت کتین غیر مرد کے ساتهہ زنا کے کام
مین دو نو کو هم بِستر دیکهے اور اُسے وقت تلوار وغیرہ
سے دو نو کو مار دالے تو حق بجانِب اُس کے هي اگر
وُہ مرد اُس وقت خالي هاتهہ رهے تلوار وغیرہ لانے
جاوے وُہ دو نو ایک دوسرے سے جُدا هوگیے هون اور
اُس کام سے منکر هوجاوین تو پِهر اُن کو ماردالنا
مُمکِن نهین اگر قتل کرے تو وُہ شخص قصاص کو
پهُنچتا هي اگر وُہ عدالت مین نالِش کرے تو بهي دعوي
سِوایے عادل گواهي کے عدالت مین رُجوع نهین هوتا هي

کوئي پادري فرانسیس کے قوم کا انجیل کے ترجمے
کو اکبر بادشاہ کے حضور میں گذرانیا اور اُس ترجمے
مین یہہ روایت لکھا تھا کہ یہود کي قوم کے عالمان
حضرتِ عیسے کو الزام دینے کے واسطے کوئي زانیہ
عورت کو رو برو لاکر مشکل سوال کي فکر کیئے اور
اپنے دلون مین یہہ بات تجویز کیئے اگر جنابِ پیغمبر
اس عورت کے حق مین رجم کا حکم کریتو ہم جواب
دیوینگے کہ تم شفقت درحم و کرم خلق کے احوال
پر کرتے ہین یہہ تمھارے عادت کے بالعکس ہي کہ
تمھارا قعل فعل سیے نسبت نہین رکھتا ہي کسواسطے تم
خدا کے بندیے کو قتل کرتے ہین اگر عفو کا حکم
دیویتو ہم بولینگے کہ اب حلال و حرام کا فرق و
امتیاز درمیان سے اُٹھ گیا اور دستور کتاب و شرع
کا جہان سے جاتا رہا اِس مصلحت سے زانیہ عورت
کو حضرت کے سامھنے لاکر سوال کیئے کہ آپ اِس
زانیہ عورت کے حق مین کیا حکم فرماتے ہین حضرت

کلیسا مین سِر جُھکاکر بیٹھے تھے جواب دئیے کہ اِس
عورت کے حق مین رجم کا حکم ھے لیکن پہلے
وہ شخص پھتر اتھاوے کہ اپني تمامِ عُمر مین گُناہ نہ
کیا ھو یہہ بات بولکر انگلي سے زمین پر کُچھہ لِکھنے
لگے یِہہ بات سُنکر ھر ایک شخص شرمِندگي سے سِر
نیچے کرکر اُس کلیسا سے باھِر چلا گیا چنانچہ حضرت
کے سامھنے اس عورت کے سِوایے کوئي نرھا بعداز
حضرت اُس کیے طرف متوجہ ھوکر پوچھے کہ یِہہ تمام
لوگ کھان گیٔے اور تیرے حق مین کیا بولے عورت
بولي کہ ایک ایک آدمي باھِر چلا گیا اور میرے
حق مین کُچھہ نھین بولا تب پیغمبر فرمایٔے کہ تو بھي
جا مین تُجھہ کو کُچھہ نھین بولتا ھون مگر یِہہ کہ تو توبہ
کر پھِر دوسرے دفعہ ایسا کام مت کر

اخلاق و سیرت مین حضرت مُحمد صلی اللہ علیہ
و سلم کي نقل کرتے ھین کہ کوئي روز حضرتِ اصحابِ
بزُرگ کے ساتھہ مجلس مین بیٹھے تھے ایک عورت

زانیہ آکر عرض کي کہ میرےسے ایسا فِعل ہوا ہي
مین اُمیدوار ہون کہ مُجھہ پر شرع کا حد جاري کرو
کیونکہ قِیامت کي دِن عذاب مین نہ پکرے جاؤن
حضرت نے اُس کے طرف سے مُنھہ پِھرا کر دوسرے
طرف متوجہ ہوے وُہ پِھر عرض کري کہ میرے باب
مین کیا حکُم ہي تب حضرت اُس کے طرف
دیکھکر معلوم کیے یہہ حاملہ ہي حضرت فرمائے تولد
ہوئے تک حد مارنا موقوف ہي وُہ عورت بچّہ جنیي
بعداز بچّے کو گود مین لیکر حضرت کے رو برو آئي
عرض کري کہ اب بچّہ جنے ہون حضرت فرمائے جب
تلک بچّہ دود نہ چھوریگا تب تک حد مارنا موقوف
رہیگا تھورے دِن کے بعداز بچّہ دود چھور دیا حضرت
فرمائے کہ اَب تلک بچہ بیہوش ہي جِسوقت بچّہ
سات برس کا ہوگا تب حد مارے جاویگا عورت
پِھر آئي حضرت فرمائے کہ ابھي چھوٹا ہي عقل
نہین رکھتا ہي جب تک حِدّ بلوغ کو نہ پُہنچے

تُجهہ پر حد نہ جاري هوگا کیونکہ بچّونکے حق مین
مانباپ کے سوائے دوسرا کوئي شفیق و مهربان نهین
کہ پالنا اور پرورش و تربیت کرنا اپنے ذِمّے مین لیوے
ایک شخص اصحابي سے عرض کیئے کہ اي حضرت
یِہہ عورت بار بار آتي هي اور آپ کو تصدیع
دیتي هي مین اِس بچے کي تربیت و پرورش کو
اپنے ذِمّیے مین لیتا هون کہ یِہہ عورت اپنے مطلب
کو پُهنچے اُسے وقت حضرت کے انکهہ نِهایت غُصّے سے
سُرخ هوئیے اور اُس صحابي پر گرم نگاہ کیئے فرمائیے
کہ تُجهہ کون بولا تها کہ اُس لرکے کي تربیت و
پرورش کو اپنے ذِمے مین لیویے اور تو نهین جانتا هي
کہ مین اُسکو قتل کرنے کِتنا اندیشہ و دهیل کرتا هون
وُہ صحابي بُهت دریے و شرمندہ هوے یِہہ کیا کُچهہ رحم
دِلي و عدل جناب مُحمد کي تهي

۱۴

## یہہ کیفیت بچون کو تربیت کرنے کي — اهل انگریز کے اوقات گذرانے کے — یست اِندیا کمپنیے کے

انگلند کے عُمدہ لوگون کے بچون کي تربیت هِندوستان کے سرِیکا نهین کہ اُستاد اور اخوند کو گهر مین نوکر رکهتے هین اور بچون کو گهر سے باهِر نهین جانے دیتے کہ مبادا چشم بد بچّے پر اثر نہ کرے لیکن وِلایت کے اکثر عُمدہ اپنے لڑکے و لڑکیان کو دور دور کے مدرسون کو بهیجتے هین

اول الف بے کے حرفان بچون کو یاد دِلاکر تختیون پر لِکهاتے اسکے بعداز سلیس سبق پڑهاتے تب رنگین

نقل کہ بچون کو جسکے پڑھنے کے واسطے رغبت ہووے درس دیتے درسي کتابون کو ایسا آسان کیے هین کہ مُبتدیان کو علم و ہُنر کے سیکھنے مین کچھہ دِقّت نهین هوتي هي اور چھاپے کے سبب سے کِتابان ایسے زیادہ هین کہ مثلا سو کِتاب ایک قسم کي کوي چھپتا هي تو ایک دوکان سے مول لیسکتا هي اور شاہنامي سریکي کِتاب ایک سو پچاس روپیے کے خرچ سے تیّار هوتي هي ویسے کِتاب ولایت مین دس بارا روپیے کو مِلتے هي انگلند کے دولتمندان اپنے لرکیے اور لرکیان کتین چار برس کي عُمر سے سِوایے لِکھانے اور پڑھانیے اور طرح طرح کے عِلم و ہُنر سِکھانے کے بیکار نهین رکھتے هین

اگر کوي مرد یا عورت عِلم موسیقي اور رقص اور سواري کا ہُنر نهین جانتا هي تو دولتمندان اُسکو غریب زادہ بولتے هین اور اُس کے حقمین طعنہ زني کرتیے هین اور بولتے کہ اِس کے مانباپ غریب تھے

اور اِس کي تربيت کرنے کے خرچ کا مقدور نهين
رکھتے تھے اِسواسطے اِن کے بچّے عِلم و هُنر نهين سيکھے
خصُوصًا جو بي‌بيان کہ رقص و سرود نهين جانتے هين تو
اُن کے واسطے برا عيب هي اور عُمده لوگ اُس
بي‌بي کو نِکاح کرنيے کي خواهش نهين رکھتے

غرض وِلايب کے لوگون کا علم و هُنر کا سيکھنا اِس
مُلک کے سريکا نهين کہ جوانان مدرسون مين بُزرگان
و عُمده لوگون کے جاکر خيرات کھاوين اور هزار خرابي
و خواري سے شِکم پروري کرکر عِلم کي تحصيل کرين
اور اشراف قوم يهان کي اُس بات کو عيب نهين
سمجھتے هين ليکن وِلايت مين عِلم و هُنر کا سيکھنا
پيسے خرچ کرنے سے هي اگرچہ هندوستان کے لوگ
اهلِ وِلايت کو اپنے بچون کے حق مين سخت جاني
سے طعنہ مارتيے هين کيون کہ اپنے بچون کو يہ لوگ
عِلم و هُنر سِکھانے کے واسطے دور دور بھيجتے
في‌الحقيقت يِہ والدين کي بےدردي فرزندان کے حق

مین کمال دوستي هي که اُن کیے بچّیے عِلم و هُنر مین لِیاقت پیدا کرتے اور اپنے اوقات کو خوش گُذرانتے هین اور مِهر و شفقت مانباپ کي اِس ملُک کے طور پر بچون کے واسطے محض دُشمني اور بیدردي هي که اپنے بچون کو عِلم و هُنر کے سِکهانے کے واسطے گهر سے باهِر نهین نِکالتے اِسي واسطے اِن کے بچے عِلم و هُنر سے بے نصیب رهتے هین اور آخرش خرابي اور خواري سے زندگي کرتے هین

غبریت لوگ اپنے بچون کو شهر کے مکتب خانونمین هر روز بهیجتے اور هر هفتےمین ایک روپیه دیتے هین اور لڑکیان کے واسطے مکتب خانے علاحدِه مقرر هین مین دیکها که سب لڑکیے چوکي پر قطار باندهے هوے بیٹهکر سبق پڑهتے هین معلم هاته مین ایک دوالي لیکر ایک سري سے دوسري سري تک قطار کے پهِرتا رهتا هي اور هر ایک کا پڑهنا سُنتا هي اور جِس لڑکے کے پڑهنیے مین غلطي دیکهتا

هي وُہ بيے درد و بيے رحم دوالي اُسکي پيٹھ پر ايسا مارتا هي کہ پيٹھ اور هاتھ کے پنجے اُن سيم تنان و سمن ساق کتين زخمي کرتا هي اگرچہ يِہ کام ظاهر مين ظُلم هي لیکِن يِہ بات سچ فرمائے هين جورِ اُستاد بہ زِ مهرِ پدر

غريبان کي قوم خُصوص اسکاٹلن کي خواہ مرد يا عورت هو خط و کِتاب پرهنے سے واقِف هين مگر وُہ شخص کہ جِس کے مانباپ تربيت کا خرچ نهين رکھتے يا وُہ لرکا بسببِ کودني کے نہ پرها هوا اَلقِصّہ جب کہ غريبان کے لرکيے ضروري نوشخواند مين تهوري قُدرت پيدا کرتے هين اِسکے بعداز هر ايک هُنر سيکهتے جيسا کہ زرگر کا هُنر اور لوهار کا کام و کفش‌گر کا پيشہ اور خِياط کا کسب سيکهتے

ولايت کے لوگ هر ايک طور کا هُنر و کسب سيکهنے مين اِختيار رکهتے هين مثلا کِسي کو چار بيٹے هووين ايک سونار اور دوسرا برهائي اور تيسرا

کفش گر اور چوتھا لوھار ہوتا ھي اور ہندوستان کے لوگ یعنے مسلمانان طرح طرح کے کسب و پیشہ سیکھنے سے شرم رکھتے جیسا کہ باپ کمینہ کام کرتا اُسکا بیٹا اپنے باپ کے طریقے پر نہین چلتا اور کہتا کہ مین سپاہ پیشہ ہونگا برخلاف ہندوان کے کہ وے اپنے اپنے باپ دادا کیے رویہ کو اختیار کرتے ہین

دوسرا یہہ کہ فرانسیس اور انگلند کے ملک مین مین دیکھا کہ ایک بہت چوری اور بری حویلي تیار ہوي ھي کہ وہ جگہہ یتیم و بیکس لرکیے و لرکیان کے تربیت کے واسطیے مقرر ھي کہ شہر اور شہر کے اطراف کے جو غریبان نہایت غریبي اور تنگيِ معاش کیے سبب لرکون کو پالنے اور کھلانے سیے عاجز ہویے ہین اپنے بچون کتین اُس حویلي کے دروازہ مین لیجاکر وھان کے لوگ کے حوالے کر دیتے ہین اور اکثر زانیہ بھیے حرام کا بچہ جنتي کیونکہ اہلِ انگریز کے

دین و مذہب مین پیٹ کا گرانا نہایت بد و خراب
هي اگر خون حمل کا ظاہر هووے تو بموجب عدالت
کے حکم کیے قصاص کو پہنچتے هین اسیواسطے بچہ تولد
هوویے بعداز شرم و خجالت کے سبب پوشیدہ رات
کے پردیے کے آسریے سیے اُس حویلي کے دروازیے مین
بچے کو زمین پر رکھ دیکر چلے جاتے هین اِس قسم
سے هزاران لڑکے و لڑکیان اُس حویلي مین جمع هوتے
هین اور اُن کي تربیت بخوبي هوتي هي وہ لڑکے و
لڑکیان کسب و هُنر سیکھتے هین

انگلند کے دانایان بولتے هین کہ حاصل کرنا دُنیا کي
دولت کا عیش و خوشي سے زندگي کرنیکا سبب هي
اور وسیلہ عِلم کي تلاش کا اور عقل کي زیادتي کا باعث
موجب هي اور دُنیا کي دولت مخصوص کھا پینے
اور جشن و عیش کرتے اور عورتان کو جمع کرنیے اور ناچ
دیکھنے کے واسطے نهین هي اور عجب یہ کہ هندوستان
کے امیران دولتمندي کے سبب همیشہ عورتان سے هم

مجلس رهتے اور باوجود صورت مردي کے ناز ونخرے
عورتون کے سریکا کرتے اور دستار جوڑادار سر پر رکھتے
اور اِزار اور آستین چوڑیدار پہنتے اور جامہ عورتون کے
پشواز سریکا بدن مین رکھتے اور چوا و غازہ چولے
پر لگاتے اور لب پر مسّي مِلتے اور دانتون مین مسّي
کي رخیک جماتے اور آنکھون مین کاجل لگاتے اور
ھاتونکے پنجونمین مہندي سے رنگ دیتے اور بالون کا
جوڑہ نیچے چھوڑتے اور خوش بو لمبے بال سر پر
رکھتے ھین اور باوجود یِہ سب طور زناني کے بڑے شان
و حشمت سے بہادرون کے سریکہا سواري نِکلتے اور
سواري نِکلنے کے وقت بڑا تکلّف سواري کے ساتھ
رکھتے ھین چنانچہ بان و نشان اور نقیب و چوبدار
اور یساول و چاؤش بُلند آواز سے دور باش کا لفظ
بولتے ھین اور آواز پویش پویش اور عُمر و دولت
زیادہ ھونے کا سُبکو سناتے ھین اور یِہ ھي دستور اِس
وقت کے امیرانِ ھِندي کا ھي اور ولایت مین اِسطرح

کي تکلّف و شان کو ناکارہ و ناچیز جانتے هین اور اِس قسِم کے سواري کے تجمّلات کو مزاخ و مسخري سمجھتے اور هیچ و پوچ جانتے هین

القصہ انگلند کے لوگ تیس برس تک محنت و نوکري کرکر اور مُلکون کا سیر اور دُنیا کے عجایب غرایب دیکھکر مال و دولت پیدا کرتے هین اِس کے بعداز شادي کرکر خانہ نشین هوتے پھر سفر نهین کرتے کِسیطرح عورت سے جُدا نهین هوتے اور اِس مُلک کي نوکري کرنیوالون پر بهت افسوس هي کہ اول مانباپ چھوتي عُمر مین اپنے بیٹون کو شادي کردیتے هین اگر مانباپ نوکري اور کسب و پیشہ کرنیسے زرِ نقد نہ رکھتے هین تو اپنے بیٹون کي شادي کے واسطے هزار تلاش و مِحنت سے قرض و ام لیتے نهین تو گدائي کرکر جو جو برابر جمع کرکر جِسطرح سے مُناسب جانتے هین اوسیطرح لرکے کي شادي کرنے کو سب کام پر مُقدم جانتے هین وُہ لرکا شادي کے

بعداز سرمایہ جینے کا تو نہین رکھا هي لاچار هوکر روزگار کي تلاش کے واسطے دور دراز کا سفر قبول کرتا اور مُلک بملک پریشانِ حال پھرتا اور بعضون کو ایک برس کے بعداز اور اکثرون کتین برسون کے پیچھے اپني عورت کے ساتھ شب باشي کا اِتفاق هوتا یا نہین هوتا هي

دریافت کرنا ضرور هي کہ مرد کئ جُداي کے باعِث کیا کُچھ مِحنت و غم اِن عورتون کے دِلون مین هوگئي مفارقت کے دنونمین اِن کے دِلون مین کیا کیا اِرادہ آتا هوگا اِس لیۓ بعضے عورتان اپني مرد کي جُدائي کے حالت مین بد خیالات و فعل کرتیے هین اور اپنے مرد کي شرم و آبرو کي کُچھ پروا نہین رکھتے چنانچہ فارسئ واسوخت اور سوزو گُداز سے اور هذي اشعار و برج و بنگلہ کے دوهرون سے معلوم کیا چاهیۓ کہ اُن اشعار مین کیا کیا غم و مِحنت اور جُدائي کا احوال داخل هي اور اهلِ

انگریز ایسي جُدائي کو عورتون کے حق مین صِرف ظُلم سمجھتے اور اپنے دین و مذھب مین اِس بات کو نہایت بد وِ خراب جانتے ھین سچ ھي کہ اِس مُقدمے مین اِنصاف اھلِ انگریز طرف ھي؛

دوسرا یِہ ھي انگلند کے لوگ جب دولت و وجہ معاش پیدا کرتے ھین اور اِس کام سے خاطر جمع ھوتیے پِھر اپنے جیے تلک کہ سترّ و اسیّ برس عُمر کے ھویے تو بھي رات دِن کے ساعات مین سوایے عِلم و ھُنر کے سیکھنے کے ایک لحظہ غفلت مین نہین رھتے اور اِس ملک کے خلایق سریکا نہین جو ھندي و فارسي اشعار بولنے مین جو تعریف مین معشوق کے خط و خال کي اور وصف مین شراب و ساغِر و ساقي کے کہ ھر ایک شخص دم سرد عاشقي کا مارتا ھي

انگلند کے لوگون کي مِزاج مین سلامت روي بُھت ھي بیفایدہ پیسے کا اسراف نہین کرتے اور قرضداري

کو بڑا عیب جانتے اوسط درجیے کے لوگ اپنا پیسا
مہاجنان کو دیتے اوس پیسے کا بیاز ماہ بماہ لیتے ھین
اور راس المال مین کُچھہ نُقصان نہین ھوتا ھي

انگلند کے لوگ کے خرچ کے برآورد ایسي ھي کہ
تونگر لوگ کبھي فقط ایک خِدمتگار نوکر رکھتے کہ
وہ حجامت کرتا ھي اور کپڑیے بھي پھینیا ھي اور ایک
عورت باورچیے کي کام کے واسطے اور دوسري عورت
فرش کرنے کے لیئے ایک شخص گھوریے کے واسطے نوکر
رکھتے ھین اور گھر کا کام تمام اِن لوگون سے لیتے
ھین اور صاحِبِ خانہ باھِر کے کامان وِ سیر و شِکار
مین مشغول رھتا ھي اور بي‌بي تمام حساب اور
گھر کا خرچ اور ھر ایک کام کي خبرگیریمین رھتے
ھي اور بعضے تونگر لوگ جو صاحِب اولاد ھین گاري
بھي نہین رکھتے ضرورت کے وقت بازاري گاري کِرائیے
کي واسطے منگاتے ھین

امرا وزرا اور شاہزادیے پاؤ یا آدھا کوس کوچہ و

بازار میں کیا رات کیا دن میں اکیلے یا دو کوش
و بینی کی چوب هاتھ میں لیکر پیادہ پا چلتے هیں
اور اِس بات کا کُچھ عَیب نہیں اور اِس مُلک
کے راجہ لوگ و دولتمندان کے سریکا نقیب و چوبدار
اور یساول اور زیادہ پیدل و سوار و بان و نِشان و
ماھی مراتب وغیرہ تجمّلات سواری کے ساتھ
نہیں رکھتے اور هِندوستان کے تکلفات اور سواریکی
شان و شوکت کو خرچ بیہودہ اور اسراف جانکر اِس
مُلک کے لوگوں کے حق میں احمقی و نادانی سے
طعنہ زنی کرتے ھیں اور بولتے ھیں اگر کوی اِسطرح
سے سواری میں تھورا تکلّف کرے تو لڑکے شہر کے
بازار کیے اُس شخص کی سواری پر مٹی دالتے هیں
اور بطور مزاخ کے تالی بجاتے اور پھتّر پھینکتے هیں

جب کہ آدمی کے ذات میں عیب و هُنر ملا
ھوا ھی اور رسم ھر ایک مُلک کے لوگ و ھر فریق
کا جُدا جُدا مُقرر ھوا ھی دانایان وِلایت کیے یعنے

انگریزان بعضے عیبون سیے گاد دامي کي گالي کو
برا عیب جانتے لیکن عوام کے زبان پر مزاخ اور
لڑائي اور غُصے کي حالت مین یِہ گالي تمام آسان
کامون مین جاري هي لیکن بعضے عالمان اور دانایان
کبہو اپني تمام عُمر مین اِس لفظ کو زبان پر نہین
لأیے هین کِسواسطے کہ گاد معني سے خُدا کے هي و
دام معني سے قہر خُدا کے هي چنانچہ مُسلمانان
لعنت اللہ بولتے هین اور یِہ گالي بہُت خراب و بد
هي اور اهلِ دین نصارا کے بولتے هین کہ خُدا کے
پاک نام کو عِبادت کے وقت خلوتمین بولنا ضرور
هي نہین تو کوچہ و بازار مین اور هر گھڑي اور هر
ایک وقت خُدا کا نام لینا ادب نہیی

دوسرا یِہ کہ نجیب اور اوسط درجیے کے لوگ
آپس مین ایک دوسرے کو جھوٹا یا چور بولنا نِہایت
بد هي اگر کوئي قضیے مین جھوٹا یا چور کا لفظ
زبان پر لاویے تو ضرور هوتا هي کہ دو نو تابنچہ لیکر

جنگ کرین اگر اُن سے ایک جنگ کرنے سے اِنکار
کریے تو اوسکو نامردي سے مشہور کرتے هین اور خاص
و عام طعنہزني کرتیے اور همچشمونکي مجلس مین
مُنہہ دِکھلانا مُشکل هي جب وُہ دو نو سے ایک
شخص مارا جاویے تو خوني اپنے مُلک سے دوسریے مُلک
کو بھاگ جاتا هي اور تھورے دِن وهان رهتا هي بولتے
هین کہ هم اپني نیکنامي کو جان سے بہتر سمجہتے هین

دوسرا یِہہ کہ جوا کھیلنے مین بُہت لوگ مال و
متاع اور گھر کا اسباب اور حویلي و باغ وغیرہ هاردیتے
اور اِس کام کو بھي محض ناداني سمجہتے اور عجب
یِہہ کہ دیدہ و دانِستہ پھِر وُہ کام کرنیے مین اِقدام
کرتے هین اور کبھي اُس کام سے نفع اور کبھي نُقصان
پاتے هین اور اِس کام کو دریا کي تِجارت سریکا
جانکر بخت آزمایٔہ کرتے هین چنانچہ تھورے لوگ
قمار بازي سے دولتمند اور بُہت لوگ بیدولت و
خانہ خراب هوجاتے هین

یست اِندیا کمپني کمپني کي معنے جمع هونا
لوگ کا ایک کام کے واسطے هي انگلند کے ملک میں
اقسام کے کمپني هین لیکِن هر ایک کمپني بادشاه
کو خِراج دیتے هي مگر یست اِندیا کے کمپني کے
لوگ هزارون هونگے اور اِن کے ارکانِ دولت هر ایک
کام کا بندوبست کرتے هین چوبیس مدار المهام هین
کہ صُلاح و مصلحت اور عدالت کي تجویز اور کاغذان
کي تحقیق اور حِساب نفع و نقصان اِن کے ذِمہ هي
اور یِہ چوبیس شخص دو یا تین برس کے بعداز
تغیر هوتا ہ

کمپني کے لوگ مهاجن هین اور مهاجن بادشاهي
امیرون سے درجہ و مرتبہ و حُرمت کم رکهتے چنانچہ
مشهور هي آگر کوئي کپتن بادشاه کا نوکر اِس ملک
مین آویتو وُہ سمجهتا هي کہ اپنا مرتبہ کمپني کے
کرنل سے بهت بهتر هي

کمپني کے جهازان پهنچنیکیے وقت محصول نهین

دئیے ہوئیے جنس کیے واسطے بہت تلاش ہي جیسا
کہ بنگالہ وغیرہ کے کپڑیے جو ولایت میں تحفہ ہي اور
ریشم اور ریشمي کپڑا اور افیون وغیرہ کسي کو
مقدور نہیں کہ سوایے بڑے محصول دینے کے ولایت کو
لیجاویے اگر امیر یا لارڈ ہوویے تو بہي ایک رومال
ریشمي وغیرہ اوسکے صندوق سے نکلے یا ایک تولہ
افیون اور ریشم کسیکے پاس ہوویے تو اُس کا تمام
اسباب نوا پُرانا ضبط ہوتا ہي اور پانچ سو روپیہ
جُرمانا دیا جاتا ہي چُنانچہ یہہ حالت مُجہہ پر
گُذري تہي لیکن خیریت ہوي کیفیت اِس بات
کي یہہ ہي کِتنے رومال میرے صندوق سے اور ایک
تہان مشجر کا پیکاک صاحب کے بي‌بي کے صندوق
سے نکلیے جیسا کہ پہلے مین اِس حقیقت کو ذِکر کیا
محصول کے گہاٹ مین اِس سبب سیے سب اسباب
پیکاک صاحب اور کپتن مس کا پندرہ روز تلک
غراب سمیت ضبط ہوا تہا اور اُس کے بعداز لندن

مین پُهنچے پیچهے ایک مهینے تک اسباب قید مین
تها اور اِس بات کي تحقیق اور دریافت کرنے کے
واسطے عدالت مین قضیه هوا تها جب. که محصول
کے گهاٹ مین ایک گوره آدمي شراب کي مستي
کے حالت مین پیکاک صاحب کي بي‌بي کے ساته
دست‌درازي اور کشمکش کیا تها اِسواسطے وُه گوره
تقصیرمند هوا اور اِسي سبب سے پیکاک صاحب
کا اسباب چهور دیئے اور میرے رومال کے واسطے صاحبانِ
عدالت کا حکم هوا که یِه مُقدمه تهورا هي اور یِه
شخص تِجارت کے لیئے نهین لایا اور یِه مُنشي هِندي
آدمي هي کبهي یِه ملک نهین دیکها اور دستور و
رسم سے انگلند کے واقِف نهین اِس واسطے هم معاف
کرتے هین

۱۵ ﺟ

یهه کیفیت انگلند کی کهانی پینی
کی اشیا کي — پهولون کیی —
کاروان‌سرا کیی — سفر کرنیی کیی —
طور کیی کِشت و کاري کیی —
گهورون کیی — اقسام کیی جانوران
کیی — کُتون کیی.

•

مجهکو اِتني قُدرت نهین جو کهانی پینی کی اشیا
جو انگلند مین ملتیپی هین اوس کو بیان کرون
اگر شیرمرغ است بیاید در داست
اکرچه هِندي فارسي پهول بهُت هین لیکِن گلِ
مهیندي اور شبّو و گُلاب اور تاج خَروس و لاله و
ناقرمان اور گیند و بیله اور موگرہ و نرگس اور جوي

و چمبیلي کو انگلند مین مین دیکھا دوسریے پھولان سفید و سُرخ اور زرد اور نیلے رنگ کے بهوت هین کہ اُن کا نام یاد نهین رها مگر گلِ کرنیشن لال رنگ هي کہ یک بیت و صف مین معشوق کے مُجھہ کو یاد هي

تهي روز اِز رید تهي ویلتنز بلو
کرنیشنز سویت اند سو ار یو

گُلاب کے پهولان هزارون بُهت برے مین دیکھا هون دوسریے مُلکون مین اِتنے بریے دیکھنے مین نهین آئیے

مُلکٹ کي آبادي اِتني هي کہ ایکٹ بسوہ بلکہ ایکٹ گز زمین غیرِ زِراعت نهین چنانچہ مذکور اِس مُقدمیے کي هَوا اور انگلند سے اسکاٹلنڈ تکٹ میریے دیکھنے مین آیا لیکِن کوئي خالي اور چورا میدان نهین کہ جِسمین دس بارا هزار آدمي کا لشکر بلکہ هزار یا پانچ سو کي جمعیت اِس مُلکٹ کے سریکا بَهیر بهنگا سمیت اُتر سکے لیکِن انگلند کا دستور یِه

هي که هر ایک منزلمین چوریے و برے کاروان‌سرا مُقرر
هین که وهان دانا گهانس اور کهانا پینا لوگون کا تیار
کرتے هین اور مسافِر کو کهانیے اور پکانے کي تصدیع
نهین هوتي هي اور مسافر کوئي چیز کے مُحتاج نهین
هوتے اکر کِسي کو عورتون کے ساتهه مباشرت کي خواهِش
هووي تو وُه بهي حاضر و میّسر هي
انگلند مین ٹپّال کے گاریان هي که پانچ چهه کوس
گئیے بعداز کهورون کو بدل کرتے هین اور رات دِن
گاریے چلتے هین اور جِتنا سونا و آرام پانا هي گاري
مین بیٹهے هووے هوتا هي اور راسته چلنے کي جلدي
ایسي هي که ستّر یا اسّي کوس ایک دِن رات مین
چلتے هین اور جِس سرا مین اُترنا مُقرر هي ناشته
و کهانا تیّار مِلتا هي جو توقُّف ناشته اور کهانا
کهانے کو هوتا هي سو او تناج صبر هي نهین تو
دوسرے کام کے واسطے پندره لحظے کا توقُّف ممکن نهین
هر ایک سرا مین بهُت سے گهوریے رهتے هین

جب کِسي شخص کو سفر کا اِرادہ هوتا هي تو وُہ سرا کو جاکر جهان پهُنچنا هي وهان تک کا کِرایہ دینا ضرور هي

میل‌کوچ ایک بري گاري هي کہ اُسمین چار آدمي رو برو بیٹهتے هین وُہ گاري منزل بمنزل جاتي هي اور غریب لوگ اکثر کِرایئے کے گهورون پر سوار هوکر چلتے اور جو کہ نِهایت غریب هي وُہ لوگ پیدل جاتے هین

کِشت و کاري کا دستور اِس ملُک کے سریکا نهین اکثر انگلند کي زمین خراب اور پهتر مِلي هوي هي اور زمین صالحہ کم پهلے زمین سے پهتّر کے ٹُکریے چُن‌کر زمین کو صاف کرتے هین اُس کے بعداز گوبر اور لید پرال مین مِلاکر زمین پر ڈالتے اور بهُت مشقّت سے زمین کو زِراعت کے لایق نباتے هین اور هر ایک قِسم کي زراعت اُس زمین مین پیدا کرتے هین

خاکِ سفُید کہ جِسے انگریزي زبان مین چاک

بولتے ہین چُنانچہ مین جا بجا بُہت دیکھا اور لال
مٹي کہ جِس کو ہندوان گیرو بولتے ہین وُہ بھي بُہت
دیکھ نےمین آئي

دستور کھیت لگاني کا یِہہ ھي کہ تھنڈ و برف
کے دِنون مین چار مھینے تلک زمین یخ بستہ رہتي
ھي جب کہ جیٹھ کے مھینے مین آفتاب بُرج حمل
مین آتا ھي اُس وقت آفتاب کي گرمي سے برف
پاني ہو جاتي ھي اور زمین کو سیراب کرتي ھي
اُس وقت زمین کو دو گھوڑے اور بعضے لوگ چار
گھوڑے کے ناگر سےناگرتے ہین اور تُخم جو وغیرہ کے
چھرکتے ہین چار پانچ مھینے کے بعداز کھیت تیار
ھوتا ھي اور اناج کاٹے جاتا ھي اور وِلایت مین
میھون کم و زیادہ بارا مھینے پرتا رہتا ھي لیکِن
ہر برس مین ایک فصل کے سوائے دوسرا نہین برخِلاف
ہندوستان کے کہ ہر سال دو فصل ہین ایک فصل
ربیع دوسرا فصل خریف کا ھي

انگلند کے وِلایت کے گھوریے فربھي و قد و قامت میں اِس ملُک کے دو گھورے کے برابر هي اور اِس ملُک کے گھورون سے زیادہ محنت کرتے هین اور قیمت مین کم هین اور غریبان کو گھوریے گاري کھینچتے اور ناگرتے و بار برداري کے واسطے حاضر هین اور اِس مُلک کے لوگ بیل اور گدھیے اور اونٹ و بھینسون سیے جو کام لیتے هین ویساچ انگلند کے لوگ گھورون سیے کار روائي کرتے هین اور اِس ملُک مین بیلان کو سواري اور بوجھہ کے خاطر لیتے اور گاري مین باندھتے هین یِھہ بات ولایت کے لوگ سُننے سے هنستے اور تعجّب کرتے هین

انگلند کا رسم هي کہ اکثر گھورون کو آختہ کرتے اور دُم کاٹتے هین آختہ کرنے و دُم کاٹنے کا سبب ایسا دریافت مین آیا جو دُم دراز هي اور گھورا دُم هِلانے سے سوار کو آسیب پھنچتا هي اور آختہ کرنے کا یِھہ وجہ هي کہ اکثر ازرال و اشراف عورتان گھورون

پر سوار هوتے هين اور نرگهوڑے کے ديکهنے سے شرمِنده
هوتے

جو کهوڑے سواري کے اور دوڑنے کيے هين وُه بُهت
جلد هين سو وُه ايسے موٹے و جسيم نهين اور عربي
و عراقي کهوڑے انگلند مين بُهت عزيز و گِران
قيمت هين

شير و لانڈگا و چيتا و ريچهه وغيره درندے اور اردها
و سانپ و سياه‌گوش و شغال وغيره کا کُچهه اثر انگلند
مين نهين بولتے هين که آگي طرح طرح کے درندے
و موزي جانوران تهے اور لوگ کو ايذا و تصديع ديتے
تهے اُسواسطے انگلند کے لوگ اِتفاق کرکر کَيئے آدمي
کو مُقرر کيئے وُه لوگ تمام جنگل و پهاڑون مين پِهرکر
سب موزي جانوران کو مارڈالے اور اُن کا کُچهه
اثر باقي نهين رکهے لِيکن لومرياں مکّار اور حيله‌ساز
غارون مين چِهپ کر بچگيئے

يِهه نقل لومري کي انگلند مين حيله و فريب

سازي سے مشہور ہي کہ کوئي شخص کِسي گانون
مین لکریے کا گھر دس بارا ہاتھ کا بُلند بناکر وہان
بدخان کو رکھکر رات کو گھر کا دروازہ مضبوط بندکرتا
تھا ایک لومري ہمیشہ بدخان کو پکرنیے کے واسطے
نزدیک پوشیدہ رہتي اور فرصت کا وقت دہوندتي
تھي یہان تک کہ ایک رات کو مالِک بدخان کا
غفلت کیے سبب دروازہ بند نہین کیا اور اپنے گھر
کو چلا گیا اور دروازہ چشم عاشقان سریکا کُھلا رہگیا
اور کریم لوگ کے آستانے کے مانِند نظر آتا تھا وہ
روباہ حیلہگر قابو پاکر بِجلي اور بارِیے سیے بھي جلد
گھر کے اندر گھُسکر ایک بدخ کا گلا اسطور سیے
پکري کہ بدخ کا آواز کِسیکیے سُننے مین نہین آیا
اور سب بدخان کو دور لیجاکر پالو کي زمین مین
دفن کردي اور زمین ہموار بنائي اور اپنے خوراک
کے واسطے ذخیرہ پیدا کي سبحان اللہ ولایت کے لومریان
کو عقلِ معاش ایسي ہي اور ہمارِیے حال پر افسوس

هي کہ دُنیا و آخرت کئے واسطے کوي چیز کو ذخیرہ نهین رکهتے هین جب کہ فجر مالک خانہ آیا تو ایک بدخ کو بهي نهین دیکها اور حیرت کرنے لگا اور لوگ جمع هویے اور هر طرف بدخان کي تلاش کرنے لگے آخرش جِس جگهہ بدخان کا مدفن تها وهان پُهنچے اور کِسي بدخ کے پر کو کہ زمین مین سے اوپر نظر آتا تها دیکهے جب ایک مري هوي بدخ هاتهہ آئي اِس واسطے زمین کو کهودیے اور سب بدخان کو زمین سے اُتهائے اور مالِک بُهت افسوس کیا اور غمگین هوا •

هاتي و اونت اور سیاہگوش وغیرہ وِلایت مین نهین هیے جانوران کو لوگ اِس مُلک سے لیجاتے اور ایک بري حویلي کے درمیان رکهتے هین اور انگلند کے لوگ اِس قِسم کے حیوانون کتین عجایب المخلوقات جانتے هین اِس لئیے نزدیک و دور سیے تماشا دیکهنے کے واسطے آتے اول ایک دو روپیے جویلي

کے دروازے مین دیکر بعداز حویلي کے اندر جاکر
تماشا دیکھتے هین یہہ بھي طور پیسے پیدا کرنے کا هي

انگلند کے کُتون کي تعریف مشہو هي کہ انگلند
لوگ کي تعلیم کے مُوافق کُتّے عجیب و غریب کام
کرتے هین اور اُس بات کو اِس ملک کے عام لوگ
سچ نہین سمجہتے انگلند مین چھوٹے بریے کُتے اور
غوطخوار اور بوگیر کُتّے مین بُہت دیکھا هون اُن
سب سے چھوٹے کُتّے بوگیر عجب عجب کام کرتے
هین جیسا کہ ایک روز ادنبرہ کے شہر کے میدان مین
مین اور بیٹا سارجن صاحب کا اور یک مالي کاتک
کے مهینے مین کہ گیهون اور جو کاتنے کا موسم تها
بندوق کے شِکار کے واسطے جاتیے تهے اور ایک چھوٹا
کُتّا بوگیر سارجن صاحب کے ساتھ تها اور وُہ آگے آگے
اور هم سے تهوري دور جاتا تها اور هم پیچھے پیچھے
چلتے تهے اور کُتّا شِکار کي تلاش مین هر طرف جاتا
اور بو سونگتا تها اور کوي جگہہ شِکار کا نِشان نہین

پاتا یکایک کِسي کھیت مین پُہنچا کہ اُس کھیت
مین دس بارا تیتر گھانس و سبزي مین چرتے تھے
اور کُتّا جانوران کي بو سونگکر بیس ھاتھ کے تفاوت
سے کھڑا رھا اور کبھي اپنے صاحِب کا مُنھہ دیکھتا
اور کبھي سِر اوندھا ڈالتا اور سارجن صاحب دور
سے دیکھکر معلوم کیا کہ یِہہ کُتا شِکار دیکھا ھي اسواسطے
دورکر نزدیک گیا اور آگر دیکھا تو جانوران نظر نہین
آئے کُتّے پر غُصّے سے دیکا کُتّا دس قدم آگے جاکر کھڑِا
رھا کیونکہ خاوند کے غُصّے کي حالت معلوم کیا کہ
شِکار نظر نہین آنیے کے سبب سے مُجھہ پر غُصّہ کرتا
ھي اور میرا خاوند سمجھتا ھي کہ مین جھوٹ بولتا
ھون القصہ سارجن صاحب پھلي جائے سیے تھوڑے قدم
آگے جاکر دیکھا تو کُچھہ شِکار نظر نہین پڑھا دوسریے
دفعہ بھي کُتّے پر غُصہ کیا اور کُتا پِھر تھوڑي دور آگے
جاکر کھڑا ھوا سارجن صاحب کُتّے کے پیچھے گیا گیھون
کتے تھے اور گھانس بُہت تھا اور جانوران گھانس کے بیچ

مین پوشیدہ تھے دوسرے دفعہ شِکار نہین دِسیا پھر
تو اُس کا خاوند بُہت غُصّے مین آیا وُہ کُتا جان کے
در سے دورکر جانوران کے نزدیک گیا اور جانوران ایکدم
سب اُرگئیے اوس وقت سارجن صاحب بندوق چورا
اور دو تیتر کو شِکار کیا اور دوسرے طرف وُہ باغبان
بندوق چلایا اوس کے نشان مارنے سے ایک تیتر گِرپرا
اور سارجن صاحب جانتا تھا کہ مُسلمانان بغیر ذُبح
کے نہین کھاتے اُسواسطے وہ تینون جانوران کو میرے پاس
لایا اور بولا کہ تُم ذُبح کرو جب کہ مین ذُبح کیا تینو
جانور مُجھہ کو دیا جب وُہ شِکار میرے کھانے مین آیا
مزہدار و لذید گوشت تھا اور کپتن سس تیتر شِکار
کرنے کي خبر سُنا بُہت افسوس کرکر کہا اگر ایک
دو تیتر تو مجھہ کو دیتا تو بھتر تھا کیونکہ وُہ شِکار
صاحِبان کے کھانے مین آتا مین بولا اگر مُجھکو صاحِبون
کي ضِیافت کي خبر معلوم ھوتي تو البتہ تینو تیتر
بھیج دیتا

دوسرا یِهه کہ اُس سے برے کُتّے لومري و خرگوش کو
شِکار کرتیے هین سچ هي کہ کُتّا آدمي کي سیرت
رکهتا هي کہ شِکار پکرنے کا رسم دکهلاتا هي دوسرا یِهه
کہ برِیے شِکاري کُتّے اور عُمدہ لوگون کے شِکار کا دستور
ایسا هي کہ انگلند مین تهوریے لوگ اپني شراکت
سے سو کُتّے رکهتے هین ایک سو یا پچاس آدمي مِلکر
شِکار کے واسطے میدان مین جاتے اور هر ایک شخص
بہُت دورنے والیے گهوریے پر سوار هوتا هي اور ایک
شِکاري کُتّے اپنے ساتهه لیکر گهورے پر سوار هوکر ایک تُرتُري
اپنے هاتهه مین لیتا هي اور کُتون کو چهور دیتا هي
اور کُتّے جنگل و میدان مین شِکار کي تلاش کرنے
جُدا جُدا هوجاتے جب شِکاري تُرتُري پهونکتا هي
اگر وُہ کُتے بهوت دور گیٔے هووین تو بهي تُرتُري کا
آواز سُننے کے ساتهه شِکاري کے نزدیک حاضر هوتے
هین اور پِهر اوسکے اِشاریے مُوافق شِکار دهوندنیے کے
واسطے نِکلتے هین جب هرن کو دیکهتے اُس کے پیچهے

دورتے اور هرگز هرن کا پیچها نهین چهورتے هین اور
اُس دوز مین گهوربے اور سواران کي تعریف ایسي
هي کہ دس بارا کوس هرن اور کُتّون کے پیچهے بےاندیشہ
دورتیے اور یک لحظہ دم نهین لیتے اگر کوئي میدان
مین خندق یا دیوار یا زمین کا اِحاطہ قد آدم سے زیادہ
سامهنے آوے تو گهورون کو اُس کے اوپر سے اُراتے هین
اور جب تگ کہ بهاگے هوئیے هرن کو شِکار نهین
کرتے تب تک آرام نهین پاتے هین

یِہ بات سبکو معلوم هي کہ انگلند کے لوگ خصُوص
عُمدہ لوگ اپنے لرکون کو چار برس کي عُمر سے
سواري کا هُنر سِکهاتے اور بودهاپیے تلک اُس کام
مین کثرت کرتے هین اور سختي اور مِحنت کرنے کو
هُنر جانتے هین اور سُستي و آرام طلبي کو عیب
سمجهتے هین برخِلاف اِس ملک کے عُمدہ لوگ کے
کہ پولاؤ کهاتے اور شوزبے مین تهندا هوا سو پاني پیتے
اور نرم مخمل کے بچهانے و مسند پر بیٹهتے اور آهستہ

آهستہ ناز و نخریے سے چلتے اور ہر وقت آرام طلبي
اور نازنین طور کو اِختیار کرتے هین سچ هي کہ جِس
مُلک مین سپاہ و عُمدہ و عوام کا وضع نازنین و
نامرد هووے تو البتہ بہادُران جو محِنت کش و جنگ
جو هین اُس مُلک پر غالب هووینگے

مِصراع

هر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

اور مُلک کي خرابي نازنین و آرام طلب لوگون
سے کسواسطے نہوگیے

بیت

نازنین را عشق و زریدن نزیبد جان من
شیرِ مردان بلاکش پا در ین میدان نہند

## ۱٦

## یِهه کیفیت میرے اور کپٹن س کے بیچ مین تکرار هونے کي — سبب هِند کو پهر انے کیے — خاتمه کِتاب کا

اُسوقت مین انگلند کے لوگ فارسي نوشتخواند سے عاري تهے اور فارسي سیکهنے کي بُهت خواهش رکهتے تهے چنانچه کپٹن س و داکٹر فلٹن اور کپٹن ستیل وغیره عُمده لوگ اِس بات کي فکِر کیۓ اور بولیے که تُم انگلند مین تهوریے روز رهو اِسیواسطے کپٹن س بارها میرے سے کها اور دوسرون سے پیغام کرایا اور مجهکو بُهت ترغیب دیا که اب انگلند مین کوۓ شخص فارسي دان نهین انگلند کے عُمده صاحبان تُم

سے فارسي پرھینگے اور دل سے تُم پر مہربان ھوکر
عُمدہ طور سے پرورش کرینگے اور بنگالے مین بھي
کُچھہ مدد معاش تُمھارے جورو بچون کے واسطے
مُقرّر کردینگے اگر ایک عورت کے عوض مین دو
عورت تُم اپنے دین کے طریق موافق انگلند مین چھتے
ھین تو اُس بات کا کُچھہ مُضایقہ نھین

مین اول دفعہ اِس قِسم کے گُفتگو کو میري طبع
آزمائي کے واسطے ھي سمجھا اور کوئي جواب نھین دیا
جب اُن کا بجد ھونا حد سے زیادہ ھوا اور یے لوگ
میرے دین و مذھب پر طعن و تشنیع کرنے لگے اور
مُجھہ کو تصدیع دینا شروع کیے کہ تم ھمارے ساتھ
کھانے مین شریک ھو اور کپتن س کھا کہ تُم میرے
ھمراہ سفر کرو تب تو مین کپتن س کے سلوک و
مروت سے مایوس ھوکر خُدا کے توکّل پر نظر کرکر
اپنے دین و آئین کے موافق اچھے جوابان دینے لگا

مین کھا میري وطن کي غریبي اِس مُلک کي

امیري سے بہتر هي اور سانولے رنگ کي عورتان هندوستان کي انگلند کي پري رویان سے بهتر هي کپتن س بولا که میرا ارادہ ایسا هي که تمکو ساتھ لیکر فرنگستان کي ملک کي اطراف سیر کرون اس صورت مین تمکو اور مجھے عجایب و غرایب چیزان ملک کیے دیکھنے سے فایدہ و تجربہ حاصل هوگا

کپتن س کا ارادہ اس سفر کرنے سے یہہ تھا که ناواقف لوگون کیے دلمین میرا لباس دیکھنے سے اس بات کا گمان تھا که یہہ شخص یعنے مین بنگالے کے نواب کے بھایان سے هي اور کپتن س بھي بنگالے کو جاکر ایسا عمدہ ہوا که وهان کي نواب کي بھاي کو اپنے ساتھ لایا هي چنانچه ادمبرہ کي شہر مین اور اطراف شہر مین نامورِي سے مشہور ہوا اور مجھہ کو ملک بملک ساتھ لیکر پھرنے سے اس سے زیادہ مشہور هوویے

مین جواب دیا که مجھہ کو ملک بملک پھرنے

اور عجایب و غرایب دیکھنے کا نہایت شوق هي
لیکن میرا آدمي کھاۓ پکاۓ کے واسطے ساتھ چلنے
تو مُضایقہ نہین کپتن سن جواب دیا کہ مین اور
تُم ایک گاري مین بیٹھکر سفر کرینگے اور تُمھارے
آدمي کے واسطے دوسري گاري کِرایہ کرنے سے خرچ
بُھت هوگا یہہ بات بھتر هي کہ تُمھارا آدمي یہان رهے
اور تُم میرے ساتھ کھانا کھاوینگے مین جواب دیا دُنیا
کے واسطے دین کو برباد کرنا اِسلام کے مذهب و آهین
سے نِہایت دور هي کہ مُجھہ کو اِس کام سے معاف
و معذور رکھو کپتن سن جواب دیا کہ مُجھے مسلمانون
کے عقاید سے خبر هي کہ مُسافرت کي حالت مین
بسبب ضرورت کے جِسطرح کوئي گذران کرسکے تو
اُس کا کچھہ مضایقہ نہین مین جواب دیا کہ اِسوقت
مین جِس طور سے کہ گذران هو سکتا هي سو اپنے
اِختیار سے هي اضطرار کي حالت کُچھہ نہین اضطرار
و ضرورت کي معني وہ هي اگر کوئي قید مین پھنسے

یا مجبور هو یا قحط و مخمصے کے آفت مین گرفتار
هو جاوے تب جِسطرح هو سکے ویسا گُذران کرنا عیب
نهین اور اِس پر اهلِ دین بولتے هین کہ جان کو دین
کے واسطے فِدا کرنا بِهتر هے اور سب صورت مین
شرع کے حکم سے جو کام منع کئیے گئیے هین اُس سے
اِحتراز کرنا لازم و واجب هے دُنیا کے واسطے اپنے اِختیار
سے دین کو برباد نہ دیوے

اَلقصّہ ایسے سوال و جواب میرے اور کپتن سن کے
بیچ مین هوتے تهے اور کپتن کو اِس بات کا گُمان
تها کہ یِہ شخص یعنے مین ایسے جوابان جو مُجهہ
کو دیتا هے حماقت اور دین کے غرور کے سبب سے
هے نهین تو ضرور و لاچاری کے وقت اور بهو روز
کے فاقہ کشی کے بعداز کیا ممکِن هے جو میرے ساتهہ
کهانا نکهاوے جیسا کہ اِس بات کو کپتن سن
اِمتحان مین لایا اگرچہ مین دو هفتے تلک کمال
تصدیع اپنے پر اُتهایا جب کہ فضلِ الهي میرے

حال پر شامِل تها غرض سب طرح سے خیر و عافیت
حاصِل هوئي

قِصّہ اِس گفتگو کا یِہ هي اُوس وقت انگلند مین
کلکتے کے کونسلیان کے بیچ مین قضیہ و مُناقِشہ هوتا تها
اور اِن کا قضیہ عدالت مین رجوع هوا تها اور یِہ
لوگ نواب مُظفر جنگ و مُهاراجہ نند کُمار اور
مهاراجہ دولہہ رام سے رشوت لینے سے متہم هوے تهے
اِس مُقدمے کي گواهي کے واسطے کپتن س اور کپتن
ستیل اور بیکاک صاحب جو یِہ لوگ بنگالے سے
انگلند مین تازہ وارد تهے عدالت مین بُلائے گیے تب
کپتن س مُجهہ کو ساتهہ چلنے کے واسطے تصدیع دیا
اور کها کہ میرے پاس جو فارسي خُطوط هین وہ خطوط
گواهي ثابِت هونے پر دلیل هي اُن خُطوط کے پرهنے
اور ترجُمہ کرنے کے لیے تُمهارا چلنا میرے ساتهہ ضرور
هي مین تنهاهي اور تصدیع اور هر ایک کهانے سے
جو پرهیز هي اِسکا عُذر کیا اور میرا عذر کُچهہ فایدہ

نهین دیا تب بولا تُمهاری آدمي کو لیجانی کی خاطر
علاحِدہ ایک گاري کِرایہ کرنا ضرور هي اور اِس واسطی
پانچ چهہ روز کا توقّف هوگا اِس صورت مین اب
حُکم هي کہ تین دِن کی عرصی مین لندن کي عدالت
مین حاضر هونا ضرور هي پس گاري کرنی کی لیئی دیر
هو سکهتي هي کِسیطرح سی تُم اکیلی میری ساتهہ
چلنا درکار هي مین یِہ بات سُنتی هی لاچار هوا اور
اپنی پر تصدیع سهکر خواهِش الهي پر راضي هوا اور
کپتن سن کی ساتهہ ایک گاري مین بیٹهکر روانہ هوا
اور صرف حُقّہ اور تهورا تمبّاکو اپنی ساتهہ لیا ایک
دِن رات چلکر کوئي کاروان‌سرا مین پهُنچا اور تهورا
شربت اپنی هاتهہ سی تیّار کرکر پیا اور ذرّہ بادام کا
مغز و کِشمش اور خرما ناشتہ کرکر دو تین گهونٹ پاني
پیا جب کہ کپتن سن کی میز پر کهانا تیّار هوا وہ
مُجهہ کو بُلایا اور بولا جو کهانا کہ سامهنی رکها گیا هي
بیچ مُرغ و بکری کا گوشت اور گیهون کي روٹي هي

کہ تمھارے اور ہمارے قوم والے کھاتے ہین اور وہ چیز
کہ تمھارے قوم مین حرام ہي سو وہ اب موجود نہین
اور مرغ کو ذبح کرنے اور گردن مرورنے مین زیادہ
فرق نہین اور تم بکرے کا گوشت اور چمرا آدہے گلي
تک کاتتے ہین اور ہم بہي ویساہي کرتے ہین اور
آپ سے آپ مردے کو نہین کھاتے ہین اِس صورت
مین تم ہمارا کھانا کھانے کے واسطے کیون عیب کرتے
ہین اور دیدہ و دانستہ کلکتے کے بیوقوف لوگ سریکا
تم بہي نادان ہوتے ہین اور عبث تم اپنے کو تضدیع
و محنت مین ڈالتے ہو

مین جواب دیا کہ سچ ہي کہ تمھاري قوم صاحب
کتاب ہي البتہ دوسري بے کتاب قوم سے بہتر ہي
لیکن کھانا اُن لوگون کے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا جایز
رکھتے ہین کہ وہ لوگ با طہارت ہووین اور باسن
بہي پاک و صاف رہین مگر ذبح کرنا مسلمان کے
ہاتھ کے سِواے درست نہین کیونکہ ذبح کرنا مخصوص

گلا کاٹنے پر موقوف نہین گلا کاٹنے کے وقت کلمات
تکبیر کے بولنا اور با وضو رہنا بھي ضرور هي کہ وُہ
کام سِواے مُسلمان کے دوسرے سے نہین ہو سَکھتا
هي اور اِس کے سِواے کھانا سالن بے مصالہ اور بے
روغن و بےنمک کھانا تُمھاري عادت هي کہ جِس
کھانے سے کچّي بو آتي هي اور وُہ بو سونگنے کو
همارا دماغ نہین چھتا هي ویسا کھانا•حلق کے نیچے
کیسا اُتریگا

جِس وقت کہ مین یِہ گُفتگو کیا کپتن چین
بچین هوا اور بھوان مین گِرہ ڈال‌کر کہا کہ تم
مُسلمان لوگ سچ سمجھتے هین کہ هم لوگ غلیظ
خوار هین تب مین جواب دیا کہ میري بات چیت
تُمھارے غلیظ خواري اور اِهانت پر دلیل نہین مگر
یِہ کہ هر ایک ملُک کا ایک رسم اور هر قوم کي
ایک عادت هي کہ اُس قوم کي عادت موافق
غِذا اوسي قوم والے آدمي کے مِزاج کو خوش آتي

هي اور دوسريے کو وُہ غِذا ناگوار معلوم هوتي هي خصُوص همارے اور تُمهارے رسم و عادت مين مغرب و مشرق کا فاصِلہ هي

القِصّہ معدیے کا تنور بهوک کي آتش سے بيحد گرمي پيدا کيا اور شکم کي ديک اشتها کي زيادتي سے دوچند جوش مارنے لگي جو پهلے اُس کاروانسرا مين تهورا مغز بادام وغيرہ کهايا اور شربت پيا تها اوس کهانيے پينے سے بهوک اور بهي زيادہ هوي

جب کہ لندن کے شهر مين پهُنچا غش کي حالت ميريے پر هوي اور ناتوني سے دو پهر تلک بيهوش پرگيا اور مُرديے کے سريکا حرکت و هلنا موقوف هوگيا اُس وقت مين کپتن س کا خِدمتگار ميرا يِه احوال ديکهکر گُمان کيا کہ مين مرگيا هون اور کپتن کو خبر کيا وُہ گهبراکر ميريے سِرهانے آيا اور مجهکو نيند سے جگايا اور احوال پوچها مين جواب ديا کہ خيريت هي مگر ضعف هي بعداز کپتن س اپنے

نوکر کو حکم کیا کہ چاول و مُرغ و مصالہ اور دوسرا
اسباب خاضر کر مین اوس حالت مین بھي مُرغ
کو ذبح کرکر قلیہ پکایا اور تھوریے چاول پکاکر قلیے
کے ساتھہ کھایا اور دو پھر تک سوگیا اور فجر خیریت
سے اُٹھا اور ایک ھفتے تک لندن کے شھر مین
تھا اور اپنے ھاتھہ سے پکاکر کھاتا تھا اور بعداز گاري
مین سوار ھوکر جو چار شخص ملکر شراکت سے
کرایہ کیئے تھے ادمبري کو پُھنچا اور دوسرے وفعہ کوھستان
کے گانون مین کہ کپتن سن کا برا بھائي وھان کا قاضي
تھا اور وہ گانون ادمبري سیے تھوراہ دور ھي کپتن سن
خواہ مخواہ مُجھکو اکیلا اپنے ساتھہ لیگیا تھا اور وھان
بھي تین دن رات یھي حالت سے گُذري

ایک روز کپتن سن مُجھہ سے کھا کہ مین بنگالے کے
ملک مین بیس برس رھا اور مُسلمانان کا طریق خوب
دیکھا اور وھان کے نوابان و اُمرازادگان سے ھم مجلس
رھا اور ھمیشہ اُنکے ساتھہ ھمپیالہ اور ھمنوالہ تھا جب

عُمده لوگ مُسلمان کي قوم کيے سامھنے شراب پینے
کے لیۓ شرم کرتے تھے اور بولتے کہ ھم شراب نھین پیتے
ھین جب کہ مجلس غیر لوگون سے خالي ھوتي تھي
پیالہ ساقي کے ھاتھ سے چھین لیتے اور شراب پیتے
تھے اور کھتے کہ شراب خوب چیز ھي کہ اُس سریکي
دوسري نعمت دُنیا مین نھین لیکن مُسلمانان کے
دین مین یِھ باب منع ھي کہ شراب کو کِسي
کے رو برو نہ پیا چاھیۓ اگر غیر لوگون کے رو برو پیوین
تو برا عیب ھي نھین تو شراب کو پوشیدہ پینا
کُچھہ مضایقہ نھین اور تُم غریب لوگون کے قِسم سے
ھین اور نوّاب و نوّاب‌زادگان کي قِسم سے نھین علاوہ
یِھ کہ اِس مُلک مین تنھا ھین اور دوسرا کوئي
تُمھاري قوم والا تُمھارے نیک و بد فِعل سے خبر
نھین رکھتا ھي اِس کے سِوائے کھانیے اور شراب پینے سے
پرھیز کرنیکا سبب کیا ھي لیکن اِس بات کا
یِھ سبب ھي کہ تُم بنگالي ھین اور بنگالیان

هِندوستانیان کي نِسبت ناداني و بیوقوفي سے مشهور هین

مین جواب دیا کہ نجابت و شرافت دُنیا کي دولت پر موقوف نهین بلکہ نجابت عِلم سیکهنے اور نیک عمل کرنیے اور شرع کا حکم ماننے اور خُدا و رسول کو خوشنود کرنیے پر موقوف هي اگر عُمدہ لوگ دولت کي غرور سے یا ترغیب سے خواهِش شیطاني کے خِلاف دین و مذهب کي کوئي کام کرتے هین تو فيالحقیقت بد کرتے هین اور غریب مُسلمان کو نهین چاهیے کہ دولتمندان کي مُتابعت و پیروي کرے اور خُدا اور رسول کے حکم کو جهوٹ سمجهے اور دولتمندان کیا چیز هین اگر فرشتزادہ یا پیغمبربچہ بے دین اور بد مذهب هووے اور غریب پلاس‌پوش و فقیر نیک عمل و دین‌دار رهے تو اهلِ دین کے نظرون مین وہ فرشتہ و پیغمبرزادہ بد و خوار دستا هي اور وہ غریب دیندار کي عِزّت و حُرمت زیادہ

هي چنانچه فِرعون خُدائي کا دعوا کيا اور احکام
حضرتِ موسے عليه السّلام کے نهين مانا باوجوديکه يه
برا دولتمند اور بادشاهِ وقت تها لوگ اُس پر لعنت
کرتے هين اور اُس کے تابعان کو کافر سمجهتے اِس
صورت مين خلق کو نه چاهيے که دُنيا کي دولت
کي طمع سے فرمان برداري بے دين لوگون کي کرين
اور خُدا ناترس عُمده لوگون کے پاسِ خاطر کے واسطے
دين سے غفلت قبول کرين اور اُسکے سِوايے مُسلمانان
نجيب و شريف هين که اهل مين نبي و اصحاب
و خلفا الرّا شدين کي اولاد سے هين که اِنکي نِسبت
عالي و نجابت ذاتي کمال مشهوري سے ضرورت
بيان کرنيکي نهين اور فقيري و دُرويشي هماري ذات
مين عيب نهين بلکه سب فقيري هُنر هي کيونکه
همارے پيغمبر صلے الله عليه و سلم اور سب اصحاب
پيغمبر کے تاج شاهي و کُلاه سروري کتين فقيري کے
کفش و نعلين کے برابر سمجهتے تهے اور دُنيا کے مال

و دولت پر ٹھوکر مارتے تھے اور اِن کي اولاد بھي اپنے
باپ دادا کي سنت کو جاري رکھکر فقيري اختيار
کيئے دين کو دُنيا پر مُقدم جانتے تھے اگرچہ یے لوگٹ
دولتمندان اور غير جِنس کي قوم کے آنکھون مین
خوار و ذليل هين ليکن بادشاهان اور اُمراي اِسلام
کے نزديکٹ هميشہ مغرز و ممتاز رهکر قدر و حُرمت
زيادہ رکھتے هين اور اُس قول پر سيرّ و تواريخ کے
کِتابان دليل هي .

حضرت پيغمبر صلي اللّه عليہ و سلم کيے رحلت
کے بعداز ابو بکر صدّيق و عُمر فاروقِ و عثمان بن عفان
و حضرت علي ابنِ ابي طالب عليهم السّلام ايکٹ
کے بعداز دوسرے خلافت کے تخت پر بيٹھے و حضرت
علي کے بعداز حضرت اِمام حسن عليہ اِلسلام اُن کے
بعداز معاويہ تخت خِلافت کو زيب زينت بخشے جب
کہ خِلافت معاويہبن يذيد کو پُهنچي حضرت اِمام ذين
العابدين عليہ السّلام بن حضرت اِمام حُسين عليہ السلام کو

خِلافت کا حقدار سمجھکر خلیفہ ہونیے کے واسطے تکلیف
دیا وُہ حضرت اِس کام کو قبول نہین کیٔے اور فرمایٔے
کہ فقیري و درویشي و عبادت اور خُدا کي بندگي
ہیچ میرے باپ دادا کے میراث ہي اور دُنیا کي
دولت و خلافت سے کُچہہ کام نہین اِسکے بعداز بني
امیہ پر خلافت بحال ہوي بني امیہ کے پیچہے آل
عباس خلیفہ ہویے اور ہلاکوخان اولاد سے چنگِزخان
کے سب مُلکون پر غالِب آیا اور اوسکے بعد شاہ
اسماعیل وغیرہ بادشاہان صفویہ کہ اولاد سے حضرت
موسے کاظم علیہ السّلام اور خاندانِ بُزُرگ سے نبي
کے ہین ایران کے بادشاہ ہویے اُسکے بعداز سلطنت روم
کي آل عثمان پر مُقرّر ہوي اِس پیچہے سلطان محمود
غزنوي کے وقت مین ہِندوستان اِسلام کے حُکومت
مین داخِل ہوا مِن بعد ہندوستان کے سرداري آلِ
شہاب الدین پر مُقرر ہوي اِس کے بعداز اولاد مغول
سے امیر تیمور بادشاہ ہوا بعداز اولاد امیر تیمور شاہ

عباس بادشاہ بنی اور جو بادشاہ ایران مین هین
سو اولاد نبی هین چنانچہ سلطان روم کا اولاد سے
حضرت عثمان رضي الله عنہ کي اب تلک ملک
روم و شام و عرب کا بادشاہ هي غرض یہہ هي کہ
همارے باپ دادا سید کے قوم اور اولاد نبی هین
اور بعضے اصحاب نبی و خلفا اعظم کي اولاد هین
في الحقیقت یے لوگ خلافت کے وارث اور دعوےدار
تاج و تخت کے تھے لیکن عبادت و تحصیل علم کے
شوق سے دُنیا کي دولت چھور دیئے اور گوشہ و توشے
پر قناعت کیے اِسیواسطے سلاطین هِندوستان اور خلفا
روم کے اِن لوگون کو جاگیر و مدد معاش هر ایک
جاگہ و هر مُلک مین مُقرر کر دیے هین جب سادات
وغیرہ قوم کو بال بچّے زیادہ هوے اور فارس و
هندوستان اور ملک کے اطراف مین متفرق هوگئے
تب بادشاهان اور راجے هر ملُک کے اِن کي تعظم
و بُزُرگي زیادہ کرنے لگي اور یہہ بات دریافت کیے

که یهه لوگ خلافت اور بادشاهي کا دعوا دلمین
رکهکر جنگ و فساد نه شروع کرین اِس فساد کو
دور کرنے کے واسطے مغول کي قوم کے سوائے سادات
و شیخ کي قوم کو امیري و عُمده خِدمات کم دیتے
تهے یهان تک که بُهت دِن گذریے بعداز سادات و
شیخ کي اولاد معاش کے کمتي اور زیادتي اولاد کے
سبب اِس حالت کو پُهنچے که نوکر هونے کي خواهش
کیے اور اکثر لوگ مفلس هوکر نوکري دهوندنے کے لیے
هر ایک ملک و شهر مین نِکل گیے اور دولتمندان
کي مِهرباني چهنے کے اُمیدوار هویے الحمد الله و المنت
که وُه لوگ اکثر اب تک اپنے باپ دادا کے دین و
آئین پر قایم هین اور مین بهي اوس قوم سے ایک
غریب هون که دانے پاني کي کششِ سے تُمهاریے
وساطت سے اِس مُلک مین وارد هوا اور مُسافر و
بیکس اور بیے اشناهي سختي اور سفر کي مِحنت
جو کُچهه مُجهه پر گُذري اور گذرتي هي سب طرح

سے گُذرنیے والي هي و چار و ناچار صبر کرنیے کے لایق هي

آرّہ بر فرقش نهاد و ذکریا دم بریزد
بر سر فرزند آدم هر چہ آید بگذرد

تب کپتن سں یِہ الفاظ سُنکر بُہت قایل هوا لیکِن اپنے مُلکٹ کیے قاعدیے موافق کہ غریب لوگون کو کمینہ جانتے هین اور دولتمندان کو اشراف سمجھتے هین دِل سے اِس بات کا مُعتقِد نہ تھا اگرچہ جواب شایستہ پاتا تھا تو بهي اول کے سریکا اس گفتگو مین تکرار کرتا تھا لیکِن غایبانہ انگلند کیے عُمدہ لوگون کے سامھنے میرا ذکر آتا تو میري تعریف بُہت کرتا تھا اور بولتا کہ اِتنے دِن مین بنگالے کے مُلکٹ مین رہا ایسا سخت مُسلمان کو نهین دیکھا اور جهاز پر سفر کرنیے کے وقت پیچِش کے حالت مین کہ یِہ شخص مرنے کے قریب تھا مین بُہت چاھا کہ شراب کا ایکٹ قطرہ دوا کے طور سے پلاؤن لیکِن یِہ شخص نهین

پیا اور اُس کے بعداز بیمار بھي نہین ہوا چنانچہ
کپتن س ایک روز مُجھہ سے پوچھا کہ تُمہاري
تندُروستي و صیحت کا سبب کیا ھي کہ کبھو اِتنے
دِنون مین تُم بیمار نہین ھوے مین کہا برا سبب
کم خواري تھا سچ ھي کہ مُجھہ کو یِھہ ھي وِسواس تھا
اور انگلند کو جانے کے وقت خُدا تعالی سے مُناجات
کیا تھا کہ یا الھي شراب پِلانے سے آمان رکھہ اور اِس
سبب سے کم خواري اِختیار کیا کیونکہ اگر بیماري
نمود کرے تو انگلند کے طبیب تقویت کے واسطے
شراب پِلانے کو مفید سمجھتے ھین جب کہ فضل
الھي میرے حال پر شامِل تھا مُناجات میري قبولیت
کو پُھنچي کہ کبھو بیمار نہین ھوا اور دوا درمن بھي
کھانیکا اتفاق بھي نہ پرا

القصہ ایک برس اور چھہ مھینے تک اِنتظار مین
نامہ شاھي کے ولایت مین رھنا ھوا جب لارد کلیف
ولایت کو پُھنچا اور اپني خیر خواھي بادشاہِ ولایت

کو معلوم هونیکے واسطے شاهِ عالم کے بهیجے هوے
تحایف کو اپنے نام سے بادشاه بیگم کے حُضور مین
دیا اور بُهت عنایات بادشاهي سے سرفراز هوا بلکه
شاهِ عالم کے نامه و پیغام کا مذکور درمیانِ نهین لایا
اور کپتن س بهي اِس بات کو ظاهر نهین کیا اور
لارد صاحب کے قول و قرار کا اِعتماد اپنے دلمین
رکها تها سو اوسي وقت فریب لارد صاحب کا دیکهکر
میرے سے کہا که لارد کلیف میرے سے دغا کیا اور کپتن
س بادشاهي امیرون کو نه جاننے کے سبب اور لارد
کلیف اور صاحِبان کُمپني سے دشمني هونے کے
باعِث اندیشه کرکر اِس کا بندوبست کُچهه نهین کر
سکیا

بعد اِس کے نامه شاهي کو چهپانے کا سبب اِسطرح
معلوم هوا که اُن دِنون مین اُمرایے بادشاهي اور
صاحِبانِ کُمپني کے بیچ مین بنگاله وغیره ملک لینے
کے مُقدمے مین جهگرا تها اور اُمراے شاهي بولتے تهے

کُمپني مهاجن اور سوداگر پیشه هین اِن لوگ کو
مُلک داري سیے کیے کام هي که سلطنت اور آمدني
اوس کي بادشاهي سرکار سیے متعلق هي اور تِجارت
و سوداگري کُمپني سے علاقه رکهتي هي تب صاحِبانِ
کُمپني جواب دیۓ که جنگ مین نوّاب سراج الدوله
اور قاسم علیخان کے جو کوٹهیان بنگالے مین تهے بسببِ
جنگ کیے تاراجي مین آئے کوٹهیان کے لوٹنے جانے
سے نقصان کرورون روپیے اور جِنس کا هوا اور لشکر
کے واسطے بهُت پیسا خرچ مین سپاه کے آیا اور اهِلِ‌کار
ان کمپني کي محِنت و سعي و جانفشاني سے بنگالے
کا مُلک فتح هوا سوائے اِس کے جو قول و عهد
صاحِبانِ کُمپني اور ارکانِ دولت بادشاهي کے درمیان
قدیم دِنون سے هي سو اُسکے موافق جو پیسا دینا ضرور
هي وُه خِراج گذاري کیٔے لیے هم حاضر هین

غرض اسیطرح سوال و جواب دو نو طرف سے هوتي
تهے لیکن امراے بادشاهي کو اِس دعوے پر کوئي دلیلِ

و حُجت مضبوط نہ تھي اِس صورتمين لارد کليف خيرخواہ کُمپني کا تھا صاحِبانِ کُمپني کي مصلحت سيہ خط شاہِ عالم بادشاہ کا حضُور مين شاہِ وِلايت کيہ دينا مناسب نهين جانيا کيونکہ وُہ خط اگر ويسے وقت بادشاہ کو پهُنچتا تو بادشاهي ارکانِ دولت کے دعوي کو مدد ديتا

کپتن س مُجھہ کو تين چار برس ولايت مين رکھنے کے واسطے بهُت کوشش کيا ليکن مين قبول نهين کيا اور مين وطن کي جُدائي اور دوستان کے بچھرنے سے ايسا غمگين تھا کہ يہہ کُچھہ دولت و فراغت کو پروا نهين کيا الغرض کپتن س مُجھہکو م صاحب جو سابق مير مُنشي کلکتے مين تھا اوسکے حواليہ کرکر رخصت کيا

سن يکهزار اور ايک سو اسّي پر تينِ هجري اور مهينے مين کاتک کيے بنگالے کو پِھر آيا اور سب دِنان ولايت کے سفر کيے دو سال نو مهينے تھے

بفضل رب العالمین یہہ عاصي سفر ولایت کا
کیا اور سیر و سفر سے بُہت فایدہ پایا الغرض سلامتي
سے اور بیے نُقصان کِسي چیز کے اپنے وطن کو پہُنچا
اور وطن کو پہُنچنے سے درگاہِ الٰہي مین شُکر و سِپاس
بجالایا

# ERRATA.

[t is requested that the Student will make the corrections before commencing the Hindoostanee Translation.]

| age. | Line. | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ١ | ٦ | *Read* | عظام | *for* | غطام |
| - | ٩ | - | آبخور | - | آنجور |
| ٢ | ٢ | - | جانبے | - | حانبے |
| - | ٧٠ | - | نوشتخواند | - | نوسنحواند |
| - | ٨ | - | پُهنچاکر | - | پُهچاکر |
| ٣ | - | - | اسپے | - | اشپے |
| ٤ | ٢ | - | نکیبے | - | نکیري |
| - | ١١ | - | پُهنچیگا | - | پُهچیگا |
| ٥ | ٤ | - | جمع | - | حمع |
| ٦ | ٦ | - | کیونکہ | - | کیونکر |
| ٧ | ١٢ | - | خواهشِ | - | جواهسِ |
| - | ١٥ | - | مهینے | - | مهنیے |
| ٨ | ١٣ | - | ایک | - | اک |
| ٩ | ١٤ | - | جهاز | - | جهار |
| - | ١٥ | - | گوره | - | کوره |
| - | ١٦ | - | کهینچکر | - | کیهنچکر |
| ١٦ | ٢ | - | بهیده | - | نهیده |
| ١٨ | - | - | جزیري | - | حزیري |
| ٢٠ | ١٢ | - | پهُنچے | - | پُنچے |
| ٢٣ | ١١ | - | خاصبیت | - | جاصیت |
| ٢٤ | - | - | چهاتے | - | جهاتے |
| ٢٥ | ١ | - | کے | - | کیا |
| ٢٧ | ٤ | - | پنجري | - | یِنجري |

| Page. | Line. | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ٣٠ | ١ | *Read* | خانون | *for* | جانون |
| ٣٠ | ١٣ | - | عِزت | - | غِزت |
| ٣١ | ٢ | - | شهر | - | شهه |
| ٣٢ | ٩ | - | بیچ | - | بیچ |
| ٥٠ | ١٦ | - | کهرا | - | گهرا |
| ٥٣ | ١ | - | گاتے | - | کاتے |
| ٦٥ | ٤ | - | بند | - | نبد |
| ٧٣ | ١٤ | - | ننگا | - | تنگا |
| ٧٦ | ٣ | - | جاتا | - | حاتا |
| - | ٤ | - | ضرور | - | خرور |
| ٨٢ | ٢ | - | حضرت | - | حضرن |
| ٨٧ | ٨ | - | یهود | - | بهود |
| ٩٢ | ١ | - | کریگا | - | کریگن |
| ٩٨ | - | - | مرتبہ | - | مرتبر |
| ١٠٠ | ١٣ | - | جب | - | خبب |
| ١٠٤ | ٢ | - | کهینچے | - | کهنچے |
| ١٠٨ | ١٣ | - | ضیافت | - | ضیاقت |
| ١١٨ | ٢ | - | فوج | - | فرج |
| ١١٩ | ٣ | - | کهینچے | - | کهنچے |
| ١٤٢ | ١٦ | - | زانیه | - | زانبه |
| ١٥٢ | ٧ | - | تجویز | - | تهویز |
| ١٥٧ | ١ | - | ١٥٣ | - | ١٥٧ |
| ١٦٢ | ١٤ | - | بنانیے | - | نباتیے |



شگرف نامه ولایت

---

# HIGURF NAMAH I VELAËT,

OR

**Excellent Intelligence concerning Europe;**

BEING THE

## TRAVELS

OF

## MIRZA ITESA MODEEN,

IN

GREAT BRITAIN AND FRANCE.

RANSLATED FROM THE ORIGINAL PERSIAN MANUSCRIPT INTO HINDOOSTANEE, WITH AN ENGLISH VERSION AND NOTES,

BY

JAMES EDWARD ALEXANDER, Esq.,

LIEUT., LATE H.M. 13th LIGHT DRAGOONS,

*And Adjutant of the Body Guard of the Honourable the Governor of Fort St. George, &c.*
*Author of Travels in Ava, Persia, and Turkey.*

WITH A PORTRAIT OF THE MIRZA.

---

LONDON:
PRINTED FOR PARBURY, ALLEN, AND CO.
LEADENHALL STREET.

MDCCCXXVII.

MOST RESPECTFULLY DEDICATED

TO

HIS EXCELLENCY MAJOR-GENERAL

SIR THOMAS MUNRO, Bart. & K.C.B.,

GOVERNOR OF MADRAS,

&c. &c. &c.

BY HIS GRATEFUL AND OBEDIENT SERVANT,

THE TRANSLATOR.

THE

# TRANSLATOR'S PREFACE.

When I first commenced the translation of the original Persian manuscript of the Shugurf Namah into the language of the Decan, I had not the most distant intention of ever submitting my lucubrations to the public: the only object I had in view was, to furnish myself with a useful occupation during my leisure hours; for

"Literato otio quid dulcius?"

However, during the progress of my labours, I was led to believe that many of the details would be found not uninteresting, not merely to those versed in Oriental lore, but also to the general reader, when clothed in an English dress.—But my principal intention in publishing is to furnish a work to the Hindoostanee

tyro,

tyro, which, from the interest I trust it will excite, as exhibiting the impressions made on a native of Hindoostan by the manners, customs, and superior civilization of the inhabitants of Europe, will, I confidently hope, induce him to prosecute his studies in that most useful language, the acquirement of which is so indispensably necessary for those who mean to sojourn in our Eastern possessions.

I do not pretend to be deeply skilled either in Persian or Hindoostanee. To the former of these languages I have not had leisure to pay the attention that it deserves, it is probable therefore that a very slender critic may easily discover many subjects for animadversion in these pages. However, I trust that liberal allowance will be made for the errors that may be observed in the performance of a minor, and that my motives, at least, may meet with approbation. I have neither been excited by a hope of gain nor animated by the prospect of applause: my only stimulus in putting forth these translations was a hope of being useful.

There are now, I believe, only two copies of

of the Persian manuscript extant,* and the spirit of the author, Itesa Modeen, "the wanderer over the face of the earth," hath long quitted its clayey tenement. Doubts may arise in the minds of many regarding the authenticity of the work, but, I trust they will quickly vanish upon perusal. The language employed, the similies made use of, and the general reasoning, will immediately convince any person at all acquainted with the manners and habits of orientals, that the work is any thing but spurious, and that it could not have been compiled by any other than a native of the East. Besides, I have made particular inquiries of some of the relations of those gentlemen mentioned in the work, regarding the author, and I have been assured that they are aware of his having travelled to Europe in company with Captain S. (whose name I am prevented from giving, from a fear of hurting the feelings of near

* The one which fell into the hands of the translator was purchased by his Moonshee from the head servant of the son of Captain S. (under whose charge Itesa Modeen went to Europe), after his master's decease.

near relatives of his, now holding high official situations in this country, as the author touches on some domestic occurrences): they also state, that they had heard that he wrote an account of his travels, though they had never seen it.

The year in which the author undertook the voyage to Europe (1765), was one of peculiar interest to the Honourable Company, being that in which the famous treaty of Ilhabâd was concluded, by which Lord Clive obtained from that ill-advised and unfortunate monarch, the Emperor Shah Alum, the commission of Diwany, for the countries of Bengal, Behar, and Orissa. Those historians who have treated on Indian affairs state, "that this important "business (the acquisition of the Diwany) was "settled without hesitation or argument, as "easily as the purchase of an ass or any other "animal, without Envoys or reference either "to the King of England or to the Company." Now the author's mission to England was solely owing to a reference made by Shah Alum to his Britannic Majesty, regarding a protecting force to be stationed at Ilhabad; therefore this

this work may be found interesting, not only from the relation of the author's adventures, but also as disclosing some curious particulars in the secret history of the Company's affairs.

It now only remains to take some notice of the Hindoostanee and English translations.—It would seem absurd if I (myself a mere tyro) were to endeavour to point out the benefits to be derived from studying Hindoostanee, the grand popular dialect of India, a knowledge of which is the *sine quâ non* to preferment in our Eastern dominions. The voluminous and excellent works of that master-pioneer of Oriental literature, Dr. B. Gilchrist, will sufficiently make manifest the great importance which is now deservedly attached to the more general acquirement of this language. The following Hindoostanee translation is an attempt at the common dialect used under the Madras presidency: the style, I trust, will be found to be extremely simple, and tolerably free from the foreign aids of Persian erudition.

I should be guilty of injustice, were I not to acknowledge the great assistance I derived

in the completion of the above, from my Moonshee, Shumsher Khan, who was formerly in the employ of that distinguished linguist, diplomatist, and soldier, Sir John Malcolm. Simply to state the fact of his having been in the service of that officer, is sufficient to mark him out as an able scholar, without any further encomium of mine.

In the English version, I have not tied myself down to the literal translation of every individual word of the Hindoostanee: far from it; for to have done so would have defeated one of the chief intentions of the undertaking. I have merely endeavoured to give the Author's meaning. If I had done otherwise and rendered a literal version, of what use would putting forth the Hindoostanee have been to the beginner? He would never have troubled himself with applying to his Dictionary, so as to impress more firmly on his memory the meaning of the words which had puzzled him; he would only have turned to the English translation for the solution of his difficulties.

Now the present free translation, by giving the

the Hindoostanee student only a general idea of the story, will perhaps tempt him to direct his attention to a closer study of "the black letter" part of the work. Should the style of any of the passages seem turgid or broken, these imperfections proceeded from an endeavour not to depart from the sense of the original: those again, which, though they may be suited to the gross ideas of Orientals, yet would raise a blush on the cheek of the English reader, I have endeavoured to disguise, still however adhering to the import of the text.

As Oriental writers are not often given to observing regularity in their productions, I have obviated this defect in our Author by transposing several of the chapters. I have also taken the liberty of making a few interpolations, to elucidate those passages in which the meaning was obscure.

In the original there are some tedious details relative to the first settlers in Bengal, of the English, Dutch, French, and Portuguese nations. These I have thought proper to omit; also minute descriptions of the construction

and different parts of a ship, and a long and dry narration of the discovery of America. These, instead of interesting the reader, would only serve to tire him.

In conclusion, I beg to say that it is with extreme diffidence I submit these translations to public scrutiny. However, some indulgence may be claimed from the difficulties which every one encounters, who prepares for publication a work, in this country. I trust, then, that the enlightened reader will make allowances for any inaccuracies he may detect : at any rate,

"Si non laudes, parce censuris, quæso."

*Bangalore, Mysore,* 1825.

# CONTENTS.

## CHAP. XIV.



## CHAP. XV.



## CHAP. XVI.

# INTRODUCTION.

---

In the name of the most merciful God! All due praise be to that Creator who, having withdrawn the sons of our first parent from the darkness of ignorance, presented them with the splendour of wisdom, and in the series of the descendants of Adam finally produced (our) Prophet, and made apparent the distinction between good and evil. Blessing and peace be upon that chosen Prophet, his great offspring, and his venerable associates.*

To those possessed of sagacity it will be shewn that I, *Shaikh Itesa Modeen*, a pilgrim and traveller (and now wearied of

B traversing

* Alee, Omar, Osman, and Abubukur.

traversing countries), the son of Tajoodeen, and an inhabitant of the small town of Panchnöur,* being compelled by destiny, journeyed to Europe, and have (now) distinctly related at length some of the wonders and curiosities that I saw there; and in order that those who see this book may reap the whole advantage of it (without labour), I have abridged it, and as a mark by which I may be remembered, I have placed it in the library of the world.

* In Bengal.

# CHAPTER I.

The original circumstances of the Author, and the reason of his going to Europe......He embarks in a French ship ......An Account of the Compass, Winds, &c.

During the reign of Nouab Jaffer Alee Khan (with whom be peace), being on terms of intimacy with Shaikh Suleem Oollah Moonshee,* and Mirza Mahomed Cassim, the Head Moonshee of the deceased Nouab, I acquired a facility in writing and reading Persian. In the dynasty of Cassim Alee Khan I entered the service of Major Park, and was present during the campaigns against Usud Zuman Khan and Rajah Beer Boom. After the cessation of hostilities I had an audience of Hussurut Shah Alum Badshah,† and



* Moonshee or Mirza, a secretary, teacher, &c.

† The Great Mogul.

and then came to Calcutta with the Major. At this time there were only eight Moonshees in the service of (English) gentlemen. After Major Park went to Europe, by his recommendation I was employed by Mr. Strechy, and for a short time was *Tuhsildar** of Cootoobpoor; after which I served under different masters. To be brief, I spent the prime of my days in the service of Englishmen; and now, in my old age, I am subjected to every kind of trouble, which is my misfortune.

In the year of the Hejira 1180†, Lord Clive having concluded a treaty between the Company and Shoojaud Dowlah,‡ he (the Nouab) took leave of Shah Alum. Then Lord Clive having caused to be written, in the presence of the Emperor, the Commission of Sovereignty, in the name of

* Tax-gatherer. † 1765, A.D.

‡ The Nouab of Oude, who had just been defeated by General Carnac.

of Nujoomud Dowlah, the son of Meer Mahomed Jaffer Alee Khan, and the Commission of Dewany,* in the name of the Company, for the Soubah of Bengal, Behar and Orissa, wished to take leave. Then Shah Alum, with tears in his eyes, said, " You have arranged the affairs of " the Company according to your own " wish, but have given yourself no trouble " to consolidate my wealth. You do not " intend keeping an English army near " me, during the time I occupy the throne " of Delhi; and now you are going away, " leaving me in the midst of enemies." Hearing this, Lord Clive and General Carnac were much distressed and somewhat ashamed. They answered: " To " retain an English army near you, with" out the orders of the King of England, " and without first inquiring the pleasure " of the Company, is impossible. But " now

* Management of the Revenues.

" now we will state every thing to the
" English Monarch, and when the order
" arrives from England, certainly all mat-
" ters will be (properly) arranged; but
" until a favourable reply arrives from
" thence it is advisable that you should
" remain in Ilhabad. In the mean time
" General Smyth, who commands (a part
" of) the English Army, will remain with
" you with one battalion, and will be sub-
" servient to you, and comply with your
" wishes in every thing. Besides this, a
" station for an English force is now esta-
" blished at Jaunpoor, which is in the
" vicinity of Ilhabad; (therefore) when it
" may be necessary, the whole force will
" attend you, and now you ought by all
" means to rest contented (with these ar-
" rangements)."

After this, by the concurrence of Nouab Mooneeroodowlah and Rajah Shitab Rae,*

" and

* Two of the Ministers of the Great Mogul.

and according to the wish of Shah Alum, his Lordship undertook to write and despatch a letter to the King of England, the purport of which was as follows: "That "now, under your favour, I am desirous "of having the aid and assistance of an "English army, officered by Englishmen, "and between us friendship and good-"will will constantly increase; for we, "being desirous of cultivating your friend-"ship, have caused the Commission of "Dewany for the Soubah of Bengal, &c. "to be made out in the name of the Com-"pany, and the officers of your Govern-"ment have arranged this with me in a "satisfactory manner." Along with a letter of the above tendency, it was determined that a present of a lakh of rupees in value* should be sent.

After this Nouab Mooneeroodowlah and Rajah Shitab Rae came to Calcutta in company

* 100,000 rupees.

company with Lord Clive; and his Lordship, in conjunction with them, General Carnac, Captain S. and Mr. George Vansittart, but without the knowledge of the Members of the Council, having gone to the garden of Dumdumah, wrote the letter, and having impressed on it the seal of Shah Alum Badshah, gave it with the embroidered cover in charge of Captain S., in order that he might proceed as an ambassador on the part of the Emperor of Hindoostan to the King of England, and having presented a gift of a lakh of rupees in value to the English Sovereign, and his object having been attained, he might return. In this transaction a Moonshee, on the part of Shah Alum Badshah, was required to accompany Captain S.; and all the gentlemen having resolved to send me, they presented me, through the medium of Mooneeroodowlah, with 4,000 rupees (for my expenses) from the Emperor's

Treasury, and held out hopes to me of the future favour of my Sovereign. Being then young, I was pleased with the prospect of an excursion to Europe, and embarked with Captain S.

After a week's voyage, the Captain told me that Lord Clive had taken from him Shah Alum's letter, and intimated that the present for his Majesty of England had not yet arrived from Benares; and as it was not proper to take the mere letter, it would be more expedient to wait till the ensuing year, when having procured the presents along with the letter, and having arrived in Europe, he (Lord Clive) would give them in charge to him, and he would then present the letter and gift to the King of England. Upon hearing this I was stupified (with amazement), and I undoubtedly imagined that there was some (other) cause, and that this was only the pretext, and that this troublesome journey would

be productive of no ultimate advantage to me. If I had known this before I would not have undertaken it, but

> " When an action is done,
> " And when the arrow has deviated from the mark,"

there is no remedy; and being unable to better myself, I rested content with God's intentions, and he caused to fall light upon me the labour and hardships of the voyage.

On the 11th of Shaban in the year 1180* (in the month of Makh),† trusting on the mercy of God, I embarked on board ship from the town of Higelee, and having bid adieu to Cazee Shaikh Alee Moola, who had accompanied me thus far, God only knows the grief that assailed my heart at being separated from my native land and relations. After we had weighed anchor we reached the sea in four days, the foam of whose wave gleams at night like lamps.

I made

* 1765 A.D. † The Bengallee month.

I made a practice of bathing with salt-water. European doctors are of opinion that the sea water and air are healthful, and in sickness are advantageous; as I myself experienced, not having been attacked (during the voyage) with sickness, with the exception of a griping and flux, which were cured by eating the seed of fleawort.*

The innate property of the iron of the compass is similar to that of amber, which attracts grass, and this is a species of iron that attracts iron. The needle of the compass constantly points to the North, and by reason of it Europeans are able navigators; and they have so simplified both nautical and other sciences, that to them the acquiring of knowledge is not attended with labour. They are a very powerful race, by reason of their industry and bravery. They have facilitated, in like manner, other matters

 of

* Psyllii semen.

of difficulty. This is their peculiar business, and in which they differ from other castes.

During storms they ascend to the top and top-gallant masts of the ship, even although the wind be strong, and occasionally hang like bats from the ropes of the vessel. They have not the least fear in their hearts, as I myself witnessed in the last voyage. One night, during a stiff gale, the three top-gallant masts were carried away, and a European on a top-gallant-yard fell overboard with it. One of the ship's watch, who was standing near the gangway, instantly threw him a rope, and called out to him to lay hold of it. The man, twisting the rope round his hand, was hauled on board by the watch, and having received no injury, in a short time recommenced his work.

They term that wind "*shoortah*," when, after a storm has blown over, a gentle and

pleasant

pleasant breeze, like a morning gale, prevails: from it the seamen, after the labour attending a storm, obtain rest. Sometimes, however, it happens that there is no breeze at all, the ship is becalmed, and the masts swing from this side to that. Then the extent of sea resembles glass, being transparent and blue; the vessel does not advance on her voyage, and in some parts (of the ocean) remains stationary a week or a fortnight. The mariners then sing and amuse themselves, and the gentlemen (passengers) enjoy themselves in dancing with their ladies. To me all this appeared strange; and becoming desponding, I thought, if the ship remains here a few months we will all be starved, and when shall I be able to return to my native country?

## CHAPTER II.

**The Author arrives at the island of Mauritius, and what occurred there.**

On the 7th of Shoual I arrived at the Mauritius. I paid a visit to a person called a Sarang, or an officer of Lascars, and to seven Musselmans, who were natives of Hooghly, Bulwar, Umbo, &c., and who had come (together) to pray at the feast.* I observed that every man had a wife and children, and from having lived there some time they had no inclination to return to their own country. They had married female slaves of the French, and had become their servants, consequently their masters would not allow them to leave. I was greatly rejoiced at seeing my countrymen, and through their means, during the sixteen

* After the fast of Ramazan.

sixteen days that I remained there, I was comfortably lodged.

The island of Mauritius is seventy-five coss* in breadth. Towards the centre there are hills, woods, and desolate tracts; but on the east side two or three thousand begahs† of land are cultivated, where also is a small city.‡ The French factory and fort are constructed of stone, and are surrounded by gardens. Every respectable Frenchman having selected for himself a quarter of a coss of land, surrounds it with a hedge and cultivates it. For agricultural purposes they have (each) fifty or a hundred male and female slaves. These slaves, in their youth and nonage, are brought from Madagascar and Malabar: they are purchased at a high price (fifty or sixty rupees each) from the ships employed in the slave-

* A coss is equal to two miles, generally.

† A begah, in Bengal, equal to 1,555 square yards.

‡ Port Louis.

slave-trade, and are employed in cultivating. In this island, besides Indian corn, ralah, dham, wheat, and cholum, there are no other kinds of grain. Those who are wealthy live upon fine wheat and rice, which are imported from Bengal and other countries; the poor people and slaves are fed upon Indian corn, &c. They also prepare and eat a species of plant which grows there, the root of which resembles a radish; of this flour and bread are made. I one day ate a little of this bread, and it had neither a sour, sweet, nor salt taste.

In the bazar, by means of the Lascars, I procured mangoes,* water-melons, cucumbers, musk-melons, and the other varieties of fruits peculiar to the Bengal month Jet. The weight of a mangoe was a quarter of a seer,† and some half a seer, and not fibrous, but of an excellent flavour: the

* The fruit of the *Mangifera Indica.*

† A seer is generally equal to two pounds.

the colour of the mangoes was green outside and blue inside. In Bengal this species of mangoe is scarce. Amongst the hills the cauzee nimboo and red pepper grow spontaneously: they are brought in from the jungles by the poor inhabitants, who sell them in the bazar.

Here copper money and cowries are not current; but there is a paper currency, from one hundred or two hundred rupees down to eight and four annas. Notes are the medium in purchases and sales. The cold is great, and the earth is arenaceous, therefore a wall of mud and brick is not permanent. The houses are constructed of wood; the verandah of the house is likewise wooden. Wheels are placed below the floor, by which the house is elevated one or two cubits from the ground. The grass not being adapted for thatching, they fix with iron nails pieces of wood on the roof, after the manner of tiles, the one

over the other, and the smallest quantity of rain-water does not percolate through. A house does not stand in need of repairs till after 50 or 100 years. The dwelling being on wheels, when they wish they use it like a carriage, and convey it far or near, even to the distance of one or two coss.

Around the whole of this island, on account of the dangers, there is no anchorage for vessels, except near the town; in the passage to which, for the distance of three coss, there is considerable danger, and it is difficult for ships to near the shore, also for unpractised navigators to pass and repass there. On this account, when for many years there was war between the French and English, the English, although they got possession of all the other French islands, yet were unable to take this one.

It is said, that when this island was inhabited by the Portuguese, rock snakes, serpents, and scorpions were so numerous, that

that the people were unable to remain. It was then handed over to the French,* when their priests, by a kind of necromancy, having caught the snakes, scorpions, &c., placed them in boats, took them a distance of two or three coss and threw them into the sea: from that time, snakes, scorpions, &c. have been unknown in the island. God knows, however, how far this is true. Fish are abundant; the inhabitants catch them with hooks and nets; but I did not observe any (exactly) like the Bengal fish, yet a few resemble the crowfish, and others in colour are like the *serinpotha*, but their mouth was wide and broad; there are also fish similar to the *bheda* and *bhugut*. I relished (from amongst all the fish) the *pontha*, whose colour is white with red spots: both the colour was beautiful and the taste excellent. I saw, likewise, other fish of

 good

* In 1720.

good flavour, resembling *bonalee* and *moe*, both with and without scales.

The second day after we landed on the island rain and wind set in, and for three or four days a great storm raged. Thus rain fell in torrents, and two French ships, laden with merchandize, and each riding with a couple of anchors, from the violence of the gale dragged their anchors, and were wrecked among the breakers. Our ship, also, when approaching the breakers, was run foul of by a Spanish man-of-war; but by the mercy of God and the exertions of our brave hands we returned in safety (to our anchorage). The outer plank of the vessel having received some injury, she leaked a little; both the boats on board were stove in, and their planks shivered to pieces. For sixteen days we remained there to repair the damage the ship had sustained. In this storm many vessels were wrecked and injured, (but) after (this) till

we

we arrived in Europe we did not experience such a severe gale, neither did any misfortune befall us. Captain S. and Mr. Peacock,* in a sportive and joking manner, said to me, "Owing to your prosperous foot† and your worth, there is no "fear (of danger)." I replied, "From an "impure creature like me, and from my "poor foot, what advantage is there? "But God, in his providence, hath "watched over his servants, and hath "preserved his slaves' field of hope fresh "and verdant."

* Another passenger.

† Lucky feet, and the influence of the evil eye, are firmly believed in, both by Musselmans and Hindoos.

## CHAPTER III.

Of the Cape of Good Hope, and the Island of Ascension.

After we had weighed anchor our course was south-west. When we neared the Cape of Good Hope we were unable to weather it on account of an adverse wind, and retrograded five hundred coss. For twenty-five days the wind blew from the same quarter. When it abated a little we doubled the Cape with great difficulty. For two weeks we lay at anchor at Cape (town).

The Cape itself is a promontory of the country of Hubsh.* The country round the Cape is under the dominion of the Dutch, who have built near the sea a beautiful city, and there planted different varieties of European and Indian trees, such as the vine, apple,

* Black.

apple, nashputee, quince, pear, bandana, mangoe, and plantain. The inhabitants plant cypress and box trees in their gardens and along the walks, and are great horticulturalists. Before the Dutch settled at the Cape it was a wilderness, and the Hottentots and Bushmen of the country were like the caste of Tumblers in India: they carried their houses along with them; and men, women, and children, to the number of seven or eight thousand, with horses, sheep, and cattle (were in the habit) of coming to the Cape from another country, and having remained there for three or four years, afterwards moved off in another direction. The clothing (of the Hottentots) is undressed skins, and their diet raw and half-raw meat, also milk, mutton, and wild fruits. They are of a good stature and corpulent, and are so swift and active in the chase, that they catch with ease wild boars and deer. They

dig

dig deep pits in the elephants' haunts, and when these animals come in herds from the jungles and hills to graze, they make a great noise with musketry, and drive them in the direction of the pits, into which they fall, and in a few days they die for want of food and water, and the Hottentots dispose of the ivory tusks to merchants.

The Dutch purchase men, women, and children in Bengal. I visited some of these slaves, and although they had forgotten the Hindee and Bengalee languages, yet we were able to converse by signs. They used to fish for me.

The island of Ascension is situated to the north-west of the Cape, and we arrived there after a month's voyage. This island is uninhabited. Fish are plentiful here. Amongst them there was a small species resembling the crow-fish: the mouth is gaping, and the body covered with

scales

scales of a black colour; they are of excellent flavour and in great numbers. The seamen took them with hooks.

Here the turtle is of great size, and weighs twenty maunds,* or even more. On moonlight nights, when they repair to the sandy beach of the island to deposit their eggs, the seamen conceal themselves and lie in wait for them at some distance. When the turtle lands the people rush forward, seize him behind, and overturn him. In this way, in one night, we caught forty or fifty, and the flesh and eggs were a great treat to the crew. A turtle served for a day's consumption. Water fowl (of all sorts) abound here, and birds resembling the *kulung* are numerous; but they do not build nests, for there are neither trees nor grass here; they live in pairs on the tops of hills, rocks, and eminences. I observed that they were not afraid of man, for when

 the

* A maund is equal to twelve seers, or twenty-four pounds.

the sailors attempted to seize them they merely screamed, and struck with their beaks at the hands of the men who caught them.

The men gave me two birds of the goose species, which I carried on board, and my servant, Muhumud Muckeem, was well pleased at seeing them. Having killed them, he cleaned and purified them, and dressed them in ghee* and with hot and cold spices; but the meat was tough, and an unpleasant stench could not be got rid of. At last we threw the whole dish into the sea: but the Europeans ate them, having first grilled them on the fire. Europeans, particularly the French caste, are certainly very dirty feeders.

The ocean is full of wonders. If I chose to write of them all it would require a separate volume, therefore a short account will suffice.

1st. The

* Clarified butter.

1st. The flying fish in appearance resembles the dewa fish of this country; it is three fingers in length, and on the sides there are a couple of wings, which are four fingers long, similar to a spider's web, and of a finer texture than silk paper. As long as the wing of the fish remains moist they have the power of flying: when the wing becomes dry from the sun and wind acting upon it, the fish falls into the sea or upon the vessel. Seamen place a small quantity of opium in the belly of this fish, carefully preserve it, and dispose of it at a high price in India and other countries. The doctors of Hindoostan say that it is a powerful stimulant, and from eating it an impotent person recovers his lost powers. The sand-fish likewise possesses this property.

2d. The sea mugur,* or in English the whale; in bulk it is equal to two full-

E 2 grown

* Mugur is commonly translated alligator, here it means a cetaceous animal.

grown elephants, and even larger: its jaws, also, are like those of an elephant. Its nostrils are on the crown of the head. In the act of inspiration water gets into its throat, and when it expirates the water is thrown out and rises like a fountain, and in height equal to that of a palmyra tree, and with a mighty noise, so as to be heard at the distance of a mile.

In expectation of getting something to eat, and in order to see the ship, one of them approached us. At one time it dived, and at another rose above the surface. If upon its emersion it had happened to strike the vessel, even slightly, perhaps she would have been bilged. When I saw it I was greatly alarmed, and was afraid of its near approach.

3d. The mermaid is a beautiful woman from the head to the waist, with two breasts, a mouth like a flower, black tresses, dark eyes, of a good stature, with

eyebrows like a bow. On seeing her countenance the hearts of lovers are wounded, and those who are inexperienced in affairs of the heart are confined in the snare of her enticements. Beneath her waist half the limbs and lower parts resemble a fish with a forked tail. The effigy of this animal is placed on the stems and sterns of ships. These extraordinary beings are seen by mariners near dangerous parts of the ocean, and when they appear it is a bad omen. May God in his mercy prevent any one from seeing its countenance, for it is a kind of genii. When it sits upright in the water to the waist and shews its face, the sailors viewing its countenance lose their senses. It then calls on one of them by name. The individual called upon, on hearing its voice, becomes greatly agitated, and prepares to go upon hearing the call repeated: at the third summons he leaps into

into the sea, and is lost to the view of beholders. They say that if that person were to be bound with a chain of iron even that could not detain him.

## CHAPTER IV.

The author arrives at Nantz, in France, and what happened there......He lands in England.

WHEN we had approached within one or two coss of the shore, at Nantz, a town in France, we let go the anchor and fired a gun: a pilot-boat then put off to us, and the pilot brought us to the wharf of the French Company.

Then the poor people who dealt in every commodity came and offered us for sale different kinds of fruit, bread, and fresh butter. The sailors, who had not seen this fare for six months, regaled themselves on it, and were greatly rejoiced at seeing their native land. I myself for six months had (hardly) seen any thing besides the sea and sky, and like a wild animal confined in the cage of the ship was continually

numbering the planks, and thought that there were perhaps no bounds to the ocean. In short, the sight of the land and the buildings infused a new life into my frame.

I thought it strange that the lower orders of French, who (I suppose) were unable to purchase (leathern) shoes, wore wooden ones, in which they walked along in a ludicrous and whimsical manner. In England, though there are (many) poor people, yet they do not appear abroad without (leathern) boots or shoes. Captain S. and Mr. Peacock, seeing the (miserable) condition of these people, laughed, and said: "These are very wretched people, "but it is all owing to their own indo-"lence, for they are not industrious like "the English."

When we came alongside the custom-house, the custom-house officers came on board, and stationed sentinels, because it is an edict of the French king that no

private person (clandestinely) shall bring or dispose of merchandize: if any one does so, the goods are seized and a penalty inflicted. Under these circumstances, the mates, a doctor, and a clergyman, who had brought some pieces of cloth from Bengal, concealed them, like thieves, in their pockets, tied them round their necks, rolled them round their waists, and went to their own houses.

Captain S. and Mr. Peacock having disembarked, went in search of a hired lodging, and I remained two or three days on board. These gentlemen took a great quantity of cloth and other things with them, for the French (custom-house) officers do not molest Englishmen and people of other nations, but allow them to pass unexamined.

I remained in Nantz for sixteen days, after which Captain S. and Mr. Peacock set out post in a carriage for England, and

I, embarking on board a sloop with the baggage that was left behind, after a week's voyage arrived at Calais. I remained there a fortnight, and went about seeing the sights in the town. The country people build the walls of their habitations of stone and plaster; and having finished (the wood work) of the roof of the house, they place upon it earthen tiles. In Europe there are no bamboos; for this reason the roof is made with planks. The food of the lower classes consists of broth and barley bread: their dress is of thick woollen, or cloth made from the hemp plant, of which also ropes are spun. Only a few of the people wear (leathern) shoes and boots; the generality do not.

The French assert that the English are instructed by them in music and horsemanship, for the wealthy among the English send their sons and daughters to the schools in France; in consequence of which,

which, say they, the English are now skilled in the arts and sciences. In former times they had neither the abilities nor the skill which they now possess, and were ignorant like the generality of Hindoostanees: however they allow that they are brave soldiers. The lower classes of English (say they) do not go to foreign countries to serve or get employment; why? because they are a stupid race and slow at acquiring knowledge, therefore even if they did go to other countries, no person would employ them, consequently they would be reduced to misery for want of food and clothes. But the French caste are skilled in all the arts and sciences, and wherever they go they ingratiate themselves with strangers, and acquire dignity and honour. In short, I clearly perceived that the whole conversation of the French was an attempt to display their own superiority, and without any good reason they abused other castes.

 After

After leaving Calais I arrived in England in one day, at the small sea-port of Dover. The custom-house officers came on board the packet to examine us, and in the trunk of Mr. Peacock's wife, who was of the caste of black Portuguese, they discovered two pieces of moosujhur,* and one piece of kumkhoab;† they therefore determined to punish her. I disembarked and put up at an inn, and having written a letter concerning all that had happened to me, I despatched it by post to Captain S., then in London.

I was constantly in the habit of viewing the sights both in the city and neighbourhood; and the English, who had never before seen a man of Hindoostan dressed in the manner I was, accounted me a great curiosity. They came to me in crowds

* A kind of silk cloth.

† Commonly pronounced kinçob, silk worked with gold or silver flowers.

crowds, and because I was a foreigner they were very kind to me. The great and small of the town shewed me that they were friendly and favourably disposed towards me, as if I had been an old acquaintance: I was comforted by their kindness and humanity, and care was banished from my soul.

One day some people took me along with them to the assembly-room, where were ladies and gentlemen and a band of music. As soon as we arrived there, a stop was put to the dancing and music, and they all began to stare at me, and having examined my robe, turban, shawl, and other parts of my costume, they thought that it was a dress for dancing or acting in. I endeavoured to persuade them to the contrary, but they would not believe me; and every one in the assembly continued to gaze at my dress and appearance, and I continued observing their excellent

excellent entertainment: and it is singular that I, who went to see a spectacle, became myself a sight to others. In that wisdom-deceiving assembly, the fairies, seeing the Hoorees* that were there met, drew over their faces the veil of shame; and the boys of Paradise viewing their sun-like faces, being put out of countenance, hung down their heads. I myself, losing my senses, could see no difference between the brightness of a lamp and the splendour of their beauty. I stood like a statue in one spot, and reflecting on the excelling power of the Almighty, I praised the Lord, and recited this distich:

> "Out of dust he produces a (living) body,
> "And from seed makes a fair face."

Captain S. and Mr. Peacock having come down from London in order to recover their effects, placed me along with Muhumud Muckeem in a carriage; and after

* Black-eyed nymphs of Paradise.

after our arrival in London, and in the neighbourhood of Covent Garden, in Captain S.'s brother's house, we rested ourselves after the hardships of the voyage.

I was highly pleased with London, and the English likewise were much gratified at seeing me. Notwithstanding I was neither a man of science nor abilities, yet they treated me kindly. Truly, I am unable to praise sufficiently the worth and virtues of Europeans, for they esteem a traveller or an inhabitant of a foreign country dearer to them than their own life, and take great pains to win the confidence of strangers, and greatly patronized me.

Before I went to England the English had never seen a moonshee dressed in the manner I was, only Chatgaon and Juhangeer Nuggur Lascars,* the people were (therefore) unacquainted with the manners and conduct of a Hindoostanee: on this account

* Hindoostanee seamen.

account I was reckoned a great man of Bengal, if not brother to some nouab or other, and people came from far and near to visit me. Whenever I attempted to go abroad, crowds accompanied me, and the people in the houses of the bazars thrust their heads out of the windows and gazed at me with wonder. The children and boys took me for a black devil, and being afraid kept at a distance from me.

At the time I arrived in London it was the hot season, and I used to dress in my jamah,* with my turban on my head, a sash tied round my waist, and a dagger in my belt, and went abroad after the manner of a man of Hindoostan. Many people were much pleased with my costume, and a few thought it was the dress of the Harem and of delicate females. After two or three months had passed in this way every one entered into friendship with me,

* A long garment.

me, and the fear which the common people had of me all vanished: they then approached me, and the ladies of the bazar, smiling, said, "come, my dear, and kiss me."

## CHAPTER V.

A Description of the City of London......The Buildings...... St. James's Park......The Streets and Shops.

WHAT can I say in praise of the City of London? for on the whole face of the earth there is no other so large or so beautiful. My tongue wants ability to describe in a fitting manner the excellence of that city.

A river flows through the midst of it, upon which is seated the city fort, which is built of black stone and is very strong: it is called the Tower. In it are numerous armouries, and I saw there an immense number of cannon of brass and gun-metal, both plain and ornamented. One gun is very large: in length it is sixteen cubits, and its diameter is such, that if a person sits down on one side of it, he will not be able

able to see a person sitting on the other side. The muzzle is so wide that a middling-sized tailor can sit in it and work. A woman with child of a bastard lived for a year in this gun and bore the child; the seducer came at night and brought meat and drink for her, and no other person knew of it.

In London, edifices of brick are numerous; but I observed that the churches, both old and new, were generally constructed of stone.

Amongst them the cathedral of St. Paul's is celebrated for its size and beauty, and is deserving of being visited. My tongue is unable to speak its praises. When I had entered the edifice and the gallery, Captain S. (also) entering upon the gallery, said in a whisper, "Moonshee, "what are you about?" I was then standing at the distance of forty cubits from him, and his voice fell distinctly on my

 ear;

ear; and I replied, "I am viewing the "spectacle;" and my answer likewise was plainly heard by the Captain on the other side. From the gallery, ascending by the outer stairs of the building, I reached the upper part of the cupola, from whence ten or twelve coss of the plain below fell under my view: then all the buildings of five and seven stories appeared in my eye to be very small, and the people, horses, and sheep seemed to be the size of cats. Truly it was a heart-opening and a pleasure-inspiring fabric. There are no stone buildings, either of the strength, height, or size of this in Hindoostan, with the exception of a few of the domes of Bejapoor.*

Westminster Abbey was built by a king of Denmark: it is very ancient, but even now it appears new. In it there are sta-

tues

* The mausoleum of Sultan Mahmood Shah, which I have seen, is surmounted by an immense cupola, and is equal in height to St. Paul's; in it there is also an excellent whispering gallery.—T.

tues which were executed by the first sculptors. One of them is the figure of a beautiful female: it is of marble, and three and a half cubits in height; it stands in the centre of the edifice, on a white slab. From a distance it seems to be a woman standing with a sheet thrown over her head. • The lineaments, the curling of the tresses, and folds of the skirt and veil, were all finished to a nicety. When I viewed it from a short distance, I knew not whether it was a living or an inanimate form; but upon approaching it I was greatly amazed at seeing so beautiful a statue. Similar to this one I saw many other statues and beautiful forms, and from beholding them my heart was gladdened.

The King's palace externally is neither beautiful nor magnificent: the exterior walls are not even plastered, and it resembles

sembles the houses of the merchants; but the residence of the Queen is very handsome. I was informed that the interior of the King's Palace is elegant and chaste, as the suites of rooms and the buildings of the harem, which are painted of a verdigris colour.

The generality of the houses in London are of three and five stories. In this country (Bengal) the rooms are lofty, in order that there may be a current of air in hot weather; but in consequence of the cold and frost in Europe, they are low. The floors are wooden, the ceilings are painted white, and the walls are covered with coloured paper. When the wind blows the walls of the houses shake, and strangers are afraid of their falling; but there is no cause for fear, though I myself was alarmed.

Near the Queen's Palace there is a park, in

in which deer are kept: the walks on both sides are lined with shady walnut-trees. On Sunday, men, women, and youths, poor and rich, travellers and natives, resort here. This park enlivens the heart, and people overcome with sorrow, repairing thither, are entertained in a heavenly manner; and grieved hearts, from seeing that place of amusement, are gladdened against their will. On every side females with silver forms, resembling peacocks, walk about, and at every corner fairy-faced ravishers of hearts move with a thousand blandishments and coquetries; the plain of the earth becomes a paradise from their resplendent foreheads, and heaven (itself) hangs down its head for shame at seeing the beauty of the loves. There lovers meet their fairy-resembling sweethearts: they attain their end without fear of the cutwal* or

* The chief officer of police of a city or town.

or of rivals, and gallants obtain a sight of rosy cheeks without restraint. When I viewed this heavenly place I involuntarily exclaimed:

> "If there's a heaven on the face of the earth,
> "It is here! it is here! it is here!"*

The streets of the city are spacious. On both sides are houses, three and five stories in height, which are uniform, resembling the Calcutta barracks. They are neither crooked nor deviate from a straight line, therefore strangers and ignorant people are apt to commit mistakes. To prevent errors, the owner of a house causes his name to be engraved on a brass plate which

* "Agur firdos be rooe zumeen ust—humeen ust, humeen ust, humeen ust."

> And the love that is o'er, in expiring gives birth
> To a new one, as warm, as unequalled in bliss;
> And, oh! if there be an Elysium on earth,
> It is this! it is this!
>
> MOORE.

which is affixed on the upper part of the outer-door. Artizans and tradespeople have the signs of their occupations painted on a board which is attached to their doors: as, for instance, if it be a shoe-maker, there is the figure of a shoe; if a baker, the picture of a loaf; if a fruiterer, different kinds of fruit. I was told that in the same way the residences of the cyprians are distinguished: of this, however, more hereafter.

The people of condition inhabit the first and second floors of the houses: the fourth floor is appropriated to servants; the ground floor is rented as a shop. In the shops are glass-cases, in which the different articles are properly arranged.

The streets are paved with stone, and their breadth is such that three carriages are able to pass one another: besides, for foot passengers, on both sides of the streets

there is a space of two yards and a half in width. Horsemen and quadrupeds are not permitted to go upon the pavement, which is set apart for foot passengers and gown-dressed ladies.

## CHAPTER VI.

The Theatre......Circus......Juggling......Vauxhall......
The gigantic Woman.

In Europe the manner in which plays are acted, and balls and musical parties conducted; is (entirely) different from that of Hindoostan. The people of this country (India) send for the singers to their own houses, where they view the entertainments, and squander away a large sum of money for one night's (amusement). In Europe it is usual for a few individuals to enter into partnership, (or) as it is called in English, a company. They fit up a house, in which dancing-girls, skilful musicians, singers, and actors, are engaged to perform. The audience consists of from three to four thousand people. The lower orders, who sit above all, give one shilling,

 equal

equal in value to half a rupee; the middle classes, who sit lowest of all, a rupee and a half; and the great folks and noblemen, who sit (round) the middle of the house, give two rupees and a half. Separate rooms (boxes) are allotted for them. The place where the King sits is in front of the dancers. His Majesty sits there along with one or two of the Princes; and these give each an ashrufee.* Now it is to be understood, that a poor man for eight annas,† and a rich individual for rwo rupees and a half, see a spectacle which is fit for Royalty itself, and which the people of this country have not even seen in their dreams. In one night the dancers and musicians collect five or six thousand rupees, which cover the expenses, and the audience is sufficiently amused.

It

* A gold coin. The Calcutta ashrufee is equal in value to £1. 11s. 8d.

† Sixteen annas make a rupee.

It is the aim of this caste to accomplish great undertakings at little expense. In Hindoostan luxurious young men, for seeing a nauch,* squander away, in one night, one or two hundred rupees; and lakhs of rupees of patrimony, which they may succeed to, in a short time take wing.

How can I describe the dances, the melodious sound of violins and guitars, and the interesting stories which I heard, and (all the things) which I saw? My pen lacks ability to write even a short panegyric.

From amongst all the spectacles, that of the curtains of seven colours (the scenes) is exceedingly wonderful, for every instant a new painting is exhibited. Then people, disguised like angels and fairies, the one moment come upon the stage and dance, and the next vanish from the sight. There is also a man with a black face, who is a kind

* A dance.

kind of devil, and called Harlequin: at one time he appears, and at another time hides himself, and sometimes attaches himself to the others, and taking the hands of the dancing-girls, he dances with them; he then scampers off, and taking a leap, he jumps through a window. At seeing this sport I laughed very heartily. In a word, the (whole) entertainment is excellent and wonderful.

Talking is not permitted in the Theatre: although the crowd is great, yet there is neither noise nor clamour. When a pleasing story or adventure is heard or witnessed, and they wish to express their approbation, instead of saying *shabash!** or *wah! wah!*† they beat the floor with their feet, or they clap their hands, by which they signify their approval.

I saw many plays performed. From amongst them is the (following) story, on which

* Excellent! † Bravo! Bravo!

which a play is (founded), and which I saw acted. A certain Captain was married, and without the knowledge of his spouse he likewise wedded another woman. When his first wife became acquainted with this circumstance she raised a great clamour, and in a mighty rage laid her complaint before a court of justice. In the law-books of this caste it is ordained, that bigamy being a very serious offence, the punishment is death. The judges, therefore, sentenced the Captain to be executed. Then the prosecutrix, who for many years had been affectionately attached to her husband, grew ashamed of having complained, cried exceedingly, and resolved upon dying, and, in tears, accompanied her criminal husband to the place of execution, and went along beating her head and breast. The other female likewise, with her heart on fire, walked on the other side of the man, who walked between the

two

two, and like a corpse proceeded on the road of death. At the place (of execution) there was so much grief (displayed) that I am unable to describe it. In the end, the judges, by the King's recommendation, pardoned the Captain's crime.

The Circus is a house where a horseman resides, who is unrivalled in his profession, and in riding surpasses Sham* and Rostum.† The Circus is a favourite resort: those who go there give each a shilling (for admittance). The horseman first brings forward a horse, which he animates by the application of the whip. During the time the horse is galloping he takes a leap, and springs upon his back and stands upright, then stands on one leg and turns round, the horse all the time galloping swiftly in a circle. This accomplished rider then dances on the horse's back, and wheels round.

* A name of the Hindoo god Krishna.

† One of the twelve champions of Persia.

round. Sometimes he lies at length on its back, at other times he stands erect; at one moment he stoops down, at another, placing his head on the saddle, he throws his heels in the air, and beats time with his feet; and sometimes lifting his hands from the saddle he claps them, and keeps time with both hands and feet: again, placing both hands on the saddle, he tumbles over. But the most amusing part of the exhibition is this: though the money in Europe is very small, yet he seizes (a piece) with his lips, and lifts it from the ground. Now the *chabook souars** of Hindoostan take up pieces of money with the hand, which is nothing compared with this. After this feat he produces a second horse, and causes the two to gallop side by side, and dances and turns round, sometimes on the one and sometimes on the other. Afterwards a third horse is

 brought

* Horse-breakers.

brought out, and he dances on it in the same way: he then leaps over the three horses from one side, and alights on the ground, on his feet, on the other. At this all who were present were amazed.

He next placed a bar and caused a horse to leap over it. He then elevated the bar, and upon attempting to take the (higher) leap the horse grazed the bar with one of its hind feet, and both horse and rider fell to the ground. The fall was a severe one, but the horseman accounted it a trifle, and springing up instantly he quickly remounted, in order that no one might say there was any defect in his horsemanship; and feeling annoyed at the horse's want of powers, he punished it slightly, and animating it by causing it to gallop round the circus, he then cleared the lofty bar, and all the spectators applauded and testified their approbation.

JUGGLING—From amongst the juggling tricks there was the following. In a small copper cistern there was a wooden duck set a swimming, the spectators standing round. The juggler then made a sign in a certain direction, and the duck immediately turned its head towards him, and approaching the side of the cistern, remained there. The letters composing people's names being written on separate pieces of paper, were disposed apart round the sides of the cistern: the duck, of itself, dabbed with its beak at the different letters, until it had gone over all the letters of the name of an individual. Although I was unable thoroughly to comprehend the reason of this, yet I understand enough of it to know that it was occasioned by the innate property of the loadstone; for (probably) in the body of the duck a piece of steel was concealed, and the juggler

having in his hand a loadstone, to which-ever side he signed, the wooden duck went, and remained there.

To the south-west of the metropolis, and on the other side of the river, there is a garden which is very extensive. In the centre of it is a house, where there is dancing and bands of music: the visitors amuse themselves below. Women and girls who are celebrated as singers come there and perform, and the audience praise and applaud them. In the recesses of the garden are arbours: in one of these are many pictures of men and women, and some represent fairies with a couple of wings on each side: these seemed very beautiful and handsome. There was also a very correct representation (of the scene) after the defeat of Nouab Surajah Dowlah, at Plassy, when Nouab Meermuhumud Jaffer Cawn, Lord Clive, and the English officers, are all embracing one another and shaking

shaking hands. In other places there were fire-works and cascades, and the great resplendence from the lamps was (to me) a source of exceeding wonder.

There was an exhibition near the bazar of the Haymarket of a tall and corpulent female: the people who went to see this sight gave each a rupee. Her height exceeded five cubits. As soon as she heard that a black Hindoostanee man had come to pay her a visit, she quickly came to me in a mirthful and laughing manner. When I stood before her I only reached to her arm-pit. She was stout in proportion to her height: her wrist was thicker than mine, and in bodily strength she resembled a champion. Truly, her figure was so desirable, and her face so beautiful, that my pen is unable to recount the praises of her countenance and stature, and my tongue has not the power to give a relation of her fairness. To be brief, I was amazed

at

at seeing her; and she not having before seen a Hindee man dressed out in the manner I was, contemplated me for a short time with wonder; and I, viewing her loveliness and beauty, was confounded.

## CHAPTER VII.

### An Excursion to Oxford, and some Account of the University.

After I had resided three months in London, it was with grief and sorrow that I left it, and in company with Captain S. arrived at Oxford. However, at seeing this city my dejected heart was gladdened, and from viewing the beauty and clean appearance of it, the bird of joy constructed a nest on the branch of my heart.

The city* of Oxford is distant three stages from London. There I beheld the buildings of the University and ancient churches, which were upwards of one thousand years old, and till this day remain entire: they are not at all dilapidated, but appear as if they had been recently erected. The roofs of the cathedrals are covered with sheets of lead, and no rain-

water

water is able to penetrate this. The walls are commonly of dark stone. I (particularly) observed one edifice, whose roof was not supported by a single beam: it was entirely terraced over. This was very strange and wonderful; for notwithstanding strong winds and tempests, the roof of the edifice was neither damaged nor injured, although it is without either beam or pillar. Here there are old gardens, which are laid out with clumps of trees and flower-beds. The branches of the trees are cut so as to form representations of men, quadrupeds, &c.: these figures were very curious.

In one of the colleges there was a professor of the name of Dr. Hunt, who shewed me many Persian works. I observed a translation of the Kuleelah and Dumnah, and I copied out for Captain S. the epilogue of the Furhung Jehangeree. Whilst here I visited Mr. Jones; this gentleman

is

is now in the Court of Calcutta. Captain S. and Mr. Jones taking me along with them, went to the libraries, where also I saw numerous books in Persian and Arabic. Amongst these there were three papers written in Persian and Turkish characters, which a certain Mulekool Joosea had sent to the King of England. At that time there was nobody in England who could read Persian (fluently); for this reason the purport and meaning of these papers were not properly understood, and in every place there was the mark of doubt. They shewed them to me, and I read them with facility. They likewise, in order to examine me and try my abilities, put different books into my hand, and according to my capacity I explained their meaning and sense.

Formerly, on ship-board, Captain S. read with me the whole of the Kuleelah and Dumnah, and had translated the

twelve rules of the Furhung Jehangeree, which comprise the grammar of the Persian language. Mr. Jones having seen that translation, with the approbation of Captain S., compiled his Grammar, and having printed it, sold it and made a good deal of money by it. This Grammar is a very celebrated one.

In one of the libraries I saw many statues, and excellent pictures, by the hands of skilful painters and old masters. These were purchased and brought here from foreign countries at a great price: some of them for ten and twenty thousand rupees. The generality of statues of males and females, which are cut from marble, are from Greece. These statues are commonly five, six, or seven cubits in height: perhaps formerly mankind were of this stature. Although I was no judge of the excellencies or imperfections in these statues, yet I was able to observe that in

beauty,

beauty, expression of countenance, gracefulness and dignity, they did not differ a hair's breadth from an animated body. The sculptors who formed these bore away the palm from Mani* and Furhud.† Although, at this time, England is the emporium of the arts in Europe, notwithstanding this, I heard that now a-days they are not able to produce such pictures and statues as these.

In former times there was a painter in England who was a complete master of his profession, and who in his day had no competitor. Having taken a poor man into a private recess of his house he intoxicated him, and fixed both his feet with a nail to the wall, and extending his arms he likewise made them fast with nails of iron; he then stabbed him in the breast with a knife, and when he was in the agonies



* A celebrated Chinese sculptor.

† A Persian statuary of great celebrity.

agonies of death, and about to give up the ghost, he (the painter) made a correct delineation of his expression of countenance and (convulsed) limbs. No one before had ever painted so excellent a picture, and to others of the profession it appeared to be one of exceeding value, and they greatly praised the performance. However, the murder of the innocent man did not remain concealed, and punishment overtook the person who had committed this wicked deed, and he was sentenced to be executed. When this was about to take place, he said, "My picture is not yet "finished, and I have still to apply some "colouring." In order to this being done the picture was given to him. The hardened wretch then blotted the canvas with ink and blackened the face of the painting. The by-standers were astonished at what he was doing, and began to lament, saying, "This excellent picture is now ruined."

When

When they brought him into the presence of the sovereign, the King asked him what was his reason for doing this? He replied, "It was with great labour and trouble "that I painted this picture: and if I am "to lose my life for it, what good will the "preservation of it do me?" His Majesty said, "If I were to save your life, are you "able to restore the painting (to its ori- "ginal state)?" He answered, "Cer- "tainly; for to every matter of difficulty "there is an opening key." When the King had determined upon sparing him, the painter, by some means or other, wiped off the blots of ink, and made the painting clean and as free from stains as it had formerly been. Those present were amazed, and thought him superior to every other master.

It cannot be concealed, that as long as there are patrons of science and encouragers of artists, for one picture a lakh of rupees

rupees will be given, and a murderer may escape unpunished. In England it would be extraordinary if the arts and sciences did not flourish (from their being encouraged). Now in India, if a person by a long course of study were to acquire knowledge, so as to excel the whole world, yet he would remain despised and contemned: he would neither acquire honour nor respect, and in the end misfortune and misery would overtake him. Under these circumstances, it would be a matter of wonder if any individual were to apply himself to, or become distinguished in the arts and sciences.

I saw the observatory, which is very lofty. It consists of nine stories: in every story there are works on astronomy and astrology. The doctors, ascending to the upper part, by means of a large telescope contemplate the seven heavens and twelve signs of the Zodiac, and investigate the influences

influences of the fixed stars and planets, and of every sign. There I saw, likewise, the map of the seven climates,* astrolabes, &c. One of the colleges is that of medicine, in which are suspended from the roof human bones, from the head to the foot, and the limbs and joints of the dead are connected with iron wires.

*. The seven regions of the world.

## CHAPTER VIII.

**The Narrative of the Author's Journey to Scotland...... He arrives in Edinburgh......Captain S. and his Family.**

At the time that Captain S. and myself left Oxford and set out for Scotland it was the season of winter. Whilst we were proceeding on our journey I observed people gliding swiftly along on the ice, and I was told that in one day they go a distance of fifty, sixty, or even one hundred coss. Although (formerly) I had heard the same thing from many gentlemen, I was greatly surprised at it, and did not believe them; but now I was convinced by ocular demonstration, and all doubt vanished from my mind. The manner in which these people travel on the ice is as follows: They place on (their foot) a wooden sole, and attaching to the middle

middle of the wood a piece of steel of a foot in length and of half a finger's breadth, which is clean and polished, they strap the whole on tight to the foot with leather straps. When they stand upright, the piece of steel is straight upon the ice; if the foot slips and is bent to one side the person falls down. This exercise requires great practice. If they frequently exercise themselves in it, they will acquire the power both of gliding along and of turning in different directions: all which I witnessed; for when they passed along, their speed was greater than the wind or an arrow, and their passage exceeded the flight of a bird in swiftness.—When they glided along, the white-robed people of Europe appeared as if angels had descended from heaven and were walking on the earth, or as if fairies were skimming along the level surface of the ground. I was informed that in the caste of Hol-

landers both sexes excel in this exercise, because in their country rivers and canals are numerous. During the period of frost and ice, the lower classes of the country having placed milk-pails and baskets of vegetables on their heads and shoulders, make a circuit of the cities and towns, from the morning until noon, and return to their homes; and it is extraordinary, that from pails that are filled with milk and *ghee*, not a drop falls, neither are they broken.

Travelling in a northerly direction, after a short time we arrived in Scotland. The country is divided into high-lands and low-lands. In Scotland mountains and forests abound; the cities are fewer in number than in England. Now a-days, by reason of their industry and ability, there are merchants and wealthy men (amongst the Scotch), and these are increasing in number: the towns are daily augmenting,

augmenting, and there is also an increment in the wealth. It is an undoubted fact, that riches are acquired by the mutual friendship of both castes, for enmity begets poverty.

The Scotch are an abstemious race, and their valour and bravery are much extolled; they esteem themselves far superior to the English, and say that the English are great gluttons, and of inferior courage. The English, again, account themselves better by reason of their wealth, and despise the Scotch for being poor. The languages of the two countries differ in a few terms.

Having arrived in Edinburgh we alighted at the house of Captain S.'s father. The Captain introduced me to his parents. His father was very old. There were three brothers of them, John S. &c., and two grown-up sisters who were spinsters.

In Europe the manner in which people

marry is as follows. The consent of both the lady and gentleman is requisite. It is necessary that the man be good-looking, of an agreeable temper, wealthy, skilled in business, and that he have a livelihood. On the part of the lady, she must likewise be well-favoured, of a good disposition, have a portion either from her father or from a former husband, and be versed in some of the fine arts. If all these good qualities are centred in one individual, that person is a rarity; and if a man and woman of the above description join themselves in wedlock, it will be a fortunate circumstance. Some people, however, look only to wealth, and marry solely for it. If a lady happen to be both ugly and poor, then no man will connect himself with her; for Europe is the emporium of beauty, and women excelling in loveliness are very common; also wealthy and virtuous ones (abound): therefore it fol-

lows,

lows, that if a lady have neither beauty nor riches, no one inquires after her. On this account, there are thousands of old ladies who have never seen the face of man. Of a truth, in whatever country excellencies abound, their separate values are depreciated. (In like manner) articles which in this country (India) are accounted of no value, in another country are very dear and high-priced. To illustrate this: in Hindoostan a seer of tamarinds is sold for a pice,* but in Europe, &c. a seer sells for a gold mohur,† or even more.

The father of Captain S. became completely crazed in his old age; and being prodigal in his expenditure, his eldest son, John, according to the usage of the country in similar cases, laid the case before the court, and stated: "although this person is my father, yet "from

* A pice is a small copper coin.

† Equal in value to fifteen rupees.

" from being in his dotage he has be-
" come lavish in his expenditure." The eldest son being the heir of the property of his father, the gentlemen of the court; according to the practice of the country, put a stop to his extravagance by depriving him of the management of the property, and constituted the eldest son the manager of the estate; at the same time enjoining, that he should allot to his father whatever was requisite in the way of food and clothes: as I myself saw was the case. Mr. S. senior, though he was superannuated, being upwards of seventy, yet employed himself in painting, and did not misspend his time.

I learned that (formerly), when Captain S. was in Europe, he was deeply versed in surgery, and (once), for the purpose of dissection, he disinterred the corpse of a poor man. This having been discovered, for fear of his life he embarked on

board

board ship and ran away, and for many days practised as a surgeon in the countries of Malacca and Pegu. From thence he went to Madras, and accompanied Colonel Clive (Sabit Jung Buhadoor) to Calcutta, at the time of the war with Nouab Surajah Dowlah. After this, in Azemabad, he was a Captain of a battalion of Sepoys, and on intimate terms with General Carnac, and a companion in arms with him in mighty battles, and distinguished himself by his bravery. He then, with one battalion, achieved the conquest of the countries of Teera and Roshunabad. After this he served under the command of Major Adams in the wars of Casim Allee Khan, and strained every nerve, and exerted himself greatly (in assisting) to subdue Moongeer and Azemabad. He next (served under) the commander-in-chief, General Carnac, when he attended at the stirrup of Shah Alum

Badsha

Badsha with an English army. He (Captain S.) was present in the conflicts at Calpee and Kor Jehanabad, and attained a high reputation for valour; and in the wars of Nouab Shoojaut Dowlah, he became General Carnac's secretary. Finally, for the reason mentioned at the commencement of this work, he returned to Europe.

## CHAPTER IX.

Some Account of the Highlands.

In that region the towns are few in number, but mountains, forests and desolate spots abound. There, for twelve months in the year, it snows and rains; but the males of the country, especially the lower orders, from being so accustomed to snow and cold, suffer no inconvenience whatever from either. As an instance of this, the poorer sort, as the caste of shepherds, spreading half of their cloak on the ground, and covering themselves with the other half, lie down to sleep in the jungles. When the snow is collected in a heap on the cloak, they jump up, give it a shake, and again betake themselves to rest in the snow.

The tails and wool of the sheep are curled like the cotton of a coverlet;—for which reason the cold makes no impression on their bodies, and during the twelve months the flocks remain out in the jungles and pasture grounds. During the time snow is on the ground, and when they can get neither green herbs nor grass, both sheep, horses, and cows are fed upon hay. Those sheep on whose bodies the wool is scant, by reason of the frost remain thin and weak; but there are here very few of this description. The grass of Europe is sweet scented, and is highly nutritive for animals. In Europe there is neither gram,* mash,† nor hurburah;‡ but there is a species of grain whose seed is blackish: it is called corn. The Scotch people eat this themselves and also feed horses upon it.

The

* *Gram* or *koolthee*, name of a grain (Dolichos biflorus.)

† A kind of vetch (Phaseolus max.) ‡ Unknown.

The Highlanders wear a bonnet and jacket, but neither breeches nor boots. Their lower body is covered to the knee with the skirt of their jacket; the knee is bare. Below the knee they wear cotton stockings on their legs, and shoes with buckles on their feet, and carry about with them a double-edged sword. I was told that their valour and bravery exceed all bounds.

There is a tale, that upon a certain time a Highlander having come up to London was walking about in the bazar and was followed by a crowd of Englishmen and boys. From amongst the crowd a person, to create sport, lifted up the skirt of the Highlander's raiment behind. At this he was greatly ashamed; and at the same time his wrath kindling, with a stroke of his sword he cut off that person's head. Then police officers, &c. came to seize him, and surrounded him both in front and

rear; but he undauntedly stood his ground before them, prepared either to kill or die: he wounded many people, and on whichever side he made his assault they fled before him. No one had the courage even to approach him, how then could they seize him? This circumstance coming to the knowledge of the King, he sent some of his own people to call him to him, and ordered them to say to him, "his Majesty has sent for you." The Highlander, upon hearing the King's name mentioned, immediately bowed his head, and followed those who had been commissioned to call him. When he came into the presence of the sovereign, the Monarch asked him why he had committed murder without a cause? The Highlander, according to the custom of Europe, kneeling on one knee bowed his head, and having made his obeisance, respectfully said, "when that person (whom I killed)

"had

"had seen my lower body I felt greatly
"ashamed, and being jealous of my ho-
"nour, I committed the deed; but as soon
"as I heard your Majesty's name, pre-
"senting myself before you, I have been
"dignified by being permitted to kiss
"your threshold. If you had not called
"me, no one had the power to take me
"alive." The King approving the defence he had made, acquitted him of the murder, and honoured him with his countenance.

There is another story of an adventure happening to a poor Highlander from not being well acquainted with the English language. He came up to London and was greatly distressed for want of victuals. One day, in the bazar, seeing a person with a friendly expression of countenance, he stated to him his lamentable case. The man asked him why he did not go to the shop of a penny-cook, where it is usual for

for poor people to get food. It is here necessary to state, that in these shops poor people giving a couple of pice, get a piece of bread, a portion of meat, and half a seer of beer or barley water: this kind of shop is called in English a penny-cook's. The Highlander forgetting the name penny-cook, from his ignorance of the language thought that it was *penny-cut*, and going further on he asked the people of the city where the penny-cut shop was. A man (whom he addressed) thought that he wanted to get either his hair cut or to be shaved, and pointed out a barber's shop. The Highlander going to the shop knocked at the door, and was admitted by the barber, who seated him on a chair. The tonsor then filled an ewer with hot water, put a lump of soap in it, and making a lather, placed it on the table before the Highlander, and went up stairs for his razors and other shaving apparatus.

The

The Highlander taking the soap-suds water for broth began to drink it, and swallowed three mouthfuls; and mistaking the lump of soap for a potatoe, and being exceedingly hungry, he chewed and ate it. Upon the barber's coming down stairs and seeing what had happened, he was petrified with astonishment. The Highlander taking two pice from his pocket, laid them on the table, saying, "I am much obliged to you: "the broth was very good, but the potatoe "was not sufficiently boiled."

Stories of Englishmen. A certain countryman having come up to town, alighted at a friend's house and became his guest. The host, setting out a table, entertained him according to custom. The countryman relished highly a fried sheep's liver, for he had never before partaken of such a well-dressed fry, and he wrote down on paper the receipt for mixing the ingredients and the mode of cooking the dish, and

put

put the memorandum in his pocket. The next morning he went to the butchers' stalls, and having purchased a sheep's liver he tied it in a napkin, and carrying it in his hand set out for his own village. A bazar dog came behind him, snatched the liver, handkerchief and all, out of his hand, and scampered off. The countryman, casting his eyes after the dog, said, "It is true you have taken a raw liver "out of my hand, but I have still got "safe in my pocket the receipt for dres-"sing it." In this way, in every country, there is no scarcity of fools and blockheads.

The country people, in particular, are commonly ignorant and stupid, as this other story of the folly of an English countryman will establish.

An old farmer intending to pay a visit to his landlord, said to his wife, "it is "needful that I take with me some pre-"sent or other, to give to my landlord."

Then

Then his spouse having taken a pig, tied it in a small bag and gave it in charge of her husband. The old fellow, placing it on his shoulder, trudged away. When he had accomplished half his journey he came to a house of entertainment, and feeling weary, he laid the bag down and betook himself to sleep. The host seeing the bag, and conjecturing that there was some living animal in it, immediately opened the mouth of it and discovered the pig. For the sake of sport he took it out, and substituted in its place a pup, and tying the mouth of the bag the same as it had been before, he laid it down. After a short time the farmer awoke, took up his bag, and pursued his way in the direction of his landlord's house: arriving there, immediately the landlord heard that his tenant had come, he came to meet him at the door in a very cordial manner, and kindly inquired after his health; and

 observing

observing a bag in his hand, and imagining that there might be something in it, he said, " what is this that you have brought " for me?" The farmer replied, " I am " but a poor man, how then can I bring " you a gift fitting to be presented to you? " but, according to my means, I have here " brought you a pig."—The landlord knowing his poverty was highly pleased (at what he had brought), and said, " for " you this is a great present indeed: " open the bag, I should like to see it." The farmer opening it found a pup inside. Then the landlord flew into a passion, and said in a rage, " What! do you wish to " pass your jokes on me? Instantly be- " gone."—The farmer, ashamed, turned away, and upon again reaching the ale-house, lay down to sleep as before. The host quickly took from the bag the pup and replaced the pig. The farmer awaking proceeded on his way home. Upon his

wife's

wife's coming out to meet him, immediately he saw her, his anger rose, and his face reddening he said, "don't come "before me, I'll teach you better manners with a stick." His wife said, "my dear, are you well? What is the "matter, what fault have I committed?" The husband answered, "you tied up "in the bag a pup instead of a pig, and "have disgraced me before the landlord, "what greater offence is there than this?" The woman replied, "pardon me, I never "was guilty of such a thing."—The wife then opened the bag, when instantly the pig jumped out. The blockhead of a farmer was perfectly convinced that this miracle had been brought about by the porker; for here he sees a pig, and there he saw a pup: and giving it a few strokes with his whip, he said, "you must not "play me this trick again."

## CHAPTER X

Some Account of the different Countries of Europe...... Hussurut Eesa,* and the Christian Religion.

The countries of Europe are Italy, Germany, Proos, Roos, Denmark, Portugal, Aliman,† Spain, France, Britain, Toorkistan, and three other countries whose names I do not recollect. Kings rule over all these countries, with the exception of the caste Wullundez,‡ whose country is very small, and the government is vested in the hands of the nobles. The inhabitants are all merchants and men of substance: they are also great fish-catchers and fish-sellers, on which account the other Europeans contemptuously term the caste of Wullundez, "fish-mongers:" besides, from their

* The Lord Jesus. † Holland. ‡ Dutch.

their having no king, they are accounted mean and of no consideration.

The languages of Italy and France are sweet and elegant; they are studied by the English.

Russia in length and breadth surpasses all the other countries. Its sovereign is possessed of great state and power, and the people are celebrated for indefatigable industry; so that, although the English are both alert and active, yet they (the Russians) call them indolent and lazy. The account of Russia, as given in the *Secunder Nāmah** by Shaikh Nizamee, is the description of the country as it was in former times, for in early ages the people were rude and uncivilized. It is now nearly forty years since one of their kings,† wishing to be instructed in the arts and sciences, went in person to England and other countries (for that purpose), and likewise

* The Alexandrian History. † The Czar Peter.

likewise sent a number of Russians on the same errand. These having acquired knowledge returned home, and instructed others of their countrymen in what they had been taught themselves. So I myself saw two Russians in Edinburgh, who were studying at the college: their complexions were reddish, like the colour of a brick.

The Russian Monarch and his Majesty of England are always on friendly terms. There are many English in the Russian service, who instruct the people of the country in the manufacture of cannon and muskets, and in military exercises. Many English prefer living in Russia. The Russians account the English superior to other European nations as to religion, military matters, and bravery, they (therefore) imitate them in every thing; and now a-days the Russians far surpass other European nations in warfare. A few years ago the Sovereign of Russia approached

the

the Room* of the Mussulmans with an army, and owing to the treachery of the Wuzeer† he was victorious, and attached to his government a soobah‡ of the country of Room; but from the divine goodness and the prayers of Hussurut the Prophet (with whom be the blessing and peace of God), in the end he sustained a defeat and ran away.

After the demise of Hussurut Eesa, for some time the Khilafut§ and office of Imaum‖ devolved on his twelve apostles, and the New Testament, which is used by the caste of Nazarenes, was compiled by them. Then these men separating, went into foreign countries, and began to propagate the religion of Eesa and the laws which he enjoined. In these times, in the different sects of Christians there are slight shades of difference.

The

* Turkey. † Grand Vizier. ‡ A province.

§ The dignity of khalifa (caliph).

‖ Chief priest.

The root of the faith of this caste is, that Hussurut Eesa is acknowledged to be the Son of God, because the Virgin Mary bore him without having known man. However, a few of the English* do not subscribe to this doctrine, because they think that the pure nature (of God) cannot be born of any one, neither from him can any be born. They maintain that the Almighty has no counterpart, and never was created; for, say they, "How "can any one lay the false charge of "*stuprum* to the divinity? for it was "(only) by an exercise of the divine favour "and condescension, that (God allowed) "Hussurut Eesa to be called his son, to "exalt him above the dignity of the other "prophets."

The caste of Jews, who take Hussurut Moosa† (with whom be the blessing of God) as their leader, still adhere to their old

* The Unitarians.

† Moses.

old faith. This caste persecuted Hussurut Eesa (with whom be the blessing of God) in the country of Syria, and finally crucified him. On this account the Jews are accounted by every other nation base and contemptible: no person respects or esteems them; on the contrary, every other caste, and likewise the Muhumedans, wish to put them to death. Under these circumstances, they are in terror for their lives in the different countries of Europe; for the castes of Nazarenes, if they catch a Jew in their country, burn him alive. But the English, whose religion enjoins peace and friendship with every sect, tolerate every one, let his religion or circumstances be what they may. I myself saw many Jews in London who sold eatables and clothes.

Nearly seven hundred years after the time of Hussurut Eesa, the resplendent brightness of Muhumud (with whom be

the blessing and peace of God) enlightened this obscure world; and besides causing the adjustment of sublunary matters, the religion of Islam was disclosed.

The Nazarenes, with regard to what is to be eaten and what abstained from, take no account of what is lawful and what is forbidden, but think *that* preferable which agrees with the constitution. In their medical books it is said, that whatever things are wholesome or injurious, these things are to be eaten or abstained from. Wine is allowed, for the caste of Nazarenes account the drinking of wine and the eating of swine's-flesh lawful pleasures, and care not for what (we esteem) lawful or forbidden, or what (we consider) pure or unclean. They say that "whatever "comes in the course of eating and "drinking is lawful, if it contribute to "health and is digestible; and that *that* "is unlawful, which when eaten proves

injurious.

" injurious. For what is the use of giving
" people so much needless trouble?"
However, there are a few individuals
(among the Nazarenes) who, from their
youth to their old age, never either tasted
wine or swine's flesh, and adhere strictly
to the precepts of the Old Testament;
for they say that " Hussurut Eesa (with
" whom be the blessing of God) conform-
" ed to the Old Testament, therefore it is
" necessary that we follow his example,
" because the eating of swine's flesh
" and the drinking of wine are in direct
" opposition to the injunctions (of the
" Mosaic law). Hussurut Eesa mentioned,
" that whatever was digestible might be
" eaten, but did not particularly explain
" what things we may eat, or that we
" may indulge in wine."

The commandments laid down in the
Testament are: that mankind is to con-
sider the divinity as single; to believe in

 his

his word and in his prophets; not to bear false witness; to refrain from lying; not to commit adultery, nor to kill; and to treat the poor and neighbours as if they were brothers.

The French and other nations place the effigies of Hussurut Eesa and Mureum* in their churches, and worship them. But the caste of English consider this kind of idolatory as an exceeding wickedness; and, unlike these other castes, they keep their churches devoid of all pictures. Every year the French, on the anniversary of the birth of Hussurut Eesa, make the effigy of a pregnant woman as a representation of the Virgin Mary. They cause it to seem as if in labour, and at the time of the birth of the child they draw a *sanguineum pannum* from under the skirt of the effigy, during which music plays, and they shout with joy. They then seat the

* The Virgin Mary.

the wooden effigy on a throne, and reverently fall down and worship it. Whilst I was contemplating this exhibition in the island of Mauritius, Captain S. and Mr. Peacock laughed at what the French were engaged in, and said to me, "this schism "(or change from the original belief) "arises from ignorance and folly. This "prevails both in the religion of the "French and in that of others, but the "English are free from this wicked prac-"tice." Again, the caste of French and others are very bigotted; for if any Mussulman were to go to their country, and were to call to prayers with a sonorous voice and follow other rites of Islam, they would instantly cast him into the fire. On the other hand, the system of the English is that of perfect reconciliation. In their country, if a Mussulman were to build a mosque, and according to the ritual of Islam were to call to prayers and pray,

pray, they would never prevent him, for they say, "what is it to us what the re-"ligion or faith of another may be:" for this is a common saying: "Eesa for his "faith, and Moses for his faith."

Among the French, &c. there are lakhs of hypocritical and wealthy priests. It is one of the customs of the French for the women and men to repair once a year to the priest who is their confessor, and individually divulge to him whatever sins or wicked actions they have committed during the year: and every one, according to his means, gives a large present to the priest, in order that he, by prayer and fasting, may intercede with the Almighty in their behalf, when God, through his mediation, will blot out their iniquities. The English ridicule all this, and say, "what folly and blindness is this! How "will God, who is the king of kings and "the cazee * of the day of judgment, "pardon

* Judge.

" pardon the sins of people from the in-
" treaties of such impure and and useless
" priests ?"

This practice is wholly derived from the Hindoos; for the Brahmins, who are the priests of the caste of Hindoos, have completely deluded the people. They pretend that by bathing in the water of the River Ganges, all the sins that a person has committed during his life will be pardoned; likewise, " if you are charitable to us (the
" Brahmins), we will cause you to enter
" Heaven." In the religious books of the caste alms-giving is strictly enjoined, particularly commanding that they are to be bestowed on the Brahmins. Although one of these may be possessed of a lakh of rupees, yet for the sake of getting in charity a rupee, or eight annas, he goes from door to door. The **Bedd*-reading Brahmins

* The name of the four Hindoo scriptures, likewise termed, collectively, Veda.

Brahmins thought that in future ages, when their descendants have greatly increased, many of them will be helpless and poor, therefore alms-giving was enjoined, in order that a Brahmin may be maintained in the world by charity (alone) without labour or toil.

The division of the Hindoos into castes is an extraordinary thing, the Brahmins being esteemed superior and exalted above the others; and it is enjoined in their books that, with the exception of the Brahmins, no other person is allowed to read the *Bedd*: if any one does so he is damned. In any other caste there is no injunction that the people may not know the divine attributes, or may not read the articles of their faith, or be excluded from the advantages of knowledge. Of the Hindoos (from the above) what can be thought, but that they are excessively stupid? But, besides these, they have other

other customs similar, from witnessing which wisdom is confounded. What can I say more?

To be brief, the priests of the castes of French and others, with their consummate hypocrisy, lead the people astray, and have amassed great wealth. If these people were to read the high Koran, and were to believe in Hussurut Muhumud Mustafa* (on whom be the blessing and peace of God), there would be no great alteration to make between their present rites and those of the religion of Islam. Hypocrisy would then form no part of their religion.

The hypocrites and intriguers, who are amongst both Mussulmans and Hindoos, and who from covetousness of worldly (wealth) array themselves in the dress of Fukeers† and Sofees,‡ are accounted



* The chosen or selected. † Religious mendicants.

‡ Wise men; from the Greek, σοφος. In Persia this

very wicked (by the French &c.), who being disgusted with their pride and presumptuousness, despise even those Fukeers who really abstain from sin, are worthy men, and without hypocrisy. So far do they carry this, that they maintain that our saints are incapable of performing miracles; for (say they) the prophets alone were able to perform miracles, and these (your saints) are not of this dignity.

numbers in that country, many of them neither believe in the Koran nor Muhumud: if they are suspected, or make a display of their opinions, they are stoned by the multitude.

## CHAPTER XI.

Of the Disbelief of the English in Junab Muhumud's prophetical office (on whom be the blessing, &c.) and in the noble Koran.

The English say, "If we could discover "any notice of the prophetical office "of Muhumud in the New Testament, we "would assuredly accept the faith of "Islam." To this Mussulmans answer as follows: "The original books of the New "Testament have been lost to the world. "After the death of Hussurut Eesa, there "were four men from amongst his apos-"tles, whose names were Matthew, Mark, "Luke, and John: these, from memory, "wrote four books, which form a part of "the New Testament. But (there is no "doubt) that Hussurut Eesa did not give "a *distinct* account of the prophetical

 "office

"office of Hussurut Muhumud (on whom
"be the blessing, &c.), (therefore the
"Evangelists) merely alluded in metapho-
"rical language to his history in their wri-
"tings: consequently, in the minds of the
"caste (of Nazarenes) there is a doubt
"(regarding his prophetical office)."

From amongst the different narratives of the New Testament, this is one. On a certain day Hussurut Eesa (with whom be peace), by way of giving advice, related this story: A certain rich man, the owner of a garden, went at the first watch of the day to the bazar, and hiring some labourers at the rate of one dirum* (per day), sent them to work in his garden. At the second watch he saw another set of labourers standing in the bazar: he asked them why they stood idle, and desired them (also) to go and work in his garden, and

* A dirum, twenty or twenty-five of which are equal to a dinar, which again is worth about nine shillings.

and that in the evening every one should get a dirum. Again at the third watch, he went to the bazar, and observed a set of labourers standing unemployed in the street; he asked them what they were waiting there for: they replied, 'We came 'here late, on this account nobody gave us 'employment.' Then that person said, do 'you also go and work in my garden, and in 'the evening every man will get a dirum.' In the evening the three sets of workmen presented themselves before the owner of the garden for their hire, and he gave to each individual of the sets a dirum, according to the agreement he had made. Then the set of labourers who came first began to murmur (and said), 'We have 'been working during the whole day in 'the heat of the sun, and have laboured 'hard, and some of those who came 'after us only worked during one watch, 'and to us and to them you have given

'the

'the same wages.' The master of the garden replied, 'I first of all bargained 'with you to give you each one dirum. They said, 'true.' 'Then,' continued the rich man, 'I have fulfilled my promise, and 'am not to be controlled regarding what 'tends to my advantage or loss.' The Musselmans consider the last set" as applying to them, and say that our Prophet (on whom be the blessing, &c.) appeared in the world after all the other prophets, and from having the gift of prophecy, attained to an equal rank with his predecessors: for this reason, the followers of Hussurut Muhumud have a firm belief, that "undoubtedly we will enter heaven "as well as those who have done so before us" (followers of Moses, Jesus, &c.)

The English say, that "there are four "books which are commonly received;* "the

* 1st. The Tauret (Pentateuch); 2d. Zuboor (the Psalms); 3d. Injeel (New Testament); and 4th. the Koran.

" the other smaller works were indited
" by the prophets: for how can we say
" that any of those works were sent from
" heaven, or that the smaller treatises
" were written by God, for the Almighty
" never sent them in a written state from
" heaven. Now you (Musselmans) main-
" tain that Gabriel brought down the word
" of God. Who ever saw Gabriel, and who
" ever heard his voice? How can we
" believe this without proof, and without
" finding it in our Revelations? The truth
" of the matter is this: the prophets, who
" are the guides and shewers of the road
" to the people, wrote these books accord-
" ing to the best of their knowledge and
" understanding, in order to teach men
" good manners and a correct line of con-
" duct; as, for instance, the Pentateuch
" was written by Moses (with whom be
" peace); the Psalms by David (with
" whom be peace); the New Testament

" by

" by the Apostles of Christ (with whom be
" peace); and the noble Koran by Hus-
" surut Muhumud (with whom be the
" blessing and peace of God)."

The English do not acknowledge the high Koran, or Hussurut Muhumud Mustufa. However they praise the purity of the Hussurut's laws, and say that " Muhu-
" mud, as to knowledge and wisdom, was
" a superior man, for he instituted an ex-
" cellent form of worship:* but there is
" one fault to be found with him, that
" unlike other prophets, he was a slayer
" and a shedder of blood. Now this is
" in direct opposition to the prophetical
" office and the divine mission, because
" the former prophets, by admonition and
" advice alone, shewed lost mankind the
" right road, and men willingly, and with-
" out force being used, became converts
" to

* In comparison with the gross idolatry of the ancient Arabs.

" to the faith of the (original) prophets.
" If any one did not obey them, they left
" him alone; if a person troubled and
" injured them, they merely cursed him,
" and God himself punished him; but no
" (true) prophet was ever a slayer or spilt
" blood."

Captain S. disputed with me, on one occasion, after the above manner. I replied:
" the reason of Muhumud being a slayer
" and spiller of blood was as follows.
" God amongst every nation produced
" many prophets, but did not (always)
" cause their admonitions and advices to
" make an impression on the hearts
" of the different castes, and the people
" troubled and vexed the prophets. After
" some time our prophet was born in
" Mecca. At first he tried favour, kind-
" ness, advice, admonitions, gentleness,
" and tenderness, but these made no im-
" pression on the minds of the people.

" At last, at the hands of the caste Ko-
" riesh,* he experienced great tyranny
" and oppression. When their cruelty
" exceeded all bounds, and he had lost all
" hope of reclaiming them to Islam, being
" helpless, in lowliness and meekness he
" supplicated the Almighty (to point out
" what ought to be his line of conduct).
" Then God commanded him to war
" against the infidels; and from that time
" holy warfare amongst Musselmans be-
" came a divine obligation, and God re-
" venged himself through means of his
" prophet on the enemies of the faith.
" Under these circumstances, then, the
" prophet did not take upon himself to
" kill and slay, he merely obeyed the
" commands of the Almighty."

After I returned from Europe, I gave a similar answer to a Mr. John Graham in Burdwan. This gentleman was continually

* Koriesh, the tribe to which Muhumud belonged.

tinually disputing with Moonshees Meer Suduroot-Deen and Meer Sirajood-Deen, regarding our faith and religion. He denied that Hussurut Muhumud Mustafa (on whom be the blessing and peace of God) had the gift of prophecy or could perform miracles, but he got no suitable answer (from them). On a certain night they were disputing as usual, and Mr. Graham was laughing and jesting, and denying the prophetical office of (our prophet); towards the end (of the debate) I came in, and heard Mr. Graham saying, "Mussulmans believe that by the inter-"cession of Hussurut Muhumud they will "go to heaven, and that all other people "will go to hell: now this is far removed "from wisdom. We, however, do not "believe that Hussurut Muhumud was a "prophet at all; because (after the man-"ner of the ancient prophets) he perform-"ed no miracles, with the exception of

" this one: he bred up a pigeon and let
" it loose in the hills and jungles; and
" when the caste desired a miracle, he
" went to a hill and shutting his hand,
" shewed it to the pigeon, which in
" expectation of getting grain, came
" flying to him and alighted on his
" shoulder or head: then Hussurut Mu-
" humud said, 'Behold! I am God's pro-
" phet, for the wild animals are present
" at my command." The two Moonshees
were very wroth and angry at this affront
to their prophet, and answered this speech
according to the usual belief of Mussul-
mans, and repeated sentences of the Koran
and traditions, and added, " God in the
" high Koran says, that without doubt
" Hussurut Muhumud is the prophet of
" the latter times, and the mediator at
" the day of judgment, for the prophet
" caused the Sun to turn back, and made
" trees to walk of themselves, but if any
" one

" one will not believe in the Koran and
" our traditions, this is a common saying:

" If any one will not yield consent to the Koran and its narratives,
" The answer is this, to him let no answer be given."

At this Mr. Graham shook his head, laughed, and said, " since I do not believe " in your Koran and other books, how " can I be convinced by all that you can " say?" At this juncture I came forward and said, " If you will allow me, I will " say something regarding this matter." Then they turned with attention to me. I continued: " I learn from the trans-" lation of the New Testament in my " possession, and from the books of his-" tory of by-gone times, that (many of) " the former prophets performed different " miracles, yet notwithstanding people " witnessed the performance of these mi-" racles, no man became a convert to " their faith, and the prophets experienc-

" ed

" ed great trouble and vexation at the
" hands of the people; more particularly
" Hussurut Eesa (with whom be peace),
" who resuscitated the dead, gave sight to
" the blind, cured the leprosy and other
" diseases, besides performing many other
" miracles, so that the miracles which
" were exhibited by Hussurut Eesa were
" far greater in number than those per-
" formed by any other prophet whatsoever.
" Notwithstanding all this, during his
" life-time, besides the twelve apostles
" not many more people believed in him;
" and it is written in the New Testament,
" that the caste of Jews caused exceeding
" trouble to the Hussurut, until at last
" they actually crucified him. So, in like
" manner, our prophet, though he also
" exhibited many miracles, yet was op-
" pressed and molested by the unbelieving
" Koriesh, till in the end he received the
" divine command to wage war. Even

" then

" then few people would obey him, a
" small number only accepting him.

" The design I have in saying all this,
" is to make manifest that at no time has
" the world been empty of wicked and
" sinful men; they abounded both in the
" time of Hussurut Eesa (with whom be
" peace) and in that of Hussurut Muhu-
" mud (on whom be the blessing and
" peace of God); there are also many in
" these days. If any one then (being
" wicked and a bastard) will not believe
" in our prophet, what can we do, and
" whither can he repair to have justice
" executed? To conclude, however, the
" Almighty, who is the King of Kings,
" will settle all these misunderstandings
" at the last day."

Mr. Graham having heard what I had said was greatly perplexed, and remained silent. The two Moonshees quickly took leave, and taking me by the hands accom-

accompanied me home, and lauding and praising me exceedingly, said, "we never "could have replied to him in the way "you did." They then, with great eagerness, copied the New Testament, and from that day Mr. Graham never again attempted to dispute with Moonshees about faith and religion.

## CHAPTER XII.

Religious Controversies.

One day Captain S. said to me, "Mus-
"sulmans content themselves with pre-
"destination and have no deliberation.
"This custom in one sense is good, and is
"not (on the whole) a bad one. However
"our caste are subject to the control of
"wisdom. They consider deliberation to
"be far better than relying on pre-
"established necessity, and think that
"any thing can be accomplished by wis-
"dom and using the proper means (for the
"end). If at any time there be a neg-
"lect of (proper) precaution, and in any
"undertaking due care and attention be
"not given (to effect its accomplishment),
"assuredly the attempt will not succeed.
"Now your caste, in a small matter

 "or

" or in a great enterprize, consider fate
" to be over-ruling: as, for instance, if
" you let a china plate or a bottle fall
" from your hand and it is broken, you
" (immediately) say, ' it was so predes-
" tined, therefore it so happened.'

" A certain Duke who is the comman-
" der-in-chief at present, and is very
" brave and well acquainted with every
" precaution to be taken in warfare, says,
" ' If I properly discipline and exercise
" my army, and prepare all the matériel
" of war, then allow that the army of my
" antagonist be not prepared as above, I
" will obtain a victory over him, even
" though his army be double in number
" to mine;'—now your people say that
" victory is the gift of Providence, which
" is an absurdity."

I replied, " Fate rules every thing, and
" God from all his creations produced man,
" a noble being, and clothed him in the
" robes

" robes of wisdom and understanding, and
" whatsoever (successful) undertaking that
" was determined should be attempted
" (from all eternity), in that enterprize
" alone the wisdom of man contributes to
" its accomplishment. If this were not
" the case, wisdom would not be a benefit
" at all. For example, a farmer ploughs
" his land and prepares it, and sows his
" seed, and commits no error in his hus-
" bandry; then if, through the predestina-
" tion of Providence, no rain falls and his
" field does not become green, in this
" case what is the use of people's precau-
" tions? Therefore fate is the over-ruling
" power in every thing. But our people
" say, it is necessary to trust to fortune
" in every thing. This is a complete
" mistake; for let not a man in every
" business trust alone to fate, and not
" take any forethought, for it is wise to
" use all deliberation."

It was usual for the great people who came to dine at Captain S.'s to send for me, and in order to try my disposition they conversed regarding (our) religion and different customs, and (always) getting from me a suitable reply, they were pleased (with me). One day General Munro, Captain A., and others, being assembled, were sitting together. They said to me, "you are all alone in this "country, why do you not take unto "yourself a wife?" I answered, "There "are two great difficulties to be got over, "by which I am excused, and it is im- "possible that I can marry here. The "first (difficulty) is this: the woman that "I am desirous of possessing is not in- "clined for me; (the second is), she that "wishes to have me I do not approve of. "What I mean is, that those women who "are of good caste and noble will not "connect themselves with a person of

"inferior

"inferior rank and of a different religion;
"and I myself, in my own country, am
"considered noble: therefore though a
"woman of low caste of this country
"may be desirous of me, I, however, do
"not wish to have any thing to do with
"her." They highly approved of what I had said, and laughed immoderately.

Again these people proposed a question. "God first of all created Adam and then
"produced Bebee Houa to be a wife to
"him. What is the reason, then, that
"your people, acting contrary to this,
"marry some two wives, and others
"four? Why did your prophet marry
"nine wives, and why did he allow the
"people of his sect to marry four?" I answered, "The Almighty produced wo-
"man to give ease to man, and gave to
"Hussurut Adam (with whom be peace)
"Beebee Houa his wife, as a support to
"him. After this, when the descendants

"of

"of Adam had increased, God com-
"manded, 'if one woman cannot con-
"tent you, take unto yourself another.'
"Besides, at certain seasons women are
"indisposed, and with parturition are
"confined some twenty, others forty
"days; for these reasons our prophet
"allowed us, after marrying one woman,
"to take another until we had four (if
"we chose): five he prohibited; but if
"one died we might marry another in her
"stead. The reason, then, of his allowing
"the people of his sect to marry four
"wives is this: if a man, during the
"temporary indisposition of his wife,
"wish to enjoy female society, he then
"can repair to his second, third, and
"fourth wives; if he had not these to
"go to, he would be enticed by the
"devil to connect himself with a strange
"woman, and would commit the crime
"of adultery. The guides we had for

"adopting

" adopting this custom are as follows.
" Before the birth of our prophet, Hus-
" surut Ibrahim* (with whom be peace)
" married two wives, *viz.* Beebee Sara
" and Beebee Hajirah; Hussurut Soo-
" liman† had one hundred and sixty
" wives; and Hussurut Daood‡ (with
" whom be peace) always broke the laws
" from his longing after woman-kind.
" Therefore then you must speak truly
" and say, whether the custom of keeping
" many women originated with our pro-
" phet, or took its rise from the former
" prophets."

They then continued, " God, from his
" manifold bounties, conferred on us a
" great favour in giving us wine, which
" he gave as a gift to his servants. Now
" your prophet hath greatly oppressed
" you, for he has prohibited the use
" of this gift."—I answered, " In our
" law

* Abraham. † Solomon. ‡ David.

" law (besides what regards this) there
" are many precepts regarding what is
" lawful and what is forbidden. I myself
" am an ignorant man, and have not
" sufficient understanding to answer in a
" proper manner every question you may
" propose; however it is well known, that
" though wine itself is a good thing, yet
" the intoxication it causes is bad, for
" it makes people lose their wits, and
" occasions their forgetting God; for this
" is the command of the Almighty to his
" servants: 'Eat and drink (what you
" please), but for one minute you must
" not forget me.' Again these people
" said, 'if in drinking wine a fixed mea-
" sure be adhered to, a man will not
" lose his senses, but from drinking his
" heart will (merely) be gladdened.'"

They then continued: " your belief is,
" that if any one in his heart, once in
" sincerity recite the confession of faith

" of

" of Hussurut Muhumud,* that person
" undoubtedly will enter heaven; and
" all other people (who do not) will go
" to hell. Now the Mussulmans are few
" in number; they inhabit only Turkey,
" Syria, Persia, Arabia, and Hindoostan;
" and the people who dwell in other
" countries are numerous; they (you say)
" will all be damned. What kind of a
" speech is this? Did (God) create his
" servants only for the purpose of burning
" them?" To this I replied: " certainly;
" for our belief is, that although Mussul-
" mans are few in number, heaven was
" prepared for them alone. Other people
" are numerous; for this reason hell is
" four times larger and broader than pa-
" radise.

" Although all men are God's servants,
" yet among them some are obedient, some



* *La illa illullah, Muhumudoon Rusool Ullah:* " There is no God but (the one) God, and Muhumud is his prophet."

" wise, some honest, some are fools, some
" thieves, and some are without probity.
" In this manner, in the New Testament,
" Hussurut Eesa (with whom be peace)
" says as follows, by way of parable. A
" certain person had three sons, and once,
" upon setting out on a journey, in order
" to make trial of their understandings
" and honesty, he gave to each a thou-
" sand rupees. The eldest son buried
" his money in the ground, which a thief
" carried off; the second son gave his to
" a banker, and spent the interest of it
" himself; and the third son, having traf-
" ficked with his thousand rupees, doubled
" his principal and made it two thousand.
" When the father returned from his jour-
" ney he asked his sons for the money
" with which he had entrusted them.
" The eldest son, being unable to give
" him the sum, told what had happened.
" The second son returned the original

" thousand

" thousand rupees. The father said to
" him, ' you are only wise by halves,'
" and gave him a small present; the
" youngest son gave back not only the
" original thousand rupees, but also a
" thousand rupees of profit. At this the
" father was exceedingly rejoiced, and
" said, ' this person is both wholly wise
" and honest.' He then entrusted him
" with the management of his whole pro-
" perty and effects. Hussurut Eesa then
" explained the meaning of the parable,
" and said: ' Before God it is so ordered
" that that individual who retains the
" whole of the original sum, the whole is
" made over to him; he who has retained
" less, the less will be given him; and
" he who preserves nothing at all, his
" hand will remain empty.'

" Musselmans interpret the foregoing
" narrative in the following way. The
" foolish man represents those who are

" ignorant and disobedient. The mean-
" ing of the sum of money is faith; and
" by the thief the devil is intended, who
" steals away the faith of fools and care-
" less persons, who therefore do not be-
" lieve in God, become excluded from
" the mercy of the Almighty, and their
" portion is hell-fire. By the sĕcond son,
" who squandered away the interest of
" his money, hypocrites are intended,
" who partially believe in God, but con-
" sider God's prophets impostors: their
" place will also be hell. But by the
" third son, who by his faith and good
" works not only presented his father
" with the original sum, but also with
" the profit he had made, (good) Mus-
" selmans are typified; for they attest God
" to be their nourisher by word and
" thought; they rely upon him, and do
" not deviate a hair's breadth from his
" laws and those of his prophets. The
" world

"world by them is considered a perisha-
"ble house, and in the hope of entering
"heaven, and remaining there always,
"they lead an austere and hard life, and
"subject themselves to a thousand labours
"and difficulties: they account worldly
"wealth as useless, and do not follow the
"inclinations of other people of the caste.
"These certainly then, and without doubt,
"will see paradise; because, say they,
"'in the world are sown the seeds of
"futurity:' as the tribe of Arabs say
"regarding this life,

'(True it is) the world is the field of futurity.'

"For those individuals who take great
"pains to acquire riches will get their re-
"ward only in this world, and will live in
"the mere enjoyment of worldly wealth.
"Truly, the paradise of such people is
"this earth: of a surety, they will be
"without hope of future advantage and
"of heaven.

"In

" In man's estate, grief and gladness
" are both associated. After joy comes
" sorrow, and grief is succeeded by mirth.
" Sorrow does not always depress, nor
" does gladness continually prevail. Un-
" der these circumstances, then, Mussel-
" mans care little for worldly wealth, are
" constantly subject to tribulation on
" account of their faith; but in the end
" they will certainly get riches. Other
" people, again, who now enjoy them-
" selves with the pleasures of this world,
" will be oppressed with sorrow and grief
" at last."

## CHAPTER XIII.

The King of England......Army and Navy......Courts of Law.

THE first monarch who ruled over the whole of England was named William: he was a man of great bravery and valour. After him many kings of different names reigned, until the sovereign power of England descended to a Queen, who is greatly celebrated, even in these days, for her sagacity and love of justice. Through her the name of England became famous in every region of the earth. There is the following account of her mode of dispensing justice, and of her wisdom. A certain woman laid in court a false accusation of rape against a man: she declared that such and such a person had pros-

prostituted her forcibly: the judges believed what she said, and ordered the man for execution. This having come to the royal ear, the Queen called both parties before her, and having heard the statements of both the plaintiff and defendant, she drew a sword from its scabbard, put the hilt of it into the woman's hand, and holding the scabbard in her own, ordered her to sheath it. The defloured woman tried all she could to return the blade into its scabbard, but was unable, for the queen shook it. Then her majesty said, "If you had not been willing the "man could never have ravished you. "Why did you not call out, in order that "the people of the neighbourhood might "come to your assistance?" In this way the Queen discovering that the accusation was false, saved the man from death.

King George the Third, who now occupies the throne of England, is famed for his

his bravery, wisdom, and high intention, and is otherwise praised. At the time that the writer of the Shigurf Namah saw him in England he was a stout and well-favoured man: his queen was of short stature and fair. I was told that it is an old established custom of the English monarchs to marry a woman of a strange caste, but who is of royal descent. George the Third is the father of sons.

The King of England, in matters of government, is not independent, like the Great Mogul of India, but in all state affairs can do nothing without first consulting and advising with his ministers and nobles, and a few men selected from the middle classes. If, as in the government of India, discord arise among the rulers, undoubtedly the wealth and government will depart from their hands, as this verse sufficiently demonstrates:

 "All

"All wealth is acquired by concord:
"Discord begets poverty.
"Many kings (from not advising with their ministers)
"have lost their dignity,
"And their sovereign rule hath departed from them."

In England every one is free; no one can lord it over another, and there is no such thing known as master and slave: which is totally different from other countries, in which all are slaves of the king. In England, both great and small would be greatly ashamed at the term slave. They say, "we call one person king, for without "that government could not be carried "on, and therefore we have set a ruler "over us; but we all individually take "some charge in governing. Our caste, "in order to increase its renown in con-"flicts with our enemies, sacrifices both "life and estate, but no one is a slave. "However, we do not deviate a hair's "breadth in paying due respect and "honour

"honour to the King and his ministers;
"and, in the same way, his Majesty
"thinks it incumbent on him to shew a
"proper regard for his subjects, and rules
"in a mild and gentle manner."

The royal army is distributed in different cantonments. Those persons are selected (for it) who are robust and of a proper height, and they are disciplined as dragoons or foot soldiers. They are dressed in clean clothes and of one colour, and are instructed in the drill and martial exercises. (Each of the cavalry regiments consists of) seven hundred horses, and every regiment is of one colour: as one is black, (and another) white or bay. For this reason, at the time of exercise, the hearts of beholders are gladdened, for (the horsemen) are splendid to look on. The men get their rations and uniform from government; besides these their pay is eight rupees a month.

The caste of English excel all other European nations in naval warfare: they are both powerful in it, and have a natural genius for it. By reason of the great number of their ships, and from the matériel of war being always ready, no European power is able to approach with a hostile intention. The country is an island, round which the ships of war prowl, therefore enemies can never hope to conquer it. It is customary, in the time of war, to keep all the vessels fully equipped, and in peace a number of ships have their masts struck and are unrigged. When, however, there is an appearance of war, they are quickly fitted out and sent to sea.

The caste of English is celebrated throughout the universe for bravery and courage, and for skill in military tactics. A soldier esteems the order of the commander-in-chief as equal to that of his God.

Many

Many of their regulations are entirely different from those of other countries: one of which is, that if the orders of an officer be deviated from, even a hair's breadth, death is the consequence; or the offender is discharged, and being thereby rendered infamous, he is unable to serve again. Another article is, that if any one runs away during the time of battle, it is the greatest crime a soldier can commit; it cannot be pardoned by any means. A person in this predicament will assuredly suffer death, even although he may happen to be a prince, a man of rank, or an old officer. It is even laid down, that although the army of the enemy be double in number, there must be no running away nor (disgraceful) retreat: he who betakes himself to flight subjects himself to death. Another article says, that all plunder, though it amount to lacks and crores* of rupees,

* A crore is ten millions.

rupees, is to be distributed amongst the men and officers, to every one according to his rank. This is contrary to the custom of other nations; as, for instance, the French and Portuguese, who give a fourth share to the soldiers, the rest (of the captured property) goes to the royal treasury. The motive of the English in giving up the whole of the booty is this, that the troops may be rendered more valiant and brave; but this is not usual among other European nations, or any of the nations of the seven climates.

The caste of English avoid self-praise, and talking of their own exploits they consider disgraceful. If an officer who has grately distinguished himself by his enterprize and courage in any victory, be asked the particulars of the engagement, he simply states the facts as they occurred. If another person greatly extols the conduct and valour of that officer (before him), he immediately

immediately casts his eyes on the soles of his feet, and remains silent, and from extreme bashfulness the perspiration distils from his face. The English in general, then, do not at all relish to be praised before their face; they are rather annoyed at it, and dislike it. They consider an egotist a coward, and sycophants and flatterers, liars. Under these circumstances, in their assemblies flattery is unusual.

Egotists and flatterers are despicable in the opinion of a man of sense and understanding. Flattery is certainly a very foolish practice: however, the sepoys and officers of Hindustan, and particularly of the city of Delhi, think that flattery and egotism add to their consequence; as, for instance, if a person by a thousand labours happen to kill a fox, he then goes about every where, and proclaims with a loud voice that he had slaughtered a tiger, and in a most valiant manner twists his moustaches,

taches, and swelling with pride, his vesture does not suffice. He accounts the deeds of others, when placed in comparison with his own bravery, as nothing; nay, even makes out Rustum* to have been decrepit.

When a dispute arises concerning goods or land, both the plaintiff and defendant appear in court, and each party employs a lawyer. Months and years sometimes elapse before judgment is given, in which case both parties expend immense sums in lawyers' fees, and in the expenses of court. The party against whom the decision is given pays the expenses of the other. In a similar manner to the above a court has been instituted in Calcutta.

The regulations and usages of the court are as follows. There is no respect of persons; neither bribes nor gifts are permitted: if one party be accused of bribery, even although

* The Persian Hercules.

although he may have (in justice) the best of the cause, yet the judges immediately imagine that he is making false allegations. If a prince or nobleman ride through a field (of grain) and tread down the crop, then whatever was the extent of damage the farmer stated he had sustained, the prince or nobleman would be called into court, and compelled to pay the farmer ten times more than the amount of the injury suffered, besides an additional fine would be imposed. The intention of this regulation is, that no rich man may have power to oppress a poor one.

In England a person cannot escape the punishment for murder by paying a fine, as in Bengal, where the institutes of Imaum Aboo Muhumud and Imaum Huneefa are still followed, by which a murderer may escape if the relatives of the murdered man choose to allow him: if they do not, the criminal pays to Go-

 vernment

vernment a certain fine, and the judges pardon him. But in England the judges first maturely deliberate in a case of murder, and where a creation of God has been destroyed, the criminal is consigned to execution.

For theft the law is not similar to that of Muhumud, who orders the hand to be cut off if a greater amount than eight annas has been stolen. In England, the person who plunders, using at the same time force and violence, subjects himself to be executed. The English say that the punishment of the thief is not to be abated according to the amount of property he may have abstracted, for when a person intends to steal he will take as much as he can get, and if he could have laid hold of more than he actually carried off, he would have taken that likewise. A thief, then, is deserving of death. Notwithstanding this being the law, diggers of

mines,

mines,* cutters of knots,† and pick-pockets abound in England.

Europeans usually keep their silver, gold, &c., also their bank-notes and watch, in their pockets, and never go abroad without money; and they are in the habit of going to see spectacles and of frequenting the theatre with a sum of money about them; therefore in crowds cut-purses and pickpockets cut open people's pockets, and speedily transfer the property into their own. If, however, the owner of the effects is aware of what is going on, and is able to seize the thief with the goods on him, he is hanged.

There are mounted robbers in England, who commit their depredations on the highway. Some of these men are the

 sons

* In India, thieves are in the habit of digging under the walls of houses to effect their depredations.

† Orientals tie their money in a knot in a corner of their handkerchief.

sons of wealthy parents, but who having squandered away their patrimony at the gaming-table and with debauched living, poverty overtakes them, and being unable to turn their hands to a useful employment, they subsist by robbing. They lie in wait on the open commons, in forests, and in places removed from the habitations of men. When they observe a carriage approaching, they quickly gallop up with a pistol in their hand, which they present at the head of whoever is riding in the vehicle, and order him to surrender whatever he has got about him, if he wishes to escape with his life: he then delivers to the robber whatever property he may have. A certain great man travelling in his carriage, observed at a distance a horseman approaching him, who was advancing at a quicker rate than either the lightning or wind. The great man was immediately aware that it was a highwayman. He then

then quickly loaded a pistol and put it into his pocket. The highwayman came up, and presenting a pistol, said, "surrender what you've got." The gentleman put his hand in his pocket, and producing his pistol, said, "take this," and shot the robber. Another highwayman, after having plundered a man of bank-notes and other property, left him. The person robbed speedily arriving in town, went to the Bank, and having related what had befallen him, gave likewise a description of his notes. When the highwayman came to the Bank to get change from the bankers, he was immediately secured, sent to prison, and after being tried, was executed. The notes were returned to the owner.

The courts of law have nothing to do with cases of (simple) fornication, unless a woman complains that she was forcibly violated. When a man is convicted of having

having committed a rape he is sentenced to be executed. Besides the sentence of death, there is no other punishment for rape or robbery. If a man and woman commit fornication in a retired house, or even in any place whatever, they may do so with impunity, and neither the cutwal* nor the censor can take any notice of it; for it is a common saying, "what business "has the superintendent inside a house?" In England it is completely the reverse of what it is in this country, for there the cutwal and censor have little or nothing to do, and have not the power of seizing either a fornicator or a fornicatress, whatever people may say. In the higher classes of society a *faux-pas* is sometimes committed. If it comes to be generally known, it causes great shame to be felt amongst modest and chaste ladies. Both the

* In India one of the duties of the chief officer of police (the cutwal) is to prevent licentiousness.

the lady and gentleman are reproached by rich and poor; and women of reputation, during their life-time, never again see the lady, whom they expel from their society. In a case of adultery, if a husband catch his wife in the fact with another man, and if he kill them both with a sword or other weapon, he will be justified in doing so. If, however, the husband, when he discovers them, has no weapon in his hand, and goes to bring one, and in the mean time the adulterer and adulteress leave one another and deny that they had been together, then the husband is unable to kill them with impunity: if he did so he would suffer death. If the husband bring an action into court, his plaint will not be attended to unless it be substantiated by creditable witnesses.

A French priest once presented a translation of the New Testament to Acber Badshah, in which there was the following narrative.

narrative. Certain Jewish Doctors, in order to reprove Hussurut Eesa (with whom be peace), brought before him a woman who had committed adultery. They then thought of a difficult question to propose to him, and said in their hearts, if the prophet orders this woman to be stoned, then we will answer, " you enjoin " the people to have clemency, to be " compassionate and tender-hearted : this " then is in direct opposition to what you " teach ; your words and deeds have no " relation to one another ; wherefore, then, " would you kill one of God's creatures ?" Again, if he give her absolution, we will reply, " you make no difference between " good and evil ; the precepts of our " books, and every law, it appears, hath " departed from the world." After having consulted together in the above manner, they brought the adulteress before the Hussurut, and asked, " what are your

" orders

" orders regarding this adulteress." The Hussurut was then sitting in the synagogue with his head depressed; he answered, " it is commanded that a woman (of this " description) shall be stoned; let him, " then, who during his whole life-time " hath committed no sin, lift the first " stone."* Having said this, he wrote with his finger on the ground. Upon hearing the above they all held down their heads from shame, and departed out of the synagogue, so that no one remained with the Hussurut besides the woman. Then looking towards her, he asked, " where have all these people gone, and " what have they determined upon regard- " ing you?" Then the woman answered, " they went out one by one, and said " nothing with respect to me." The prophet said, " do you likewise go: I have " nothing more to say to you but this, " repent and do not again commit this " wickedness."

The morals and disposition of Hussurut Muhumud (on whom be the blessing and peace of God) are thus shewn. On a certain day, when the Hussurut was sitting along with some of his companions, a woman (a fornicatress) presented herself before him, and said, "I have been guilty "of a (wicked) deed, I therefore trust "that you will execute on me what the "law enjoins, in order that I may escape "the punishment at the last day." The Hussurut, turning his face from her, looked in the opposite direction. However, she continued and said, "what are "your orders with respect to my case?" Then the Hussurut, casting his eyes towards her, perceived that she was pregnant, and said, "until you have been "delivered your punishment is deferred." After the birth of her child, the woman, taking the infant in her arms, came and presented herself before the Hussurut, and said,

said, " the child is now born:" the Hussurut replied, " until the child be weaned " your punishment is remitted." Some time after, when the child had been weaned (and the woman had presented herself as before), the Hussurut said, " your " child is now devoid of understanding, " but when it is seven years of age chas- " tisement will be inflicted on you." Again (at the expiration of the seven years) the woman came: then the Hussurut commanded, " your child is now young " and unwise: until it attain the age of " puberty you cannot be punished; for " besides their own parents, there is no " one who will be kind and attentive to " children, or who will rear, protect, and " educate them, or who will take any " charge of them." Then one of his companions said, " Oh, Hussurut, this wo- " man time after time comes to you and " troubles you; I will take charge of

 " the

" the child, and rear and educate, it
" and let the woman's petition be com-
" plied with." At this the eye of the
Hussurut grew red with anger, and
looking wrathfully on his companion, he
said, " who told you that you might take
" charge of the education and rearing of
" this child? Do you not know that I
" have always been endeavouring to find
" some pretence to procrastinate the pu-
" nishment (of the mother)?" At this his
companion was much afraid and ashamed.
This, then, was the compassion and jus-
tice of his Highness Muhumud.

## CHAPTER XIV.

The manner in which Children are educated in England...... How the English spend their time......The East-India Company.

The higher classes of society in England educate their children in a totally different manner from that of the people of Hindoostan (of the same rank), where the teacher is retained as a servant in the house, in order that there may be no chance of the influence of the evil eye falling on the child. In England it is usual for people of rank to send both their sons and daughters to a distant place of education.

First of all they are taught the letters of the alphabet, which are written on a board; then an easy lesson is given them; after this

this they are taught to read pleasant tales, fitted to amuse children. The school-books have been rendered so easy that the tyro has no difficulty in acquiring knowledge. From the invention of printing books have so increased, that, for example, if a person wishes a hundred copies of a work, he will be able to purchase that number in a single shop. Books in this country (as the Shah Namah)* that cost one hundred and fifty rupees, are procured in Europe for the sum of ten or twelve.

The people of wealth in England, commencing at the age of four years, keep their sons and daughters constantly employed in writing, reading, and acquiring knowledge; they never permit them to be idle. If a man or woman be unacquainted

* A celebrated epic poem, containing a history of the kings of Persia. Its author, Firdousee, flourished about 1000 A. D.

ed with the musical art, be unable to dance or ride, he or she is accounted by people of substance as descended from a mean parentage, and taunts and reproaches are not spared. They then say, " such a one's parents have been poor, and " being unable to pay the cost of educa- " tion, their children are therefore ignorant " of every thing." Those ladies, particularly, who can neither dance nor sing, are considered in a very inferior light; they will never get well married. To be brief, the manner in which the English are educated and reared is totally different from that of India, for the sons of some of our great men and nobles are taught gratuitously. At school they acquire a thousand bad habits, when they are supposed to be attaining knowledge. However, all that is disregarded by our men of rank, and (gratuitous education) is not accounted dis-

disgraceful. In England, however, money is expended in the acquirement of wisdom.

The people of Hindoostan reproach the Europeans with being hard-hearted towards their offspring, because they send them to a distance to be educated; yet the fact is, that this hard-heartedness of parents towards their children is the greatest kindness they can shew them, for from rendering them adepts in the arts and sciences, they spend their days in a pleasant and agreeable manner. In this country, the manner in which parents shew kindness towards their children is really nothing else than injuring them as much as is possible; for from not sending them from home to be educated, they continually remain ignorant, and lead a vicious and depraved life.

The poor people (of England) send their

children to be taught in the town schools, and pay at the rate of a rupee per week.* For the girls there are separate schools.

I saw that the boys sit on a form in one line, and in this way studied their lessons. The teacher, with a leathern strap in his hand, heard the scholars repeat their tasks, commencing at one end and going down the whole line. When a boy committed a mistake in his reading, the teacher, without the least pity or remorse, struck him on the back with the strap to such a degree, that he wounded the limbs of these silver forms and jessamine-legged youths. Although this appears to be cruelty, yet this saying is nevertheless true:

"The tyranny of the teacher is better than the father's love."

The lower orders, particularly in Scotland, are all able to read and write, with the

 excep-

* In India the children of the lower orders are educated for half a rupee per mensem.

exception of those whose parents cannot afford to send them to school, or who are of weak intellect and unable to learn. After the children of the poor have acquired a sufficiency of learning, they are then put to different trades; as one becomes a goldsmith, another an ironsmith, a third a shoemaker, and a fourth a tailor. Europeans can learn whatever trade they choose. For an example, a man has four sons; the eldest is a goldsmith, the second a carpenter, the third is a shoemaker, and the fourth a smith. Now the Musselmans of Hindoostan are ashamed to learn different trades. For instance, if a man's father happened to have followed a mean employment, the son will not follow his father's steps, but says, "I'll be a soldier." The Hindoos act in a completely different manner: they all follow the same profession that their ancestors did.

Both in France and England I observed a

broad

broad and spacious house, where orphans, and poor boys and girls, are educated. Those people in the city and neighbourhood who are in very indigent circumstances, and have little to subsist on, being unable to maintain their children, take them to the above-mentioned house, and give them in charge to the people there. It very frequently happens that women of loose habits produce children, because according to the tenets of the English it is a great crime to cause abortion; and if it be proved that a woman has willingly injured the child in her womb, she will suffer death. For this reason, after the birth of children (by these women) from shame they wait until the curtain of night conceals them, and then take the child and place it at the door of that house, and there leave it. There are thousands of boys and girls of this description in that mansion. They are first of all properly



edu-

educated, and then are instructed in different trades.

The wise men of the English say, that "the acquiring of worldly wealth causes "life to pass pleasantly and happily, if "there be also a searching after wisdom "and increase of knowledge. Worldly "riches ought not to be appropriated for "eating and drinking alone, or for leading "a luxurious life, or for collecting together a great number of women, or for "sitting and viewing dances night and "day." It is strange, however, that the noblemen of Hindoostan who may happen to be wealthy, constantly remain shut up with their women, and unlike men, coquet and flirt as if they were females. On their heads they wear a Joradar* turban, and have their trowsers and sleeves plaited, and wear a jama like the gown of a female, and apply perfumes and rouge to their breasts,

* A particular mode of tying on the turban.

breasts, and missee* upon their lips: upon their teeth and eyes they rub antimony, and on the palms of their hands they apply hennah; they tie their hair in a knot behind, and scent it and wear it long. Notwithstanding all these effeminate airs, they go abroad with a numerous retinue, with great pomp and display, like warriors. When they go out in state there is a mighty ceremony: there are rockets, and standards, and nukeebs,† and chobdars,‡ and pursuivants and attendants of all sorts, who call out with a loud voice, "keep off! keep off!" and "poish! poish!"§ and intreat for long life and prosperity (to their lord). These are the customs of this time amongst the noblemen of India. In Europe such ceremony and state is considered useless and

* A powder with which the teeth &c. are stained black: it is prepared from vitriol.

† Servants who proclaim their master's titles.

‡ Mace-bearers.

§ Go! Go!

and foolish, and such a retinue would be mocked and laughed at. In fine, the people of England, until the age of thirty, apply themselves to business. They travel and view the wonders and curiosities of the world; and after they have made some money, they then marry and remain at home, and ceasing to wander about, they live (quietly) with their wives.

It is a distressing thing to see how the people of this country manage. First of all the parents give their son in marriage when he is very young. If they do not happen to have been successful in trade, &c. and are in want of money, they then, in order to get their children married, by a thousand searches and trouble borrow money; if not, they importune (their acquaintances), and collect what they think will suffice. In this way, they consider the completion of the marriage of their offspring to be a thing of the first

importance.

importance. If after the marriage of the boy he has no means of living, he is then necessitated to travel to a great distance in order to get some employment, and in a miserable plight traverses many countries. Some people then, after a year, and commonly not till after many years of absence, are able to enjoy the society of their wives: the heart of the wife is therefore sorrowful by reason of the separation, and during the time that the husband is absent she will perhaps form bad intentions; therefore it happens, that sometimes when the husband is removed the wife commits wickedness, and takes no care to preserve her husband from shame and disgrace.

In the impassioned poetry of Persia, and also in the Hindee, Birj, and Bengallee, there are many poems regarding the anxiety and grief attendant on separation. The English consider a separation from

from their wives, like the above, as using them very tyranically; and even in a religious point of view it is considered bad. In this case, assuredly, justice is on the side of the English.

After the English have made a sufficiency to maintain themselves comfortably, then during their whole life, even though it be extended to seventy or eighty years, they apply themselves night and day to add to their stock of knowledge, and never remain a minute idle. They are not like the people of this country, who repeat Hindee and Persian poems in praise of a mistress's face, or descriptive of the qualities of the wine, of the goblet, and of the cup-bearer, and who pretend to be in love.

The English are naturally good managers: they never throw away their money, and reckon it a very disgraceful thing to be in debt. The middle ranks of

society

society place their money in the hands of a banker, and receive the interest of it monthly: the principal therefore remains untouched. They are such a calculating race, that it often happens that a wealthy man has only one man servant to attend upon him, who shaves and dresses him; besides the footman he has a female cook and a chambermaid, and for the horses there is a single groom: the whole business of the house, then, is carried on by these servants. The master's time is occupied abroad, in making excursions and in hunting: his wife takes charge of all the accounts, superintends the household expenditure, and has the general management of every thing.

Many rich people who have families keep no carriage: when they require one they hire a bazar carriage. People of rank, and even princes, do not think themselves at all lowered by walking the

 distance

distance of a quarter or half a coss in the streets and bazar, either during the day or night: taking a stick in their hand, they go abroa l in plain clothes. They do not resemble, in this respect, the rajahs and wealthy men of this country, who are attended by nukeebs, chobdars, esawuls,* foot and horse, rockets and standards, mahé muratib,† and great pomp. Now the English consider the profusion, and the ceremony and state of the Indian retinues, as a most absurd and useless expenditure of money, and laugh at the people of this country for being such fools and blockheads. They say, if any one (in England) were to appear with a pompous retinue, the boys of the city and bazar would throw dirt upon his attendants, and would tauntingly clap their hands and throw stones.

Amongst mankind in general virtues and vices

* Officers of parade.

† An honorary badge, being the figure of a fish.

vices are always found : every nation considers some particular things sinful, or the contrary.

Amongst the wise of Europe (or the English), to make use of the expression " God damn me " is considered very sinful. However, this oath is constantly on the tongues of the common people, whether they be amusing themselves, fighting, or in a passion ; but there are many learned men and philosophers, who during their whole lives have never made use of this oath: for " God " means the Almighty, and " damn " his curse. In like manner, Musselmans make use of the term " lanutoollah" (the curse of God), which is very wrong and highly improper. The religious amongst the Nazerenes say, that the pure name of God is only to be made use of in private during the time of prayer, and that it is highly disrespectful to make use of it in the public streets and

 bazar,

bazar, and every hour, and on all occasions.

Again, amongst noblemen and people of the middle class of society, it is considered very wrong for one man to call another a liar or a thief. If during a dispute the one party call the other a thief or liar, it then becomes necessary that they both go out and fight with pistols: if, however, one of them refuse to fight, he is always after regarded as a coward; both high and low tauntingly reproach him, and he cannot again show his face amongst his companions. If one of the parties happen to fall in the duel the other is obliged to fly to a foreign country, where he remains a short time. The people of this nation consider their honour dearer to them than life itself.

Many people in gambling lose all their property and effects, as their household furniture, house, garden, &c. they are, therefore

therefore, accounted uncommonly foolish. But what is strange, they still continue the same course; for it sometimes happens that they win as well as lose, and considering this occupation in the light of trading by sea, they try their luck in it. Some few there are who acquire riches by games of hazard, but how many are ruined and sunk in poverty.

The East-India Company. The meaning of the word 'company' is a number of persons united for the execution of any thing. In England there are many companies, who all pay tribute to the king.

The East-India Company consists of thousands of proprietors, but the directors alone have the management of every thing: they are twenty-four in number. It is their business to consult regarding the government of their territories, to examine papers, and to calculate the

profit

profit and loss. After having been two or three years in office they are changed.

The Company, being merchants, are of an inferior grade and rank to the King's ministers; and it is well known that when a captain of his Majesty's service comes to India he accounts himself far superior to a Company's colonel.*

When the ships of the Company arrive in England they are exempted from duties. However, there is a great search made for merchandize

* This feeling is not so prevalent now as formerly, and would cease altogether, if King's officers were allowed to share situations of emolument with the Company's. When anything is to be done, European troops get all the *hard knocks:* and it must necessarily excite jealousy and envy in the breasts of his Majesty's officers to see the Company's enjoying the sweets of the service, whilst they are excluded from almost all staff appointments, being thereby deprived of every stimulus to exertion, as they have no hope of meeting a substantial reward. However, it ought not to be concealed, that owing to the difficulty of managing European soldiers in the east, the removal of King's officers from their corps would be attended with great hazard.

merchandize (among the effects of the passengers); as Bengal cloths, silks, opium, &c. No private individual is able to take these articles to Europe without first paying a heavy duty. Even a nobleman will have all his effects seized, and be fined besides in five hundred rupees, if a silk handkerchief, a tolah* of opium, or a piece of silk be found in his trunks. In like manner this happened to me. I had a number of handkerchiefs in my trunk, and in that of Mrs. Peacock a piece of mushujur was discovered, as I have formerly mentioned; for this reason all the effects of Mrs. Peacock and Captain S., along with the packet itself, were detained at the Custom-house for fifteen days, and even after we had arrived in London, our effects were not released for a month. The matter underwent an investigation in a court of law; (and it came out) that a Custom-house

* 1 Tolah is=Gr. Tr. 179.6666.

house officer being in a state of intoxication had behaved rudely to Mrs. Peacock, and had struggled with her. In consequence of this having occurred, Mr. Peacock's things were given up to him. Concerning my handkerchiefs, the gentlemen of the court said, 'this is but a small 'matter and they were not brought here 'for sale. The Moonshee being a Hin-'doostanee, and never having been in Eng-'land before, is of course unacquainted 'with our manners and customs, we there-'fore pardon his offence.'

## CHAPTER XV.

Of the Food of the English......Of Flowers......Inns......... Manner of Travelling......Agriculture......Horses...... Wild Animals......Dogs.

I WANT ability, to enumerate all the different articles for eating and drinking which can be procured in England.

"If you wish to get fowl's milk you can procure it there."

Though there are great varieties of flowers in Hindoostan and Persia, yet even in England I saw the ghool mhendee,[1] shubbo,[2] goolab,[3] taj-i-khooroos,[4] lalah,[5] nafurman,[6] gend,[7] belah,[8] mograh[9] nurgus,[10] joe,[11] and chumbelee.[12] Besides

 these,

1. Impatiens balsamica.
2. Polyanthes tuberosa.
3. Common rose.
4. The cockscomb flower (amaranthus).
5. Tulip.
6. Unknown.
7. Marigold.
8. Jasminum zambas.
9. Double Arabian jasmine.
10. Narcissus or the eye of a mistress.
11. Jasminum auriculatum.
12. Unknown.

these, many white, red, yellow, and blue flowers, whose names I am unacquainted with. There is one, however, the gool-i-carnation, of a red colour, concerning which I recollect the following couplet in praise of a mistress:

"The rose is red, the violet's blue;
"Carnation's sweet, and so are you."

I observed thousands of roses, which were all very large; and in other countries I never saw such large roses.

The country is so well cultivated, that there is not a biswah,* or even a yard of ground, on which crops are not raised, as I have formerly stated. I travelled both in England and Scotland, but I never saw an extensive plain without cultivation, nor one where an army of ten or twelve thousand men, or even one thousand or five hundred men with their followers

* 20 biswahs=1 katha; 20 kathas=1 beegah; and 1 beegah=120 feet square.

followers and effects (like as in this country) could halt (in consequence of the abundant cultivation).

In England, at every stage there is a large and extensive house of accommodation, where corn and hay (for the horses) and meat and drink for the people can be had. The traveller has no trouble as to cooking, and every thing will be provided for him; and if any one should be desirous of having a *consors lecti*, even that accommodation can be afforded.

There are stage-coaches, which change horses every five or six coss, and these coaches travel both night and day, and whatever sleep or rest a man may require it is only got whilst sitting in the conveyance. The ground is passed over so rapidly, that in a day and a night seventy or eighty coss are traversed. At the different inns where they stop, both breakfast and dinner are ready waiting them. (The

 coach)

coach) stops until breakfast or dinner is despatched; but a quarter of an hour is all that is allowed.

At every inn many horses are kept: when, therefore, a person undertakes a journey, he goes first of all to the inn, and pays before-hand the amount of fare, according to the distance he has to travel.

The post-coach is a large vehicle, in which four persons can travel sitting face to face; they travel in the same manner as was before described. Poor people usually hire horses and travel in that way: those in very indigent circumstances are of course obliged to walk.

The husbandry is dissimilar to that of this country. The soil in England is commonly poor and stony: a rich soil is seldom met with. First of all the ground is cleared by picking up the stones upon it, then the dung of cows and horses, being mixed with straw, is spread upon it: after this,

this, with great labour they prepare it for receiving the seed. They raise every variety of grain on ground prepared as above.

I saw in many different places a white earth, which in English is termed chalk; also a good deal of that red earth which the Hindoos name *geroo.*

The usual mode of agriculture is as follows. For four months in the year, during the winter, the ground is bound up with frost. In the month of Jet,* the sun being in the constellation Aries, its heat causes the ice to become water, by which the earth is moistened. The farmers then plough up the soil, some using a two-horse, and others a four-horse plough: they then sow the seed of barley, &c., and in four or five months the grain is ready for the sickle.

In England, rain falls in a greater or less

* Name of a Bengallee month.

less quantity during twelve months of the year, but there is only one crop raised annually. It is different in Hindoostan, in which there are two crops annually: one is the *rubbee* harvest, the other the *khureef*.

The horses of England, as to bulk and height, would make two of the horses of India: much more work is got out of them too: their price is also less. The lower order keep horses for their carts and ploughs, and for carrying burdens. The work which the people of this country do by means of oxen, asses, camels, and buffaloes, is performed in England by horses alone. The English, when they hear that the people of India use bullocks for riding upon, for carrying burdens, and for dragging carts, are greatly amused and wonder at it.

In England it is usual to castrate almost all the horses, and to cut off their

tails.

tails. The explanation which I heard given for castrating and docking the horses is as follows:—a horse with a long tail is very troublesome to his rider from flapping it about; and they castrate them because women, both of high and low degree, ride upon horseback, and they would be ashamed to be seen upon a stallion.

The roadsters and race-horses are very fleet: they are not so fat as the others. In England, Arab and Persian horses are held in great estimation, and fetch long prices.

In England there are neither tigers, wolves, leopards, bears, rock-snakes, serpents, lynxes, nor jackals, They say, however, that formerly there were different kinds of carnivorous and troublesome animals, which occasioned annoyance to the people, therefore a certain number of men were appointed to traverse the forests and hills: these exterminated the dan-

gerous

gerous animals, so that now there is no vestige of them. However, the deceitful and cunning foxes contrived to save their lives, by concealing themselves in holes.

There is a story exemplifying the slyness and cunning of the fox which is current in England. A certain person who lived in a town having constructed a wooden house ten or twelve cubits in height, kept his ducks in it, and always carefully fastened the door at night. A fox lay constantly in wait at a short distance to carry off the ducks, and was continually on the watch to do so. One night the owner of the ducks inconsiderately left the door untied, and proceeded homewards, and the door remained open like the eyes of a lover (at night), resembling likewise the doors of the generous. The crafty fox having now got an opportunity, quicker than the lightning or wind entered the house, and laid hold of

the

the necks of the ducks in such a manner that they could not make a noise. He then carried off the whole to a distance, and buried them in a sandy spot and smoothed the ground over them; in this way providing for himself a magazine of provisions. Good God! what foresight the European foxes have regarding their living! Alas, alas! for we neither lay up a store for the present life nor for our future state. In the morning, when the owner of the ducks came, he could not see a single one, at which he was greatly surprised. A number of people then collected, and they all commenced searching in every direction for the ducks; at last they came to the place where they had been buried, and observing a feather of one of them appearing above ground, they pulled up one of the dead ducks: they then dug up the ground and found the whole flock. The owner was very sor-

rowful, and grieved at what had happened.

Elephants, camels, &c. are sent to Europe from this country, and are kept in a large building. The people of England consider these animals as very extraordinary creations, they therefore flock from far and near to see the spectacle. They first give at the door of the building one or two rupees, and then go inside and see the exhibition. This, then, is another way of raising money.

The dogs of England are greatly celebrated: they are taught to perform many wonderful and surprising things, which the common people of this country do not believe a word of.

I saw many varieties of the dog species, both small and great, and water-spaniels and pointers, which (last) astonished me. One day I went out shooting on the plain near the city of Edinburgh, accompanied by

by the son of a Mr. Sergeant and a gardener: it was in the month of Katut, when the barley and wheat are cut down. Mr. S. had with him a small pointer, which kept ahead of us at a short distance off; we followed after him. The dog hunted about in every direction for game, which he endeavoured to discover by the scent, but he was unsuccessful in finding any. All at once, however, we came upon a field in which there were ten or twelve partridges feeding amongst the grass. Immediately the dog scented them he stood still, at the distance of twenty cubits from them: at one moment he looked towards his master, and the next he depressed his head. Mr. S., as soon as he observed him from a distance, knew that he was pointing at game. He then speedily advanced, but could not discover the birds in front; he therefore cast an angry glance at the dog: which advancing ten paces, stood

 still

still again; for he well knew the reason that his master was displeased with him, which was from not seeing the game, for (said he to himself), "my master thinks "that I am deceiving him." Then Mr. S. having gone on a short distance farther, still could not observe anything; he therefore again looked in an angry manner at the dog, which went forward a short way and again pointed. Mr. S. continued to follow him: still there were no signs of the game, for they were amongst wheat stubble, which was very high, the birds were therefore completely hidden by it. The dog's master then got into a great rage, and the pointer being afraid of his life ran in upon the game, on which the covey immediately rose. Mr. S. fired and brought down a brace of birds; the gardener likewise knocked one down. Mr. Sergeant knew that Musselmans will not eat meat that has not been regularly sacrificed,

ced,* he therefore brought the three partridges to me and desired me to sacrifice them: after I had done so he gave them all to me. When I came to eat the game I found the meat to be very tasteful and savoury. Captain S., upon hearing that we had bagged some partridges, and also the manner in which they had been disposed of, said in a bad humour, "you "had better have given me one or two of "them, for they are eaten by our caste." I replied, "If I had known that, I would "have sent you the whole three."

For hunting the fox and hare larger species of dogs are used. Truly there is a great resemblance between the natures of

* Whilst cutting the throat of a bird Musselmans repeat the following sentence:

"Nouae to un uz baha be hazil teiur,
"Bismillah ulla hu uckbur."

"I intend to sacrifice this bird in the name of God the Almighty."

of dogs and men, which is shewn in the way the former hunt.

The manner in which the rich hunt with large dogs is as follows: A number of people subscribe and keep perhaps a hundred dogs. When there is to be a hunt, a hundred or fifty men assemble on the plain, every one mounted on a fleet steed. The huntsman, taking the dogs along with him, is also mounted: he carries a horn in his hand. The pack is then let loose, and the dogs separate and beat about in the jungles and on the common in search of the game. When the huntsman sounds his horn, although the dogs be ever so far off, the moment they hear the blast they immediately collect round him: again, upon his making a sign they go off in search of the game. When a deer happens to be started they follow after it, and never give up the pursuit. During the chase the horsemen follow the dogs constantly,

constantly, and without the least fear, even to the distance of ten or twelve coss; they never pause a moment to take breath. If they come to a ditch on the plain, or a wall or fence the height of a man or even more, they cause the horse to clear these obstacles, and until the death of the stag they never allow themselves any rest.

It is well known that the English, particularly the wealthy among them, begin to teach their sons riding at the age of four years, and till their old age they take constant exercise on horseback. They account fatigue and laborious employment honourable, and reckon laziness and indolence highly disgraceful. How different, in this respect, are the great men of this country, who employ themselves in eating pooläos,* in drinking water cooled with saltpetre, and recline on soft velvet cushions and couches, and walk

* A particular mode of preparing a curry and rice.

walk about slowing in a mighty con-sequential manner. They are always re-posing themselves and giving themselves fine airs. Of a truth, that country in which the soldier, the great and the low, are affected and effeminate in their man-ners, then assuredly it will be subdued by a brave nation and a warlike people.

" The person who strikes with the sword, his name becomes
current."

The country will depart from the hands of those people whose manners are luxu-rious and unmanly ;

" Oh my life, a conceited man is not ornamented by ambi-
" tion.
" Those people only who are brave and enterprizing, keep
" their feet on this plain."

## CHAPTER XVI.

Of the Differences that arose between Captain S. and the Author......The reasons for his leaving England......He arrives in India......Conclusion.

At this time among the people of England there were none who could either write or read the Persian language; however, many were exceedingly anxious to learn. This being the case, Captain S., Doctor Fulton, Captain Steel, and other great people, having first consulted together, then said to me, "you had better "remain in England for some time (as a "teacher)." After this Captain S. was constantly saying (the same thing) to me, and bringing messages from others, and continually tempting me (as in the following manner). "At present there is no one in "England who understands Persian; many

" great men will therefore read Persian
" with you, by which your interests will
" be greatly advanced. A remittance will
" be constantly sent to Bengal for the
" support of your wife and children; and
" if one woman of your religion be not
" enough for you during the time you re-
" main here, you can have a couple: do
" not be uneasy about this."

At first, when he began to hold this sort of conversation with me, I imagined that it was merely intended as a trial of my temper, I therefore never returned any answer. When, however, his importunities exceeded all bounds, and when his people began to taunt and asperse me on account of my faith and religion, thereby annoying me greatly, and saying to me, " come and " eat along with us;" also when Captain S. wished me to travel about in company with him, then I immediately began to doubt if Captain S.'s civility and friendship would

would continue. Therefore, relying on God's assistance, I began to return suitable answers, consistent with the tenets of my religion. I said, "poverty in my own "country is much better than wealth in "this, and I consider the dark com- "plexioned women of Hindoostan far "preferable to the fairy-faced damsels of "England."

Captain S. then said, "I intend to tra- "vel, and to take you along with me. "We will visit the different countries of "Europe, and both you and myself, from "seeing the curiosities and spectacles of "the different countries will be benefited "and instructed." Now Captain S.'s real intention in travelling was this: ignorant people, upon seeing me dressed out in my usual manner, supposed that I was the brother of some Nouab or other in Bengal, and that Captain S. having been in Bengal had become so great a man that

 he

he was accompanied home by the brother of a Nouab. For (on my account) his name was greatly celebrated, both in Edinburgh and in the towns in the neighbourhood, and by making a tour with me he thought to add to his reputation.

To his proposal I replied: "I am certainly very desirous of making the tour "of different countries, and of seeing the "curiosities and *varieties* which they contain, provided my servant be allowed to "accompany me for the purpose of cooking my victuals." Captain S. answered: "You and I will travel together in "one carriage, but to hire a separate conveyance for your servant would be "attended with a very heavy expense: it "will be far better if your servant remain "here, and that you and myself eat "together." To this I replied: "It "would be in direct opposition to the "faith of Islam to sacrifice our religion

"for

" for the sake of the world, you must ex-
" cuse and pardon me for not complying
" with what you desire." Then said Cap-
tain S.: " I know the precepts of the Mus-
" selmanee religion on this head, which
" are, that when a person is on a journey
" he may live in whichever way necessity
" compels him, it is immaterial in what
" way." To this I answered, " I have my
" free choice to live in whatever way I
" like, there is no compulsion in the
" case. What is meant by ' being com-
" pelled by necessity' is, that if any one
" be in bondage, or forced, or the mis-
" fortunes of hunger and famine befal
" him, he may then subsist in the best
" way he can, without any disgrace. On
" this head the doctors of our religion say,
" that it is highly praiseworthy to sacri-
" fice life itself for the sake of religion,
" and that, in every case, it is necessary
" and expedient to refrain from commit-

" ting

"ting those acts which the law for-
"bids, in order that the world may not
"have the power to ruin our religious
"principles."

To be brief, between Captain S. and myself there were constantly conversations like the above occurring. The Captain thought (I suppose) that I replied to him in the manner I did by reason of my folly, and from being proud of my religion; he therefore imagined that necessity would compel me to eat with him after a fast of a couple of days, for he thought it would be impossible for me to do otherwise. He in consequence made trial of his plan, which occasioned a world of trouble to me for a fortnight. However I was supported by a kind providence, so that my health was not at all injured by it. The narration of the above is as follows:

At the time I am speaking of, there was in England a dispute between those who had

had been members of council in Calcutta: they even submitted the cause of quarrel to the decision of a court of law. Some of them were suspected of having taken bribes from Nouab Muzuffur Jung, Mahrajah Nund Koomar, and from Mahrajah Doulhah Ram. In order to substantiate this accusation by the examination of witnesses, Captain S., Captain Steel, and Mr. Peacock, being lately from Bengal, were summoned to attend the court. At this juncture Captain S. tormented me to go along with him, and said: "I have got a "number of Persian letters by me which "are required to substantiate my evi-"dence, therefore it will be necessary for "you to go along with me, in order to "read and translate these letters." I excused myself, on the plea of not being able to go without my servant, and the inconvenience I would be put to from not being able to eat meat; but he would not listen

listen to my excuse, and said: "In order
" to take your servant along with us it
" will be necessary to hire a separate
" conveyance, which will occasion a delay
" of five or six days, and I am ordered to
" appear in the court in London three
" days hence, therefore it is now too late
" to send for another vehicle: you alone,
" then, must come along with me, some-
" how or other." What could I do? I
was obliged to inconvenience myself; I
therefore reconciled myself to the wishes
of the Almighty, and getting into the carriage
with Captain S., we pursued our
journey, merely taking with me my
hooka and a small quantity of tobacco.

After we had travelled constantly for a
day and a night we halted at an inn. I
then prepared with my own hands some
sherbet and drank it; and having made
my dinner of a few almonds, raisins, and
dates, I swallowed two or three mouthfuls
of

of water. When Captain S.'s dinner was placed on the table he sent for me and said: "The dinner you see before you "consists of fowl and mutton, with "wheaten bread, which food both your "and our castes eat, and there is none of "that flesh here (swine's) which is for-"bidden to your people. There is very "little difference between cutting the "throat of a fowl and strangling it. "Besides, in slaughtering a sheep you cut "through the skin and divide half the "neck of the animal; now we do ex-"actly the same; we never think of "eating an animal which has died a "natural death, therefore then, why do "you consider it disgraceful to partake "of our food? You are purposely like "the fools of Calcutta, and make a block-"head of yourself, and with your trifling "behaviour you subject yourself to great "trouble and inconvenience." I replied:

"your caste are certainly possessors of a
"book of revelation, therefore are better
"than other nations who have not got a
"sacred volume. However you are allow-
"ed to eat the food prepared by the hands
"of these people, provided they are
"cleanly and do not make use of impure
"vessels;* but (for a Mussulman) it is
"not lawful to eat meat that has not
"been sacrificed by the hands of a Mus-
"sulman. In sacrificing, it is not merely
"the cutting the throat of the animal,
"but the prayer must be offered up like-
"wise, and ablution must follow, all which
"cannot be done by any other than a
"Musselman. Besides this, you are in
"the habit of eating your food without
"the accompaniments of spices, ghee,†
"and salt, in consequence of which an
"offensive odour arises from your meat,
"which

* An allusion is here made to the Pariah cooks employed by Europeans in India.

† Clarified butter.

" which is very disagreeable to our olfac-
" tory organs, therefore then how can we
" swallow such food?"

Whilst I was making this speech the Captain knitted his brows and said: "You
" Musselmans are possessed with an idea
" that we are gross feeders." To this I replied: " By what I just said, I had no
" intention of making out that you were
" gross feeders; neither was any insult
" intended. I simply stated, that every
" country has its own peculiar customs
" and usages; therefore the food of every
" nation is pleasant to the taste of the
" people of that nation, though to a per-
" son of a different country it may be un-
" palatable. Between your manners and
" customs and ours there is the distance
" of the west and east."

In fine, the oven of my stomach from the fire of hunger became immoderately heated, and the kettle of my belly, from

 increase

increase of appetite, began fiercely to boil. From the food which I had eaten, consisting of a small quantity of almonds, &c. and the sherbet which I had drank when I first arrived at the inn, my appetite was rendered more keen.

When we arrived in London I was nearly fainting, and until the second watch of the day I remained without sense. I was like a corpse, being deprived of all motion. In this condition I was discovered by Captain S.'s servant, who thought I had actually expired. He went and told the Captain, who came to me in a great fright, and awaking me from sleep asked me how I felt myself. I replied: "I am "well enough, I only feel very weak." Then Captain S. ordered his servant to bring rice, a fowl, spices, &c. and weak as I was, I killed the fowl and roasted it. I also cooked a small quantity of rice and ate it along with the roast. I then lay

down

down and slept till six in the evening, and next morning arose perfectly recovered. I remained a week in London, during which time I dressed my victuals with my own hand. Four of us then got into a coach and we arrived in Edinburgh.

A second time Captain S. took me along with him alone (*nolens volens*) to a town in the Highlands, the chief Magistrate of which was Captain S.'s elder brother. This town was at some distance from Edinburgh. We remained there three days and nights, during which time my condition was similar to what has been already described.

One day Captain S. said to me: "I
" was twenty years in Bengal, during
" which time I became well acquainted
" with the manners of Mussulmans. I
" have lived with Nouabs and the sons of
" noblemen, and was constantly in the
" habit of drinking and eating with them.
" (Now

"(Now I observed) that the superior
"order of Musselmans, though they were
"ashamed to drink wine before people,
"saying 'we never think of drinking
"wine,' yet immediately strangers had
"retired they snatched the goblet from
"the hands of the cup-bearer and quaffed
"off the liquor, and said, 'wine is an
"excellent thing; in the universe there
"is no other delight to equal it: Mus-
"sulmans are forbidden by their religion
"to indulge in drinking before people,
"for if we drink before strangers assuredly
"it is a disgraceful thing; however, to
"drink in secret is of no consequence
"whatever.' Now you (Itesa Moodeen)
"are not a man of rank, neither are you
"descended from Nouabs or from Princes,
"besides you are alone in this country,
"and there is no man of your caste to
"note your good and evil actions, there-
"fore then what is the reason that you

"abstain

" abstain from eating our meat and drink-
" ing our wine. The only reason that I
" can discover is this: you are a Bengallee,
" and the Bengallees of Hindoostan are
" notorious for their folly and stupidity."
To this I replied: " a man is not rendered
" either noble or illustrious merely on ac-
" count of possessing worldly wealth.
" True nobility consists in acquiring
" knowledge, in leading an upright life,
" in obeying the laws, and in striving to
" please God and the prophet. If men
" of rank, from pride of wealth, or from
" being tempted by the devil, act con-
" trary to the precepts of religion, they
" are assuredly highly culpable; and it is
" not necessary that a poor Musselman
" obey or be subservient to a man of
" opulence, when he wishes him to dis-
" believe in the injunctions of God and
" the prophet. What are, in fact, worldly
" riches? If the son of an angel or of a
" prophet

" prophet be irreligious or wicked, and
" if, on the other hand, a poor canvas-
" dresser or a beggar act uprightly and
" continue faithful, then in the eyes of
" the doctors of our religion the son of
" the angel or prophet will appear worth-
" less and vile, whilst the poor but
" faithful man's conduct will be reckoned
" very honourable and good. As Pharoah
" wished to be considered a God, and did
" not regard the injunctions of Hussurut
" Moosa (with whom be peace), even
" although he was wealthy and a king, yet
" the people (to this day) curse him, and
" consider his followers unbelievers. This
" being the case then, the common peo-
" ple act wickedly, when they obey the
" orders of the irreligious from a hanker-
" ing after worldly wealth, and when they
" grow careless about religion in order to
" please great people, who do not keep
" the fear of God before their eyes. Now

" all

" all Mussulmans are noble and of illus-
" trious origin, for they are sprung from
" the prophet, his companions, and the
" caliphs. It is not necessary for me
" to describe their illustrious birth or
" exalted rank, which are so well known.
" Yet, amongst us, poverty and indigence
" are not accounted disgraceful. Poverty
" is even reckoned honourable, because
" our prophet (with whom be the blessing
" and peace of God) and all his com-
" panions esteemed the slipper of the
" beggar and his wooden shoe, as equal
" in value to a royal crown or a cap of
" command. They kicked aside worldly
" property and wealth: therefore their
" descendants, being of the same way
" of thinking as their ancestors were, are
" not ashamed of poverty, and they con-
" sider religion to be far better than sub-
" lunary matters. Although (the religious
" poor) may seem in the eyes of the

" wealthy and people of a strange caste
" to be miserable and contemptible, yet
" they are always accounted respectable
" by Musselmanee kings and nobles, by
" whom they are exalted and honoured.
" All that I have said can be proved to
" be true, by referring to chronicles and
" books of history."

" After the demise of Hussurut the
" prophet (with whom be the blessing
" and peace of God), Aboo Bukr Sudeek,
" Oomr Farook, Oosman Been Ufan, and
" Hussurut Eben Alee Talib (on all of
" whom be peace), occupied in succes-
" sion the throne of the caliphat. After
" Hussurut Alee, Hussurut Imaum Hus-
" sun (with whom be peace); after whom
" Mavia ornamented the throne of the
" caliphs, when the dignity of Caliph
" descended to Eseed, Mavia's son. He
" knowing that the caliphat was the right
" of Hussurut Imam Zeenool Abudeen

" (with

" (with whom be peace), the son of Hus-
" surut Imam Hoosen (with whom be
" peace), in order therefore to make him
" assume the title he gave him great
" annoyance; but the Hussurut (Zeenoo-
" labudeen) would not agree to it, but
" said, 'that poverty and indigence are
" the inheritance we derive from our an-
" cestors, we must also pray to and serve
" God: riches and the dignity of Caliph
" are mere secondary considerations.'
" After this the office of Caliph came to
" the son of Oomeia: then Allee Abaas
" held it; afterwards Hullakoo Khan,
" descended from Chungez Khan, who
" subdued many countries. To him suc-
" ceeded Shah Ismäel, who was sprung
" from the kings Suffavea, who again are
" descended from Hussurut Moosa Cazim*
" (with whom be peace), therefore of
" illustrious family and descended from

 " prophets,

* His Highness Moses, the restrainer of anger.

" prophets, he (Shah Ismäel) became
" king of Persia. The Sultanut of Room
" was then held by Alee Oosman. After
" this, in the time of Sultaun Mahmood
" Yuznavee, Hindoostan was subjected to
" Musselmanee rule. Then the govern-
" ment of India came to the hands of
" Alee Shah Boodeen: to him succeeded
" king Umeer Timoor, who was of Mogul
" descent; after him followed his sons and
" those of Shah Abaas. The kings of
" Persia are descended from the prophet;
" so likewise the Sultaun of Room, who is
" sprung from Hussurut* Oosman (may
" God be pleased with him), rules over
" the countries of Room, Syria, and
" Arabia, until this day.

" To be brief, our ancestors were Sieds
" and descendants of the prophet, and some
" of them were of the families of the com-
" panions of the prophet and of the Caliph
" Asim. Assuredly, then, these people

" were

" were heirs to the caliphat, and had a
" claim to the crown and throne ; but they
" gave up worldly honours from a love of
" prayer, and a desire of acquiring know-
" ledge, and contented themselves in retire-
" ment with the food which was prepared
" for them : therefore the Sultauns of Hin-
" doostan and the Caliphs of Room gave
" these people jaghires,* and allotted
" them pensions in every district and
" country. When the children of the
" Sieds began to increase, and had sepa-
" rated themselves in the countries of
" Persia, Hindoostan, &c., then the kings
" and rajahs of these countries shewed
" them favour and honoured them greatly,
" but said: 'These people know they have
" a right to the caliphat and to kingly
" power, therefore will perhaps wish to
" commence war or cause strife :' and, in
" order to prevent their rising (with the
" exception

* Land given by government in reward for services.

" exception of the Moguls), other nations
" lessened the dignity and lowered the
" Sieds and Shaikhs in rank, so that
" many days after, when their descendants
" had become very numerous and had
" little to subsist on, they then began to
" desire service; and the poor people
" among them, in order to find employ-
" ment, travelled about to every country
" and city, soliciting the favour of the
" opulent. Thanks and praise be unto
" God, that these people (generally speak-
" ing) unto this day are firmly attached to
" the religion of their ancestors. I am a
" poor man of the above caste, who have
" come to this country as a traveller
" (through your means), being allured by
" aliment. I am forlorn and friendless,
" and have been subjected continually to
" hardships and the labour of travelling;
" being therefore unable to help myself, I
" must await the issue patiently.

" Though

"Though the head of Zekeriah was sawn asunder, yet he uttered no complaint.
"Though misfortunes happen to the sons of Adam, they will in time get over them."

Captain S., having heard what I had said, was convinced (that I was right). Still, as is always the case amongst his countrymen, who contemn the poor and account the rich illustrious, he did not believe in all I had advanced, although I had given him suitable answers; he therefore still continued to dispute with me, as he had done from the beginning. However, in my absence, he told my history to different people of rank, and praised me exceedingly, saying, "During "the whole time that I remained in Bengal, I never saw such a strict Musselman as this man is. On the voyage he "had a severe attack of flux, so that he "was nearly dying. I was very anxious "to administer a small quantity of wine, "by way of medicine, but he would not

"taste

" taste a drop, and he recovered (without
" it)."

One day Captain S. asked me, " how
" is it that you contrive to keep your
" health so well? you have not been sick
" for many days." I answered, " the
" grand secret is abstinence. True it is,
" that when I set out for England I was
" in considerable perplexity (on account
" of the temptations that would assail
" me): I therefore prayed to God, saying,
" 'Oh Lord! preserve me from drinking
" 'wine.' After that I led a very tempe-
" rate life, for I knew that if I fell sick
" the English doctors would prescribe wine
" for me to invigorate me, for they con-
" sider it salutary. But the Almighty
" had compassion on me, and heard my
" prayer, so that I preserved my health,
" and have had no occasion for any medi-
" cine whatever."

I remained in England for the space of

one

one year and six months, expecting always the arrival of the Great Mogul's letter.

When Lord Clive came to England, in order to shew his esteem for his Majesty he presented the gifts (with which he had been entrusted by Shah Alum) to the Queen, in his own name,* he therefore obtained an abundant share of the royal favour. He made no mention whatever either of Shah Alum's letter or message, neither did Captain S. make any disclosure regarding the above, for he placed great reliance on what his Lordship had promised to do for him. When, however, he saw the deep game his Lordship was playing, he said to me, "Lord Clive has completely deceived me."

Captain S., from not being acquainted with any of his Majesty's Ministers, and being afraid of falling under the dis-



* Itesa Modeen must have been misinformed as to this: Lord Clive was of too noble a nature to have acted as above stated.

pleasure of Lord Clive and the Directors,* was unable to forward the business in any way.

Some time after I discovered the reason why Shah Alum's letter had been concealed: It was as follows. At the time I am treating of, there was a dispute between the Ministers and the Company regarding the possession of Bengal and other countries. The Ministers said, "The Company are only agents and merchants, "what right have they to possess a country? The government and revenues "should be placed in the hands of the "King, and let the Company employ "themselves in trading and trafficking." To this the Company replied: "During "the wars of Nouab Soorajah Dowlah "and Cassim Alee Khan, the factories "we had in Bengal were all plundered, "by which we sustained a loss of pro-"perty

* Of the East-India Company.

"perty to the amount of crores of "rupees; besides we expended large sums "in paying the troops, and it was solely "owing to the Company's officers, who "laboured hard and exerted themselves "greatly, that the country of Bengal was "conquered. Therefore, then, according to the agreement which was formerly "made between us and the Ministers, "we are now ready to give whatever "sums of money, and to pay whatever "taxes you demand (according to the "compact agreed to)." Thus the dispute continued between the parties; but the Ministers could not substantiate their claim, and their arguments would not hold good. In this state of things, Lord Clive being a well-wisher of the Company, after having consulted with the Directors, it was thought expedient to keep from the knowledge of his Britannic Majesty the letter of Shah Alum; because

 if

if it were to appear at this juncture, it would greatly assist the Ministers in establishing their pretensions.

Captain S. used every endeavour to get me to stay three or four years in England. I however declined doing so, for I was so depressed in spirits at being separated from my native country and friends, that I cared little about acquiring riches or temporal advantages. At last Captain S. gave me in charge of Mr. M., who was formerly chief secretary in Calcutta, and permitted me to depart. I returned to Bengal in the year of the Hejira 1183, and in the month of Katuk, having been absent on my travels to Europe two years and nine months

## THE CONCLUSION OF THE WORK.

By the mercy of God, the preserver of the world, I (a sinner) travelled to England, and from my journey great advantages accrued to me, and I returned to my native country without loss or detriment; and from being permitted to revisit (my country) I gave praise and thanks to the Almighty.

FINIS.